تعداد طبع — ایک ہزار

اگست ۱۹۴۵ء

پروپرائٹر

چودھری محمد اقبال سلیم گاہندری

باہتمام

چودھری منظور الحق

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس

حیدرآباد دکن

تعارف

برنارڈ شا انگریزی زبان کے بے مثال مصنفین میں سے ہیں، اُن
کے ڈراموں اور دیگر تصانیف کو قبولیت عام کا جو مقام نصیب ہوا ہے انگریزی
زبان کے کسی دوسرے عصری مصنف کو یہ مقام شاید ہی ملا ہو۔ ان کی
متعدد تصانیف کے ترجمے مجھے دوسری زبانوں میں ملے۔

"سینٹ جون" کا ڈرامہ شا کی شاہکار تصانیف میں سے شمار ہوتا ہے،
اور انگریزی ادب میں اسے انمول جواہر کا مقام حاصل ہے، اس کا فارسی
ترجمہ مدت ہوئی کہ "دوشیزۂ اورلیان" کے نام سے طہران سے شائع ہوا تھا۔
اور عربی ترجمہ "آنستہ فرنسا" کے نام سے قاہرہ سے شائع ہوا ہے۔ اب
میرے محترم اور فاضل دوست مسز برزوجی فیروز شاہ تاراپوری نے اسے
اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ خود یہ انتخاب فاضل مترجم کے ذوق ادب کی سب سے
بڑی دلیل ہے، انھوں نے اصل انگریزی کتاب سے اسے اردو زبان میں
منتقل کیا ہے۔

مسٹر برزوجی نے اس سے پہلے بھی ایک گجراتی کتاب "دربار دادگر" کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ اور ڈیل کارنیگی کی کتاب "ہاؤ ٹو ونڈ فرینڈس" کا ترجمہ موسوم بہ "تعمیر حیات" بھی ان ہی کے قلم کی مساعی کا نتیجہ ہے۔
زیر نظر ترجمہ میں جس طرح انھوں نے اصل کتاب کی روح اور اس کے انداز بیان کو ساری ادبی نزاکتوں کے ساتھ قایم رکھا ہے۔ وہ صرف مسٹر برزوجی جیسے ادب شناسوں ہی کا حصہ ہے۔

ترجمہ نگاری عام عبارت نگاری سے زیادہ مشکل کام ہے، اس میں قلم کی جولانگاہ محدود اور طرح طرح کے نشیب و فراز سے پُر ہوتی ہے۔ لیکن تراجم ہی وہ مال و دولت ہیں جن سے کسی زبان میں ابتدائی سرمایہ ہوتا ہے اور میرا تو یہ خیال ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کا کام بند ہو جاتا ہے وہ ایک ایسی دوکان بن کر رہ جاتی ہے جس میں باہر سے مال آنا بند ہو گیا ہو۔
میں مسٹر برزوجی کو اس کامیاب ترجمہ پر مبارک باد دیتے ہوئے اردو زبان کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک اچھی کتاب کا اردو زبان میں اضافہ کیا اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔

عبدالقدوس ہاشمی

۱۹۔ اپریل ۱۹۴۵ء

نذر عقیدت

مادر محترمہ۔

وہ جن کے قدموں کے نیچے میرے لئے جنت تھی جن کا شفقت بھرا چہرہ میرے لئے اِس دار فانی میں طوبیٰ و سدرہ سے کم نہ تھا۔ وہ بھی دن تھے جب مجھے اپنے ہونے نہ ہونے کا ہوش نہ تھا۔ جب ان کی آغوش میرا ماوی دلجا تھی۔ اور یہ بھی دن ہے کہ میری آگاہی اپنی بساط سے بڑھکر قدم بڑھانے لگی ہے۔ لیکن میرے دل کی کمزوری کو اب بھی قوت ملتی ہے تو اس کی تسکین وہ آواز غیب سے جس کی محبت و احسان عظیم کو میں مرتے دَم تک نہیں بھول سکتا۔ میں اس قلمی کاوش کو با دیدۂ اشکبار اپنی محترمہ مادر کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔

خاکسار

برزو جی فیروز شاہ تاراپوری۔

جون آف آرک

ایک مظلوم فرانسیسی دوشیزہ کی کرشمہ سازیاں

یوں تو ہر ملک اور ہر قوم میں صدہا نامور عورتیں گزری ہیں جنھوں نے اپنے حسن و جمال کی قوت سے زمانہ کو مسخر کر لیا۔ اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں دکھا دیئے مگر جون آف آرک کی شان و وضع کی عورت چراغ لے کے ڈھونڈیئے تو بھی ساری دنیا میں نظر نہ آئے گی۔ اس کی سرگزشت جیسی دلچسپ اور حیرت خیز ہے ویسی ہی جگر خراش اور خون رلانے والی بھی۔

چودہویں صدی عیسوی کے آغاز میں مملکت فرانس کی حالت نہایت ہی نازک ہو رہی تھی۔ شاہ چارلس ششم بالکل فاتر العقل اور مجنون تھا۔ نہ اس کے سنبھالے نظام مملکت سنبھلتا تھا اور نہ بیرونی حملہ آوروں کی روک تھام

ہو سکتی تھی۔ اس کا نالائق اکلوتا بیٹا دوفین خوشامدیوں میں گھرا ہوا تھا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ لوگوں کو اس کی نسبت چارلس کا بیٹا ہونے میں بھی شبہ تھا۔ چنانچہ ایک معاہدے کی رو سے سارے حقوق شاہی انگلستان کے بادشاہ ہنری پنجم کو دیدیئے گئے۔ اور وہ جائز وراثت سے محروم کر دیا گیا ادھر دوفین یعنے چارلس ششم کے بنی اعمام اور بھائیوں نے اپنے جتھے باندھکر ارادہ کیا کہ خود ہی ملک کے مالک بن جائیں۔ خصوصاً ڈیوک آف برگنڈی جو انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔ سلطنت کی ہوس کے ساتھ بعض خاندانی نزاعوں کا انتقام بھی لینا چاہتا تھا۔ گر امرا کے سوا عام رعایا و چارلس ششم کے بیٹے دوفین ہی کی طرفدار تھی اور اسی کو حقیقی وارث سلطنت تصور کرتی تھی ان سب امور کا نتیجہ یہ تھا کہ فرانس کے امراء اور شاہزادوں میں جھگڑے چھڑے ہوئے تھے۔ دوسری طرف سے انگریزوں کے لشکر نے فرانس کی فوجوں کو شکستیں دیں۔ اور انگریز یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتے چلے جاتے تھے۔ آخرکار انگریزوں نے شہر "اورلیان" کا محاصرہ کر لیا۔ محصورین کی حالت نازک ہو رہی تھی اور حکومت کے بنائے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔

ایسے نازک وقت میں ان تمام دشواریوں کے دور کرنے اور فرانس کو تباہی سے بچانے کے لئے خدا نے یہ عجیب وغریب لڑکی جون آف آرک پیدا کی جو ساری دنیا میں اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

یہ فرانس کی نوعمر، نوخیز، حسین نازنین، گلفام اور سیم تن دوشیزہ تھی۔ زلفیں مشرقی حسینوں کی طرح سیاہ تاب اور مشکیں تھیں۔ اور آنکھیں بھی بجائے نیلگوں اور نیلوفری ہونے کے جادو نگاہ مہ وشان مشرق کی طرح نہایت سیاہ اور بلا کی چمکدار تھیں۔ اس کے بے مثل حسن وجمال سے دلبری کا کمال،

پوری طرح نمایاں تھا۔ اور اس کی دلوں کو برباد دینے والی آنکھیں اپنی دلربائی کی قوت سے سارے عالم کے مسخر کرنے کا دعویٰ رکھتی تھیں۔

ملک فرانس میں دریائے لورین کے کنارے ڈومریمی نام ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس میں جیک آف آرک نام ایک کسان رہتا تھا۔ جو اپنی بیوی ازابو کے ساتھ بستی کے اور لوگوں کے مقابلہ میں کسیقدر معزز و ممتاز خیال کیا جاتا کیونکہ اُس کے پاس تھوڑا سا غریبانہ سرمایہ تھا۔ مویشیوں کے دو ایک گلے تھے اور اس کے سوا خدا نے تین بیٹے بھی دیئے تھے اور دو بیٹیاں بھی انھیں دو بیٹیوں میں سے ایک جون آف آرک تھی۔ جسے بعض لوگ چھوٹی بہن بتاتے ہیں اور بعض بڑی۔

جون آف آرک ۱۵/ جنوری ۱۴۱۲ء کو پیدا ہوئی تھی۔ جب تک یہ ایک ننھی بچی تھی اکثر باپ کی بکریاں چرانے کو گاؤں کے اطراف و جوانب میں جایا کرتی تھی اس کی ماں ازابو نے کسی خانقاہ میں تعلیم پائی تھی۔ اس لئے اس پر مذہبی رنگ غالب تھا۔ اور وہی تعلیم اس نے اپنی بیٹیوں کو بھی دی۔ سینا پرونا۔ کاڑھنا۔ چرخہ کاتنا سکہانے کے ساتھ ساتھ اس نے انھیں دعا، عبادت۔ زہد و تقویٰ اور پاکدامنی و عفت شعاری کی اعلیٰ تعلیم بھی دی۔ خصوصاً ابتدائے شب کو بیٹیاں اس کے پاس اپنا سینا پرونا لےکر بیٹھتیں تو وہ انھیں مسیحی ولیوں، شہیدوں اور بزرگان دین کی داستانیں سنایا کرتی۔

یہ باتیں دوسری بہنوں پر تو معمولی اثر کرتی رہیں مگر جون کے دل پر فطری استعداد کے باعث اور قسم کا اثر ہوا۔ پانچ ہی برس کی تھی کہ ان واقعات کی فکر میں اس پر ایک استغراق اور مراقبہ کا سا عالم طاری ہو جاتا اور کبھی کبھی

ہوسکتی تھی۔ اس کا نالایق اِکلوتا بیٹا دوفین خوشامدیوں میں گھرا ہوا تھا۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ لوگوں کو اس کی نسبت چارلس کا بیٹا ہونے میں بھی شبہ تھا۔ چنانچہ ایک معاہدے کی رو سے سارے حقوق شاہی انگلستان کے بادشاہ ہنری پنجم کو دیدیئے گئے۔ اور وہ جائز وراثت سے محروم کر دیا گیا اور دوفین یعنے چارلس ہفتم کے بنی اعمام اور بھائیوں نے اپنے جتھے باندھکر ارادہ کیا کہ خود ہی ملک کے مالک بن جائیں۔ خصوصاً ڈیوک آف برگنڈی جو انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔ سلطنت کی ہوس کے ساتھ بعض خاندانی نزاعوں کا اِنتقام بھی لینا چاہتا تھا۔ مگر امرا کے سوا عام رعایا چارلس ششم کے بیٹے دوفین ہی کی طرفدار تھی اور اسی کو حقیقی وارث سلطنت تصور کرتی تھی اِن سب امور کا نتیجہ یہ تھا کہ فرانس کے امرا اور شاہزادوں میں جھگڑے چھڑے ہوئے تھے۔ دوسری طرف سے انگریزوں کے لشکر نے فرانس کی فوجوں کو شکستیں دیں۔ اور یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتے چلے جاتے تھے۔ آخرکار انگریزوں نے شہر "اورلیان" کا محاصرہ کر لیا۔ محصورین کی حالت نازک ہو رہی تھی اور حکومت کے بنائے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔

ایسے نازک وقت میں ان تمام دشواریوں کے دور کرنے اور فرانس کو تباہی سے بچانے کے لئے خدا نے یہ عجیب وغریب لڑکی جون آف آرک پیدا کی جو ساری دنیا میں اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

یہ فرانس کی نوعمر، نوخیز، حسین نازنین، گلفام اور سیم تن دوشیزہ تھی۔ زلفیں مشرقی حسینوں کی طرح سیاہ تاب اور مشکیں تھیں۔ اور آنکھیں بھی بجائے نیلگوں اور نیلوفری ہونے کے جادو نگاہ و شان مشرق کیطرح نہایت سیاہ اور بلا کی چمکدار تھیں۔ اس کے بے مثل حسن وجمال سے دلبری کا کمال،

پوری طرح نمایاں تھا۔ اور اس کی دلوں کو برباد دینے والی آنکھیں اپنی دلربائی کی قوت سے سارے عالم کے سحر کرنے کا دعویٰ رکھتی تھیں۔

ملک فرانس میں دریائے لوین کے کنارے ڈومریمی نام ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس میں جیک آف آرک نام ایک کسان رہتا تھا۔ جو اپنی بیوی ازابو کے ساتھ بستی کے اور لوگوں کے مقابلہ میں کسیقدر معزز و ممتاز خیال کیا جاتا کیونکہ اُس کے پاس تھوڑا سا غیرہلنہ سرمایہ تھا۔ مویشیوں کے دو ایک گلے تھے اور اس کے سوا خدا نے تین بیٹے بھی دیئے تھے اور دو بیٹیاں بھی انھیں دو بیٹیوں میں سے ایک جون آف آرک تھی۔ جسے بعض لوگ چھوٹی بہن بتاتے ہیں اور بعض بڑی۔

جون آف آرک ۱۵/ جنوری ۱۴۱۲ء کو پیدا ہوئی تھی۔ جب تک یہ ایک ننھی بچی تھی اکثر باپ کی بکریاں چرانے کو گاؤں کے اطراف و جوانب میں جایا کرتی تھی اس کی ماں ازابو نے کسی خانقاہ میں تعلیم پائی تھی۔ اس لئے اس پر مذہبی رنگ غالب تھا۔ اور وہی تعلیم اس نے اپنی بیٹیوں کو بھی دی۔ سینا پرونا۔ کاڑھنا۔ چرخہ کاتنا سکہانے کے ساتھ ساتھ اس نے انھیں دعا، عبادت۔ زہد و تقویٰ اور پاکدامنی و عفت شعاری کی اعلیٰ تعلیم بھی دی۔ خصوصاً ابتدائے شب کو بیٹیاں اس کے پاس اپنا سینا پرونا لے کے بیٹھتیں تو وہ انھیں مسیحی دلیوں، شہیدوں اور بزرگان دین کی داستانیں سنایا کرتی۔

یہ باتیں دوسری بہنوں پر تو معمولی اثر کرتی رہیں مگر جون کے دل پر فطری استعداد کے باعث اور قسم کا اثر ہوا۔ پانچ ہی برس کی تھی کہ ان واقعات کی فکر میں اس پر ایک استغراق اور مراقبہ کا سا عالم طاری ہو جاتا اور کبھی کبھی

ان بزرگوں کی صورتیں متشکل ہو کے اس کے خیال کی آنکھوں کے سامنے آکے کھڑی ہو جاتیں۔ اور چند ہی روز میں اسے بار بار نظر آنے لگا کہ عالم خیال میں فرشتہ اور روحیں آ آکے اس سے ملتی اور باتیں کرتی ہیں مگر ان کیفیتوں کو اس نے اپنے پرا سرار سینہ میں مخفی رکھا۔ اور ماں باپ یا کسی پر بھی کوئی بات نہ ظاہر نہ ہونے دی۔

اب وہ تقریباً گیارہ سال کی نوخیز و سرو قامت لڑکی تھی ایک دن گاؤں کے گرجا کے قریب اپنے گلّے کی نگہبانی کرتی۔ اور ہاتھ میں کوئی کپڑا لئے کاڑھ رہی تھی کہ ناگہاں آنکھوں کے سامنے ایک نور چمکا پھر ایک نورانی پیکر آسمان سے اترتا نظر آیا۔ جس نے قریب آکر کہا " جون " اچھی لڑکی بن اس واقعہ سے وہ سہم گئی اور نہایت حیران اور پریشان اور بدحواس وہیبت زدہ تھی۔ مگر ان روحانی سیروں کا سلسلہ بڑھتا ہی جاتا تھا بار بار ایسی ہی چیزیں نظر آتیں جن کے ذریعہ سے اسے ہدایت کی جانے لگی کہ " اٹھ " خدا نے جس کام کے لئے تجھے پیدا کیا ہے اسے پورا کر۔ جا۔ اور بادشاہ فرانس کی مدد کر۔ کیونکہ تو ہی ملک کی پشت و پناہی کرے گی "۔ یہ باتیں سن کر وہ اور زیادہ سہم گئی۔ بعض اوقات کانپتی۔ تھرتھراتی اور اپنی بے بسی پر رونے لگتی۔ اور آنکھوں سے آنسو پونچھ کر کہتی " مجھ سی غریب ناتوان و ناکارہ لڑکی کیا کر سکتی ہے۔ میں نہ گھوڑے پر سوار ہونا جانتی ہوں نہ تلوار چلانا جانتی ہوں۔ پھر فرانس کی کیا خاک مدد کروں گی۔

اب اس میں ضبط کا یارا نہ تھا۔ دلی جذبات کے ظاہر کرنے کے لئے بیتاب تھی مگر کسی سے کچھ کہتے بھی نہ بنتی تھی۔ آخر نہ رہا گیا اور اپنے ایک عزیز ہم سن لڑکے سے جس کا نام جرارڈ تھا اور ایک ایسے گاؤں کا رہنے والا تھا

جہاں کے لوگ شاہ فرانس کے خلاف اور ڈیوک آف برگنڈی کے طرفدار تھے۔ اس نے دبی زبان میں کہا "اگر تم برگنڈی کے طرفدار نہ ہوتے تو میں تم سے ایک بات کہتی۔ جرارڈ دل ہی دل میں جون کے رُخِ زیبا کا فریفتہ ہو رہا تھا یہ کلمات سن کر خوش ہوا۔ اور سمجھا کہ غالباً میری طرح یہ بھی میری طرف مائل ہے شادی کا تذکرہ چھیڑے گی" مگر وہ ہزار پوچھتا رہا۔ جون نے کچھ نہ بتایا۔ اور لب تک آئی ہوئی بات کو وہیں روک لیا۔ وہ نورانی صورتیں جو اس کے پاس آیا کرتیں انھوں نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ مقام واکولرز کے کپتان کے ذریعہ سے تو بادشاہ فرانس چارلس ہفتم سے مل۔ اِسی چکر میں تھی کہ اس کپتان سے کیونکر ملوں۔ کہ اتفاقاً ڈیورنڈ لکزارٹ نام اس کا ایک رشتہ دار اس کے والدین سے ملنے کو آیا۔ جو مقام واکولرز کے قریب ہی رہتا تھا۔ جون نے تنہائی میں موقع پاکر اس سے اِلتجا کی کہ چند روز کے لئے آپ مجھے اپنے ساتھ لیتے چلئے۔ اور ابا جان سے یہ بہانہ کر دیجئے کہ چچی اماں (آپ کی بی بی) نے مجھے بلایا ہے۔ ڈیورنڈ نے جون کی یہ خواہش پوری کر دی اور اس کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا۔ وہاں پہونچ کر ایک دن جون نے جی کڑا کرکے ڈیورنڈ سے کہا "آپ واکولرز کے کپتان کے پاس میرا اتنا پیغام پہونچا دیتے کہ مجھے بادشاہ چارلس ہفتم کے پاس پہونچا دیں۔ اِسلئے کہ میں ان کی مدد کرنے اور انگریزوں کو فرانس سے مار کر نکال دینے کی اہم خدمت پر خدا کی طرف سے مامور ہوئی ہوں۔ ڈیورنڈ یہ باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ پھر اس کی حالت اور کیفیت دریافت کی اور گو یہ باتیں اسے نہایت لغو نظر آتی تھیں مگر اس کا پیغام لے کر کپتان کے پاس چلا گیا۔ کپتان سنتے سنتے ہی ایک قہقہہ لگایا اور کہا "تمہاری عقل جاتی رہی ہے۔ اس چھوکری کے

دو دھولیں لگاؤ اور اس کے گھر بھیجدو۔ انگریزوں کا مقابلہ اور ایک کنواری لڑکی۔ بھلا کوئی سمجھ میں آنے کی بات ہے" ڈیورنڈ نادم ہوکے واپس آیا۔ اور کپتان کا جواب صاف صاف جون سے بیان کر دیا اب جون بظاہر تو خاموش ہو رہی مگر دل کو کسی طرح قرار نہ آتا تھا۔ ناکام و نامراد باپ کے گھر میں واپس آئی۔ اب اس کا راز فاش ہو چکا تھا۔ باپ کو بھی خبر ہو گئی۔ اور اس کے دل میں خیال گزرا کہ معلوم ہوتا ہے جون کے دلمیں آوارگی کے خیالات پیدا ہوئے ہیں۔ اور بدکار و بداخلاق فوجی سپاہیوں میں جا کے رہنا چاہتی ہے۔ یہ خیال آتے ہی مارے غیرت کے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور یہ حالت تھی کہ کبھی خودکشی پر آمادہ ہو جاتا اور کبھی بیٹی کی جان لینے پر۔ مگر جون نے اِن باتوں کی ذرا بھی پروا نہ کی کیونکہ اسے حمایت وطن کی دھن لگی ہوئی تھی۔ اور روحانی قوت نے اس میں ہمت۔ حوصلہ۔ جرارت۔ شجاعت۔ سپہگری۔ شہسواری۔ ملک گیری اور علم و فضل کے تمام کمالات پیدا کر دیئے تھے۔ آخر دو ایسے نوعمر ساتھی بھی مل گئے۔ جو اس کے طرفدار اور حامی و مددگار رہنے۔ اور انھیں ساتھ لے کر ۲۳ / فروری ۱۴۲۹ء کو جب کہ اس کی عمر ہنوز ۱۶ یا ۱۷ برس کی تھی وہ گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ اہل وطن نے روکا کہ راستہ دشوار، اور آج کل ملک میں انگریزی لشکروں کے پھیلے ہونے کے باعث خطرناک ہو رہا ہے۔ مگر اس نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ میں ایسے خطروں کے برداشت کرنے ہی کے لئے پیدا ہوئی ہوں بمنزل مقصود میں قدم رکھتے وقت مردانہ کپڑے پہن لئے ہتیار لگائے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوئی۔ اور وطن کو خیرباد کہہ دیا۔

چارلس ہفتم ان دنوں شہر سینو میں تھا جہاں اس کے گرد فضول

مصاحبوں صدہا عورتوں اور بہت سے تباہ کرنے والے ناعاقبت اندیش افسروں کا ہجوم تھا۔ راستہ میں طرح طرح کے خطرے دیکھ کر جون راتوں کو سفر کرتی اور دن کو کسی پناہ کی جگہ میں ٹھہر جاتی۔ گیارہ دن کی دشت نوردی کے بعد یہ سفر ختم ہوا۔ اور وہ سینو کے قریب "فیروبا" نام ایک گاؤں میں ٹھہر گئی یہاں سے اس نے بادشاہ چارلس کو اپنے آنے کی خبر کی۔ اور کہلا بھیجا کہ "میں آپ کے تخت کو بچاؤں گی۔ شہر اورلیان پر سے انگریزوں کا محاصرہ اٹھاؤں گی اور مقام ریمز میں آپ کو تاج شاہی پہناؤں گی (جس سے وہ محروم کر دیا گیا تھا)۔

جون کے قاصد نے بادشاہ کی باریابی حاصل کر کے جیسے ہی یہ پیغام پہونچائے بادشاہ کو غصہ سا آگیا۔ کہ ایک کم سن چھوکری اور میری امداد کا دعویٰ۔ پھر ایک زہرخندہ کے ساتھ بولا "اچھا میں اس بارے میں وزیروں سے مشورہ کرلوں تو جواب دوں" وزیروں اور مشیروں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا گیا تو ایک گروہ نے اس درخواست کا مضحکہ اڑایا۔ اور ایک گروہ کی رائے قرار پائی کہ اسے اپنی تدبیریں عمل میں لانیکا موقع دیا جائے کیونکہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں نظر آتا۔ تین دن تک ان لوگوں میں کمیٹیاں ہوتی رہیں اور کوئی فیصلہ نہو سکا۔ غنیمت یہ ہوا کہ خود بادشاہ موافق ومخالف گروہوں کے بین بین میں تھا۔ آخر اس کے دل میں آئی کہ اچھا کوئی امر طے کرنے سے پہلے میں اس سے مل کر اسے آزما تو لوں۔ فوراً قاصد واپس گئے کہ جون کو لے آئیں۔ اور ان کے جانے کے بعد اس عجیب وغریب حسینہ لڑکی سے ملنے کے لئے اس نے دربار مرتب کیا تو اپنی جگہ اپنے کسی افسر کو اپنے کپڑے پہنا کر صدر میں بٹھا دیا۔

اور خود نہایت ہی عام وضع کے کپڑے پہن کر درباریوں میں مل گیا۔ جون آئی حاضرین دربار کی صفیں چیرتی ہوئی صدر میں آئی۔ صدر نشین کو دیکھا پھر تمام حاضرین کے چہروں پر ایک اجمالی نظر ڈالی۔ اور لپک کے خود چارلس ہفتم کے سامنے پہونچی۔ ادب سے سر جھکا دیا۔ اور بولی "بر دربار بادشاہ کی عمر دراز" چارلس نے کہا میں بادشاہ نہیں۔ بادشاہ وہ صدر میں بیٹھے ہیں۔ جون نے ادب سے عرض کیا بادشاہ تو آپ ہی ہیں۔ اور میں ایک غریب لڑکی ہوں جو روح القدس کی جانب سے اس خدمت پر مامور ہوئی ہوں کہ آپ کی سلطنت کی بنیاد مضبوط کروں۔"

جون کی سادگی خوبصورتی اور اس کی باتوں نے چارلس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ امرائے دربار سے الگ تخلیہ میں جا کے اس سے ملا۔ اس موقع پر جون نے ایسی باتیں بتا دیں جو چارلس کے خیال میں اس کے سوا دنیا بھر میں کسی کو نہیں معلوم تھیں۔ اس ملاقات کے بعد بادشاہ دربار میں برآمد ہوا۔ اور تمام وزراء و امراء سے کہا "مجھے تو اس پاکدل لڑکی کی سچائی کا پورا یقین ہو گیا۔ تاہم تم سب لوگوں کے اطمینان کے لئے میں اس کا اور امتحان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے اس نے شہر کے بڑے بڑے مقتدایان دین اسقفوں۔ عالموں اور مختلف علوم کے باکمالوں کو جمع کر کے جون کو ان کے سامنے پیش کیا جس مسئلہ کو چاہیں اس سے پوچھیں۔ عالموں نے مشکل سے مشکل مسائل چھیڑے اور سب کے ایسے صحیح و برجستہ جوابات جون نے ایسے فصیح و بلیغ الفاظ اور دلکش لب و لہجہ میں دیئے کہ سب اس کے علم و فضل کے سامنے عاجز آ گئے۔ اور سارا دربار عش عش کر اٹھا۔

اب کسی کو اعتراض کی گنجائش باقی نہیں تھی۔ اور چارلس تو اس کا

عقیدت کیش مرید ہی بن گیا تھا۔ فوراً اپنا شاہی گارڈ اس کے حوالے کر دیا اور کہا "آپ کا جب جی چاہے فوج کشی کے لئے روانہ ہو جائیے" اور جون اس کی افسر بن کے فوراً روانہ ہو گی۔ اب جون کی عجیب شان تھی۔ ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں شاہی علم۔ زرہ بکتر سے آراستہ آبدار خود پہنے اور زلف شکیں کو پیٹھ اور شانوں پر بکھرائے گھوڑے پر سوار فوج کے آگے آگے جا رہی تھی۔ سپاہیوں کے دلوں میں شاید یہ خیال گزرا ہو کہ یہ گھوڑے پر کبھی سوار نہیں ہوئی۔ دشمنوں سے کیا مقابلہ کرے گی مگر اس نے تھوڑی ہی دیر میں چابک سواری کے ایسے کمالات دکھا دیئے کہ کل ہمراہی سوار مبہوت و حیرت زدہ رہ گئے۔

شہر اورلیان کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔ انگریز بہت ہی سختی سے محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ شہر والوں میں ذرا بھی دم باقی نہیں رہا تھا۔ اور جو فرانسیسی لشکر انگریزوں سے مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کے حوصلے پست تھے۔ اور کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ سلطنت میں بھی اتنی قوت نہیں باقی رہی تھی کہ محصورین کی کمک کر سکے۔ ایسی حالت میں جون آف آرک شاہی گارڈ کو لئے ہوئے جوش و خروش سے پہونچی۔ یہاں پہونچ کر لڑائی کا آغاز اس کارروائی سے کیا کہ اپنی فوج میں سے تمام زانیہ عورتوں کو نکلوا دیا۔ سپاہیوں کو زناکاری سے توبہ کرا کے ان کے دل پاک و صاف کئے۔ پھر ان کے دلوں میں امید و رجا کی شمعیں روشن کیں۔ اور سب سے کہا "بس خدا ہی پر بھروسہ رکھنا" اس کے بعد اس نے ایسی سختی سے حملہ کیا کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں اہل شہر کی امیدیں مضبوط ہو گئیں انگریزوں میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اور لڑائی کا رنگ بدل گیا۔

لیکن سچ یہ ہے کہ ان دنوں فرانس والے نہایت ہی نالائق ہو رہے تھے۔ اور اس قابل نہ تھے کہ خدا ان کی دستگیری کے لیے جون آف آرک کے ایسے فرشتہ رحمت کو بھیجتا۔ انگریزوں میں تو یہ خیال مشہور رہا کہ یہ عورت کوئی جادوگرنی ہے۔ جس سے وہ ہیبت کھانے لگے۔ مگر فرانسیسی افسروں نے ناشکری کا پہلا اظہار یہ کیا کہ ایک عورت کی ماتحتی اور اس کے مشوروں پر عمل کرنے کو اپنی حقارت و ذلت سمجھے۔ اور خود بادشاہ کے شاکی ہوئے کہ ایک گنوار چھوکری کو ہم پر سردار مقرر کیا ہے۔ اور ابتدا ہی سے ان کی وضع یہ رہی کہ جون کی مخالفت کرتے۔ اس کے احکام کے خلاف کارروائیاں کرتے۔ اس کی تذلیل و تحقیر کے لیے سازشیں کرتے اور محض اس کی عداوت کے خیال سے لڑائی کا رنگ بدلنے اور قومی سلطنت کے ذلیل کرانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتے۔ جون ان سب باتوں کو دیکھتی اور سمجھتی تھی مگر حمایت وطن میں اس کے قدم کو ذرا بھی لغزش نہ ہوتی۔

بہرحال جون نے انگریزوں سے مقابلہ شروع کیا تو ان کے حواس جاتے رہے۔ اور آغاز جنگ ہی میں انھیں اپنی کامیابی مشتبہ نظر آنے لگی سب کو یقین ہو گیا کہ یہ اگر جادوگرنی نہیں تو کوئی فرشتہ ہے جو دشمنوں کی مدد کے لئے آسمان سے اتر آیا ہے۔ اب جون نے خود حملہ کا قصد کیا سفید براق کپڑے زیب تن کئے۔ کالی کالی زلفین پیٹھ پر پھیلائیں نقرہ گھوڑے پر سوار ہوئی ایک ہاتھ میں نیزہ اور ایک میں علم لیا۔ اور شاہی گارڈ کو لیکر بزن بول دیا۔ یہ ایسا زبردست حملہ تھا کہ انگریزوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اور پریشان و بدحواس بھاگ گئے۔ اس کے بعد اور لیان میں اس نے انگریزوں کو تابڑ توڑ شکستیں دیں یہاں تک کہ انگریزوں نے بہت نقصان

اٹھا کر محاصرہ چھوڑ دیا اور واپس گئے۔

اس کی اس کامیابی پر فرانسیسی افسران فوج کے دلوں میں آتشِ حسد اور بھڑکی خصوصاً اس لئے کہ ان کی مخالفت نے بھی جون کی فتحمندی میں فرق نہ آنے دیا۔ جون فتح حاصل کر کے شہر " بلوا " میں گئی کہ بادشاہ کو مژدہ فتح سنائے۔ اب اس کی اس قدر شہرت ہوگئی تھی کہ عام اہل فرانس اس کے نام پر فریفتہ اور اس کی زیارت کے مشتاق تھے۔ جدھر سے اس کا گزر ہوتا ہزارہا خلقت کا انبوہ اس کی صورت زیبا دیکھنے کے لئے جمع ہوجاتا جو جوش وخروش سے اس کی تعظیم کے لئے جھکتے اس کے قدم چومتے جو خاک اس کے پاؤں سے چھو جاتی اسے چومتے اور متبرک خیال کرتے۔ شہر بلوا والوں نے بڑی ہی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا اور بادشاہ نے مژدہ فتح سننے کے بعد اظہار شکرگزاری کے لئے اسے اپنے ساتھ کھانے پر بلایا مگر جون نے قطعاً انکار کیا۔ اور کہا۔

" یہ وقت کوشش اور جان کھپانے کا ہے نہ کہ مزے اڑانے اور دعوتیں کھانے کا روح القدس نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ میرے سفر آخرت کرنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور دو سال سے زیادہ زندگی نہیں باقی ہے۔ اسلئے فوراً شہر ریمز میں چلئے تاکہ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے تاج شاہی پہنا دوں۔ اس کے بعد خدا جو چاہے کرے "۔ اس طریقہ سے اس نے چارلس ہفتم کو مجبور کر دیا کہ بہت جلد اس کے ساتھ شہر ریمز کی طرف کوچ کرے۔

آخر چارلس ہفتم کو ساتھ لے کے وہ بڑے کروفر سے اور عجب شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوئی۔ بادشاہ کے آگے آگے سفید کپڑے پہنے زلفیں بکھرائے سفید گھوڑے پر سوار۔ اور فرانس کا علم ہاتھ میں لئے ہوئے تھی اور معلوم

ہوتا تھا کہ انسان نہیں کوئی فرشتہ ہے۔ جو مملکت فرانس کی حمایت اور شاہ چارلس کی پشت پناہی کے لئے آسمان سے اتر آیا ہے۔ یہ شاہی لشکر ایک قسم کی روحانی عظمت کی شان دکھاتا ہوا شہر جارجو کے قریب پہونچا جس پر انگلستان والوں کا قبضہ تھا۔ انگریز پہلے تو اس قدر غالب آچکے تھے کہ اپنے آپ کو سارے ملک فرانس کا مالک تصور کرتے تھے۔ اور انھیں اپنی فتح میں ذرا بھی شک وشبہ نہ تھا۔ مگر اب جون کی کارروائیوں نے ان کی اس کامیابی کی رفتار میں ایک فوری انقلاب پیدا کر کے انھیں پسپا کرنا شروع کر دیا تھا اور ان کے دلوں پر جون کی ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ تاہم انگریزوں کی حمیت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ شہر کو بغیر لڑے فرانسیسیوں کے حوالہ کر دیں۔ وہ مزاحمت کے لئے تیار ہوئے اور جون نے ان پر بلا تامل جوش وخروش سے دھاوا کیا۔ اسکی جان بازی نے فرانسیسی سپاہیوں کے مردہ دلوں میں نئی زندگی پیدا کی خصوصاً جب انھوں نے دیکھا کہ جون آف آرک بغیر اس کے کہ ذرا بھی ہچکچائے اور اس کے قدم کو کچھ بھی لغزش ہو جھنڈے کو ہلاتی ہوئی سیڑھی لگا کے شہر پناہ پر چڑھ گئی تو سب نے جان پر کھیل کے چاروں طرف سے یورش کر دی۔

لیکن خود جون جب سیڑھی کے اوپر کے زینہ تک پہونچی اور شہر پناہ پر قدم جمانے کو تھی کہ ناگہاں سیڑھی لڑھک کے نیچے آرہی اور اس کے ساتھ ہی جون آف آرک بھی کھائی کے اندر تھی۔ گرنے میں کچھ ایسی چوٹ آئی کہ جون کو غش آگیا۔ مگر ہوش آتے ہی اپنے آپ کو سنبھالا۔ اٹھ کھڑی ہوئی۔ گرد جھاڑ کے اوپر آئی اور فوج کو للکارا کہ "بہادرو۔ اسی حملہ پر لڑائی ختم ہے۔ اور فتح تمہارے ہاتھ۔ ان سحر آگیں الفاظ نے سب میں کچھ ایسا بلا کا جوش پیدا کر دیا کہ سر ہتھیلیوں پر لے کے بڑھے۔ اور آناً فاناً میں انگریزوں کو مغلوب کر دیا! اور

تھوڑی دیر کے بعد شہر فرانسیسیوں کے قبضہ میں تھا۔

"اِس معرکہ کے بعد انگریزوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور انھیں کلیتہً مایوسی ہو گئی۔ چنانچہ ان کے سپہ سالار اعظم سر جھون ٹالبٹ نے خود ہی فرانس کے تمام شہروں پر سے اپنا قبضہ اٹھا لیا۔ اور سارے انگریزی لشکروں کو جو مختلف اطراف اور شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ یکجا کر کے دارالسلطنت پیرس کا اِرادہ کیا۔

دوسری طرف جون آف آرک برابر شکستیں دیتی اور فتحوں پر فتحیں حاصل کرتی بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اور اس کے مقابل کسی جگہ انگریزوں کا قدم نہ ٹکتا تھا۔ آخر وہ شہر ریمز میں پہونچی جہاں ۲۹ جولائی ۱۴۲۹ء کو اس نے بڑے ہی اہتمام اور نہایت تزک و اِحتشام سے شاہ چارلس کو تاج شاہی پہنایا۔ تاجپوشی کے وقت جون حسب معمول سفید لباس پہنے اور علم ہاتھ میں لئے تخت کے آگے کھڑی تھی۔ بادشاہ کو تاج مقتدائے دین نے پہنایا۔ اور اسکی کمر میں تلوار جون نے اپنے ہاتھ سے باندھی۔

ان سب باتوں کو وہ ایک عجیب خلوص اور جوش مسرت سے اپنے ایک دینی اور روحانی فرض کی طرح بجالائی اور جب تمام رسوم تاجپوشی ادا ہو چکے تو اس پر ایک رقت کا عالم طاری ہوا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فوراً جھک کے چارلس کے قدموں سے لپٹ گئی۔ اپنے گرم آنسوؤں سے اس کے قدم دھوئے اور نہایت جوش کے ساتھ بولی "اب حضور کی فتح پوری ہو گئی اور میں نے جو کہا تھا کر دکھایا۔ بس اب مجھے آزاد کیجئے کہ خوش خوش اپنے گھر جاؤں اپنے اسی سنسان گاؤں اور گوشہ تنہائی میں بھیڑ کے چرخا کاتوں۔ اور باپ کی بھیڑیں چراؤں۔ جس شغل میں کہ میں اس سے پہلے مصروف تھی۔"

چارلس نے یہ کلمات سن کے کہا "بھلا اب میں اپنے اس حامی اور اس پشت پناہ قوم کو چھوڑ سکتا ہوں جس نے قوم کو ہلاکت سے بچایا ہے۔ اب ملک کی ترقی اور قوم کی بہبودی تمہارے ہی دم قدم سے وابستہ ہے اور مجھ سے نہ ہوگا کہ کامیابی کے بعد تمہارا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں۔"

بادشاہ کا یہ جملہ ساری قوم کی آرزوں کا ترجمان تھا۔ اس لئے کہ اب فرانس کی ساری خلقت کو جون سے بے حد عقیدت تھی۔ اور سوا چند امراء اور فوجی افسروں کے جن لوگوں کو جون کے ساتھ بغض و عناد تھا سارے اہل فرانس جون ہی کی رفاقت میں اپنی فلاح سمجھتے تھے۔ اس کے جھنڈے کے گرد انھیں تمام بزرگان سلف اور ولیوں کی روحیں نظر آتی تھیں۔ بادشاہ کے روکنے سے وہ رک تو گئی۔ مگر اسی گھڑی سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مسرت و شادمانی ہمیشہ کے لئے اس کے دل سے رخصت ہوگئی۔ اور گویا وہ بالکل بدل گئی۔ اب اس میں نہ وہ قومی حمیت نظر آتی تھی اور نہ وہ اگلی جواں مردی و شجاعت نہ وہ رویائے صادقہ تھے۔ اور نہ وہ الہام اور روحانی مکاشفات۔ اس کی سیرت و طبیعت اس کے اوضاع و اطوار اور اس کے افعال و اقوال میں ایسا حیرت انگیز انقلاب ہوگیا کہ اس کی باتیں سن کے اور اس کی حالت دیکھ کے لوگوں کو تعجب ہوتا تھا۔ اب بجائے اس جوش اور اولالعزمی کے وہ طرح طرح کے اوہام اور رکیک خیالات میں مبتلا اور اپنی حالت پر آپ ہی متحیر نظر آتی۔ ہر وقت رویا کرتی۔ اور جیسے وہ ساری قوت باطنی اس سے سلب ہوگئی تھی۔

مگر یہ مزاجی انقلاب دیکھنے پر بھی بادشاہ نے اسے اپنے پاس سے نہ جانے دیا۔ اور آخر اس نے ریمز کے گرجے سے اپنے اسلحہ پھر لے کے جسم پر

آراستہ کئے۔ شہسواروں کی وضع بنائی۔ اور معرکہ آرائی کے لئے روانہ ہوئی لیکن خرابی یہ تھی کہ ادھر تو خود جون اس طرح بدل گئی تھی اور ادھر امرائے فرانس کے دلوں میں اس کا بغض اور بڑھ گیا تھا۔ اس لئے کہ بادشاہ کو جون پر مہربانی اور ہر بات میں اس کا مطیع فرمان دیکھ کے وہ آتش حسد سے جلے مرتے تھے۔ وہ اس پر طعن و تشنیع کرتے۔ روز اس پر جھوٹے اتہام لگاتے اس کے کارناموں کو برائی کے لباس میں دکھاتے۔ اسے بدنام کرتے اور لشکریوں کو اس کی طرف سے بدظن کر کر کے نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ کرتے۔ یہاں تک کہ اس کے دامن پر بدکاری کے دھبے لگانے میں بھی محسن کُش امرائے فرانس نے دریغ نہ کیا۔ جون کا معمول تھا کہ اب سوا شریف و پاکدامن خاتونوں اور پاکدامن ننوں کے اور کسی کی صحبت میں نہ بیٹھتی کسی مرد سے خلا ملا نہ رکھتی۔ معزز اور آبرودار عورتوں میں اپنی راتیں بسر کیا کرتی۔ اور کسی کو اس پر الزام لگانے کا کوئی موقع نہ مل سکتا۔ مگر اس پر بھی بدطینت اور ناسپاس امرائے فرانس نے اس کے بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ وہ نہایت سختی کے ساتھ ان کے الزاموں کی تردید کرتی۔ مگر سچ یہ ہے کہ فرانس والوں نے اپنی افترا بندیوں اور ناحق شناسیوں سے اس کے بے لوث اور پاک و صاف دل کو بڑے بڑے چرکے دیئے۔ اور جون کی نیک نفسی اس مزاجی انقلاب کے بعد بھی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کسی کو آزار پہونچانا نہیں گوارا کیا۔ بادشاہ اور لشکری سب اس کے ساتھ تھے اور اس کے اختیار میں تھا کہ جس افسر کو چاہتی قتل کی سزا دلواتی۔ یا ایک معمولی اشارے سے مروا ڈالتی مگر اس سے یہ نہ ہو سکا کہ چاہے کیسا ہی دشمن اور اتہام لگانے والا ہو

اس کے خون سے اپنا ہاتھ رنگے۔ اس بارے میں سخت سے سخت غصہ کے موقع پر بھی اس کی تسلیم و رضا میں فرق نہیں آیا۔

اب جون نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ خاص پیرس پر حملہ کرکے انگریزوں کو شکست دے۔ اور فرانس کے دار السلطنت کو اپنے قبضہ میں لائے۔ اس ہدایت کے مطابق چارلس لشکر لے کے چلا۔ اور جون ہمراہ رکاب ہوئی۔ تاٹر توڑ کوچ کرکے شاہی لشکر پیرس کے گرد اترا۔ راستہ میں بھی کئی فتوحات ہوئیں اکثر شہروں نے خود ہی سر اطاعت جھکا دیا۔ آخر شاہ چارلس کے اشارے سے اس نے مقام سینٹ اونورے پر دھاوا کیا۔ جہاں کہ دشمنوں کا پڑاؤ تھا۔ اگرچہ جون نے کبھی کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے نہیں قتل کیا اور نہ کسی پر تلوار نیزے یا کسی حربہ سے وار کیا۔ مگر حملہ آوری میں ہمیشہ سپاہیوں سے آگے رہتی اور سب سے پہلے حریف کے قلعہ پر جا پہونچتی تھی۔ اسی میدان میں وہ کئی بار زخمی ہو کے گری۔ اور غش آگیا۔ اور ہر بار معمول تھا کہ جب غش سے سکون ہوتا اور ہوش و حواس بجا ہوتے تو بادشاہ سے اپنے گھر جانے کی اجازت مانگتی۔ مگر چارلس نے کسی طرح منظور نہ کیا۔ اور آخر میں کہا "تمہاری اعلیٰ خدمات کے صلہ میں تمہارے گاؤں کی مالگزاری معاف کر دی جائے گی۔ اور کوئی بہت اعلیٰ درجہ کی معزز خدمت تمہارے سپرد کیجائے گی" گو کہ ان وعدوں کا اس پر کوئی اثر نہ پڑ سکتا تھا مگر بادشاہ کے اصرار سے مجبوراً اسے شاہی رفاقت اور درباداری کی زندگی اختیار کرنا ہی پڑی۔

اس کے بعد بہت سے واقعے پیش آئے جن میں اگرچہ کامیابی ہوئی مگر امرائے فرانس کی فتنہ پردازیاں اور جون کے بدنام کرنے کی کارروائیاں

بدستور جاری تھیں۔ بلکہ روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک
مرتبہ بادشاہ چارلس نے اس کے ذمہ یہ خدمت کی کہ فوج لے کے جائے
اور انگریزوں کو شہر کومائین سے مار کے نکال دے۔ یہ شاہی حکم پاتے ہی
وہ مسلح ہوکر روانہ ہوئی اور شہر پہ پہونچ کر جوش وخروش سے حملہ کی تیاریاں
کرنے لگی۔ اس موقع پر فرانیسی افسروں کی ناپاک سازشوں کا یہ اثر نمایاں
ہوا کہ اس نے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ اور یورش کرنے کے لئے بڑھی تو فوج
والوں نے بجائے اس کے کہ اس کے حکم پر عمل کریں انحراف کیا۔ اسی قدر
نہیں بلکہ وہ جون کی نسبت اہانت واتہام کے الفاظ زبان پر لائے۔ جون
نے اپنی توہین کا تو کچھ خیال نہیں کیا۔ مگر انھیں حملہ کے لئے ابھارا۔ اور
خود دشمنوں کی طرف بڑھی۔ اب وہ تنہا دشمنوں کی طرف بڑھتی چلی
جاتی تھی اور گویا تن تنہا قلعہ پر قبضہ کر لینے کی آرزومند تھی مگر ہمرائیوں
نے کسی طرح ساتھ نہ دیا۔ بلکہ شکست کھاکر بھاگے۔ ناگہاں فرانیسیوں
ہی کے ایک گروہ نے جو انگریزوں کا طرفدار تھا اسے گھیر لیا۔ اور گھوڑے
سے کھینچ کے گرفتار کر لیا۔ اور کمال ناشکری واحسان فراموشی سے انگریزوں
کے حوالہ کر دیا۔ جو کہ جون کے خون کے پیاسے اور اسے بڑی بھاری خطرناک
جادوگرنی تصور کرتے تھے۔ جون کی گرفتاری کی خبر مشہور ہوتے ہی
لوگ اس کی زیارت کو آنے لگے۔ عوام میں تو ہمدردی کا جوش تھا اور غربا
اس کی اسیری پر آہ وزاری کر رہے تھے۔ مگر امرائے فرانس کی یہ حالت
تھی کہ گویا جون کے سب سے بڑے جانی دشمن وہی تھے۔ انھوں نے
فوراً انگریزوں سے صلح کر لی۔ بلکہ اپنی عجیب وغریب بے نفس محسنہ کو اُن کے
حوالہ کرکے ان کے مطیع فرمان بن گئے۔

اب علانیہ جون کی ہر بات پر اعتراض ہو رہا تھا اس کی ہر ایک کارروائی پر نکتہ چینیاں ہو رہی تھیں اور اس کے طرح طرح کے نام رکھے اور اسے ہر قسم کے الزام دیئے جاتے تھے۔ اور وہ نہایت استقلال و جواں مردی سے بغیر اس کے تیوریوں پر ذرا بھی بل آئے یا کسی قسم کی فکر بھی چہرہ سے ظاہر ہو اپنے قیدخانہ میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی اور تو اور قوم فرانس کی بے غیرتی و ذلت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا کہ خود شاہ چارلس جسے اس نے بادشاہ بنایا اس کمال ناشکری کے ساتھ اس کا دشمن تھا اور دیگر امراء کی طرح وہ بھی جون کے نام کی توہین کرتا۔ اور اسے طرح طرح کے عیب لگاتا تھا۔ پیرس والے جون کے سب سے زیادہ خلاف تھے۔ اور انگریزوں کو بار بار اُبھارتے تھے۔ کہ جون زندہ نہ چھوڑی جائے۔ اور اسے نہایت ہی سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ وہ اسیروں کی طرح فرانس کے قلعہ میں جان دی۔ لکسبرگ میں رکھی گئی انگریزی عدالت کے سامنے اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور شاہ انگلستان ہنری نے اس مقدمہ کی سماعت کے لئے دو جج مقرر کئے۔ اس مقدمہ کے دوران میں وہ ۱۶ مرتبہ اجلاس کے سامنے لاکے پیش کی گئی۔ اور ہر بار اس سے عجیب استقلال ظاہر ہوتا تھا۔ اور تمام الزامات کا وہ ایسا معقول جواب دیتی کہ کسی کو جواب دیتے نہ بن پڑتی۔ آخر جب اور کوئی الزام نہ عائد کیا جا سکا کہ تو صرف اس بنا پر کہ وہ جادوگرنی ہے۔ اسے حبس دوام کی سزا دے دی گئی اور صرف روٹی اور پانی اس کی غذا مقرر ہوئی۔

اسی سلسلہ میں اس سے قسم کھلا کے عہد لیا گیا کہ اب کبھی مردانہ کپڑے نہ پہنوں گی۔ اور یہ حلف لینے کے دو چار روز بعد یہ چالاکی کی گئی کہ جب

وہ سونے کے کپڑے پہن کے سو رہی تھی تو کسی نے چپکے سے جا کے اس کے کپڑے غائب کر دیئے۔ اور ان کی جگہ ایک مردانہ جوڑا رکھ دیا۔ صبح کو جاگنے کے بعد جب اس نے خوابگاہ کے کمرے سے نکلنا چاہا تو مردانہ کپڑوں کے سوا اور کوئی لباس نہ ملا۔ مجبوراً انھیں کپڑوں کو پہن کے خوابگاہ سے نکلی۔ ساتھ ہی چاروں طرف سے لوگوں نے نرغہ کیا کہ تم نے اپنی قسم اور اپنے عہد کے خلاف کیا۔ اور اسی لباس میں اسے حاکم کے سامنے پکڑ لے گئے اور اس بات کی شہادتیں پیش کیں کہ اس نے پھر مردانہ کپڑے پہنے اور حضور کے ملاحظہ کے لئے ہم اسے معہ لباس کے لے آئے ہیں۔ مجسٹریٹ نے باضابطہ کارروائی کر کے غریب جون پر دروغ حلفی کا جرم عائد کیا۔ اور اس کی سزا یہ تجویز کی کہ زندہ آگ میں جلادی جائے۔ جو کہ ان دنوں عموماً جادوگرنیوں اور ڈائنیوں کی مروج سزا تھی۔ جون نے نہایت ضبط و تحمل اور صبر و استقلال سے یہ حکم سنا اور اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "تمہارے اس حکم کی اپیل اس خدائے عالم و دانا کے عرش اعلیٰ کے سامنے پیش کروں گی"

اس قدر جلد قتل کی سزا دینے کی اصل وجہ یہ بھی تھی کہ اگرچہ فرانس والوں نے گرفتار کر کے اسے انگریزوں کے حوالہ کر دیا تھا مگر برابر اصرار کر رہے تھے کہ اسے جلد قتل کی سزا دیجائے۔ انگریزوں کو اگرچہ جون کی کوششوں سے بیحد نقصان پہونچ گیا تھا۔ اور سچ یہ ہے کہ اگر جون آف آرک نہ اٹھ کھڑی ہوتی تو انھوں نے پورا ملک فرانس فتح کر کے چارلس کو ہمیشہ کے لئے تخت و تاج سے محروم کر دیا ہوتا۔ تاہم انگریز شاید بذات خود ایسی بے رحمی کی سزا نہ دیتے۔ مگر فرانس والوں کی ناشکر گزاری احسان فراموشی اور نالایقی و بے حمیتی نے انگریزوں کو مجبور کر کے ان کے ہاتھوں سے ایک

ایسا یادگار زمانہ ظلم کرا دیا جو خود اپنے طور پر ان سے نہ ہو سکتا۔

اب اس سزا کی تعمیل کا اہتمام ہونے لگا فرنچ امراء سنگدل اور بیرحم تماشائیوں کی طرح جمع ہوئے۔ فرانس کی بے بس رعایا اپنی بدبختی پر روتی اور آنسو بہاتی ہوئی جمع ہوئی۔ ایک بڑی بھاری چتا بنائی گئی۔ اور اس پر جون لاکے کھڑی کر دی گئی۔ کہتے ہیں کہ موت کی اس نازک گھڑی میں اس کے ہاتھ سے صبر و تحمل کی باگ نکل گئی۔ خوبصورت اور نازک چہرے پر بجائے متانت و استقلال کے حسرت برس رہی تھی۔ اور بار بار لبوں سے آہ نکل جاتی تھی۔ پھر جب چتا میں آگ لگا دی گئی اور شعلہ اس کے قریب پہونچے اور اس کے پنڈلی میں چرکے دینے لگے تو وہ ایسی درد بھری آواز میں چیختی اور اس حضرت رب العزت کی درگاہ میں فریاد کرتی تھی کہ پتھر کا کلیجہ موم ہوا جاتا تھا۔ عام تماشائی زار و قطار رو رہے تھے۔ مگر نہ اثر ہوتا تھا تو بے رحم امرائے فرانس کے دلوں پر۔

یہ ایسا حسرت ناک۔ اور جگر پاش پاش کرنے والا منظر تھا کہ دشمنوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ خود کارڈنل بورے (نائب پوپ) جو تعمیل حکم کرانے کے لئے آیا تھا۔ اس کے دل پر بھی خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ایسی پیاری صورت کے دم بھر میں مٹا دینے کا اس قدر اثر ہوا کہ اس منظر کو نہ دیکھ سکا۔ اور ادھر سے منھ پھیر لیا اور اس کی آنکھوں سے ایک سیلاب جاری تھا۔ جس چتا پر باندھ کے جون جلائی گئی وہ اتنی بلند تھی کہ اگر کسی قسم کا ہمدردی کا جوش بھی پیدا ہوتا تو وہ اس کی کچھ مدد نہ کر سکتا۔ آخر دم بھر میں شعلوں نے اس کی سینہ شگاف چیخیں موقوف کر کے اسے ہمیشہ کے لئے خاموش کیا۔ پھر اسے جلا کے خاک کر دیا۔ اور جلنے کے بعد اس کی خاک دریائے

سین کے اوپر ہوا میں اڑادی گئی تاکہ اس کے جسم کا ذرہ بھی کسی کے ہاتھ نہ آسکے
اِس عہد کے سنگدل بے عقلوں نے اس کی فانی تصویر تو مٹادی مگر اس کا روشن
نام مٹانا اِمکان سے باہر تھا۔

بیگناہی کسی نہ کسی وقت ظاہر ہوتی ہی ہے۔ اور ظالموں کو اپنا ظلم
ضرور محسوس ہو جاتا ہے۔ مگر اس وقت سوا پچھتانے کے کچھ نہیں کر سکتے۔

جون آف آرک کے جلائے جانے کے (۲۰) برس بعد پیرس کے بشب
(لاٹ پادری) اور نیز روم‌تہ الکبریٰ کے بشب نے آزادی سے یہ فتویٰ جاری
کیا کہ جون کے حق میں جو فیصلہ کیا گیا وہ غیر منصفانہ اور سراسر ظالمانہ تھا۔ اور
اس کے ساتھ ہی فرانس کے ادنےٰ و اعلیٰ سب لوگ جون کے بیگناہ قتل کئے
جانے پر پچھتانے اور کفِ افسوس ملنے لگے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا تھا فرانس والوں کو اپنے دامن پر اس یادگار
زمانہ خونِ ناحق کا دھبہ زیادہ ابھرتا نظر آتا تھا۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس ناحق
شناسی کے بار کو اپنے سینہ پر سے کیونکر ہٹائیں۔ آخر ۱۸۲۰ء میں جون کے وطن
دومرینی میں اس کی ایک سنگی مورت بنا کے نصب کی گئی پھر دوسری مورت
خاص اس مقام پر بنا کے قایم کی گئی جہاں وہ چتا پر رکھہ کے جلائی گئی تھی۔ اس
کے چند روز بعد ایک مورت خاص پیرس میں ایک عمدہ موقع پر کھڑی کی گئی
جو اس کی سب مورتوں سے زیادہ عمدہ اچھی اور مکمل تھی۔ اس کے بعد ۱۸۵۱ء
میں شہر اورلیان نے جس کے علاقہ میں جون کا وطن ڈومرینی واقع تھا اپنے وہاں
اس کی ایک مورت بنا کے قایم کی اور ہر سال ۸ مئی کو اس کی یاد تازہ کرنے کے

خیال سے ایک میلہ کرتے تھے جو آج تک جاری ہے۔ اس موقع پر جلسہ کئے جاتے اور ان میں ان ظالموں کی مذمت و ہجو میں پر جوش و پر سوز نظمیں پڑھی جاتیں جنھوں نے کمال سنگدلی سے اِس سچّی حامیۂ وطن کو اس بے رحمی کے ساتھ قتل کیا تھا اس سلسلہ کے جاری ہوتے ہی اس کی مظلومی کی تصویر دکھانے کیلئے ڈرامے لکھے گئے اور وہ یورپ کے تھیٹروں میں دکھائے گئے۔ ناول شائع ہوئے اور ہر طرف سے اس سچی پاک نفس حامیۂ وطن کی طرفداری میں آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ساری دنیا نے تسلیم کر لیا کہ جون نہایت ہی پاکدل اور سچّی شہید قوم تھی اور اس کے قتل کرنے والے بدترین ظالم و سنگدل۔

افراد تمثیل

---
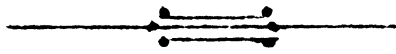
(۱) جون آف آرک — Joan of Arc.

فرانس کی ایک مظلوم پاک نفس وپاک نہاد ولیہ

(۲) چارلس — Charles.

ملک فرانس کا ولی عہد و شاہ ہفتم۔

(۳) کیاپٹن رابرٹ ڈے بدریکوٹ۔ — Captain Robert de Baudricourt

قلعہ واکیولرز کا قلعہ دار۔

(۴) پولنجی — Poulengey.

ایک فوجی جنگجو۔

(۵) لارڈ چیمبرلین — La Tremouille.

وزیر فرانس

(۶) گل. ڈ. رے. بلیو. بیرڈ۔ — Gilles de Rais Bluebeared.

فرانس کا سردار فوج و درباری۔

(۷) لاہیر — La Hire

ایک بدزبان خود پسند افسر فوج۔

(۸) آرچ بشپ — Archbishop.

گرجائے ریمز کے بڑے پیشوائے دین

(۹) ڈوان — Dunois.

سپہ سالار فوج فرانس

(۱۰) اِنگلش چیپلن — English Chaplain.

انگریزی فوج کا پادری

(۱۱) قوشون بشپ آف بووسے۔ — Cauchon Bishop of Beauvais.

فرانس کا بڑا پیشوائے دین

(۱۲) ایرواریق — Lord Warwick.

اِنگلینڈ کا ایک بڑا امیر مفتوحہ فرانس کا نائب۔

(۱۳) جہون بائیرا سپانسر نیول ڈ. اسٹوگمبر — John Bauyer Spenser-Neville de Stogumber.

اِنگلینڈ کے بڑے پیشوائے دین کا منشی

(۱۴) سرجھون ٹالبٹ — Sir John Talbot.

سپہ سالار فوج انگلیشہ

(۱۵) سینٹ مارگریٹ — St. Margaret.

مقدس و پاک عیسائی ہستی

(۱۶) سینٹ کیاتھرین — St. Catherince.

مقدس و پاک عیسائی ہستی

(۱۷) مائیکل — Michacl.

فرشتہ

(۱۸) جھون وستیویٹ — John D'estivet.

عدالت دارالقضا کا پیروکار

(۱۹) اینکوزیٹر — Inqnisitor.

حاکم عدالت دارالقضار

(۲۰) جون لیمیتر — John Lemaitre.

نائب حاکم عدالت دارالقضار

(۲۱) قورسیل — Courcelles.

انگریز پادری و پیروکار

(۲۲) سر ولیم گلاس ڈیل — Sir William Glass-dell.

انگریزی فوج کا ایک افسر

(۲۳) لاڈوینو — Ladvenu.

وکیل عدالت فرنچ

(۲۴) لارین — Larraine.

(۲۵) شامپاین — Champagne.

فرانس کے دو شہر

(۲۶) ڈامرینی — Domreny.

جون کا پیدائشی گاؤں

(۲۷) سینو — Chinon.

فرانس کا ایک قلعہ

(۲۸) لوّار — Loire.

فرانس کے ایک دریا کا نام

(۲۹) بوھیمیا — Bahemia.

یورپ کے ایک ملک کا نام ۔

(۳۰) برگنڈین — Burgendian.

(۳۱) بریٹن — Bretons.

(۳۲) پیکارڈ — Picards.

قبائل فرانس کے نام

(۳۳) کیتھولک — Catholic.

عیسائی مذہب کا ایک بے تعصب فرقہ

(۳۴) پروٹسٹنٹ — Protestant.

عیسائیوں کا ایک فرقہ جو روم کے چرچ کے خلاف ہے ۔

(۳۵) خدمتگار ۔ سپاہی ۔ (۱۵) ۔ چوبدار ۔ نقیب وغیرہ ۔

پہلا ایکٹ

پہلا سین

منظر۔ ملک فرانس کے اضلاع "لارین و شام پائین"
کے درمیان دریائے "ریمز" کے ساحل پر قلعہ "واکولرز"
اِس قلعہ کے بالا حصار پر ایک کمرہ دکھائی دے رہا ہے
اِس میں ایک پرانی وضع کی منقش میز اور اسی طرح کی ایک
کرسی رکھی ہوئی ہے۔ اس میز کے قریب ایک چھوٹی سی تپائی
دھری ہے۔ بجانب مغرب و مشرق ایک دریچہ ہے۔ اس کے
نیچے ایک کشادہ صندوق رکھا ہوا ہے۔ اور ان ہر دو کھڑکیوں
کے درمیان ایک دروازہ ہے۔ میز کے قریب کرسی پر کپتان
بیٹھے ہیں۔ جسم لاغر مزاج میں تلون پایا جاتا ہے۔ اور اپنی
اِس کمزوری کو اپنے خدمت گار سے چھپانے کے لئے غضبناک

ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ غریب خدمت گار
مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔ جو نہایت نحیف و زار
دکھائی دیر رہا ہے۔

رابرٹ۔ کیا انڈے نہیں ہیں۔ انڈے نہیں۔ بیوقوف۔ انڈے
نہیں ہیں کہنے سے تیرا کیا مطلب۔
خدمت گار۔ آقا۔ اس میں میرا مطلق قصور نہیں۔ یہ تو غضب الٰہی
و قہر خدائی ہے۔
رابرٹ۔ واہ کیا خوب! تو کہہ رہا ہے کہ انڈے نہیں ہیں۔ اور
اس کی ذمہ داری خدا پر تھوپ رہا ہے۔
خدمت گار۔ میرے مالک میں کیا کروں۔ کہاں سے انڈے لاؤں۔
رابرٹ۔ کیوں میرا مذاق اڑا رہا ہے۔
خدمت گار۔ نہیں خداوند۔ میری کیا مجال۔ خدا گواہ ہے۔
اَب ہم سب کو انڈے بغیر چلا لینا پڑے گا۔ مرغیاں اَنڈے نہیں
دے رہی ہیں۔
رابرٹ۔ اے (کھڑا ہو کر) اَب میں جو کہتا ہوں اس کو بجا لا۔
خدمت گار۔ (گھبرا کر) جی۔ ہاں۔ فرمایئے۔
رابرٹ۔ مجھکو تو نے کیا سمجھ رکھّا ہے۔
خدمت گار۔ آپ کی نسبت میر کیا خیال ہے۔ آپ میرے آقا ہیں۔
میرے مالک ہیں۔
رابرٹ۔ (آگے بڑھ کر) ہاں۔ میری قدر و منزلت تیرے دِل میں

کتنی ہے؟

خدمت گار ۔ اے میرے مالک آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم سب اس سے بخوبی واقف ہیں کہ یہاں بادشاہ کے مقابلہ میں آپ کے حکم کا بول بالا ہے۔

رابرٹ ۔ بہت خوب۔ اب تجھے اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے! تو نے اپنے کو پہچان لیا ہے۔

خدمت گار ۔ عالیجاہ۔ یہ کیا فرمایا۔ اس ناچیز کو شرف ملازمت بخشکر عزت بخشی گئی۔ ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔

رابرٹ ۔ (ہر لفظ پر اکڑ کر اس کی طرف جاتے ہوئے) کیا تو ہمارا ادنیٰ غلام نہیں۔ بلکہ ایک مزید رتبہ تجھے حاصل ہے۔ کیونکہ تیرے جیسا پاجی۔ تجھ سا گاؤدی۔ تیرے جیسا بکی جھکی۔ عبی۔ ملازم تمام فرانس میں ملنا مشکل ہے۔ (میز کیجانب واپس ہو رہا ہے۔)

خدمت گار ۔ (صندوق پر ڈر کے مارے گرتے ہوئے) جی۔ حضور آپ جیسے سخندان وذی شان کی مبارک نظروں میں ایسا ہی سماتا ہوگا۔

رابرٹ ۔ (مڑکر) کیا اس میں بھی ہمارا ہی قصور۔ کیوں؟

خدمت گار ۔ (عاجزی وانکساری کرتے ہوئے آگے بڑھتا) سرکار۔ میرے مالک میری سچی عاجزی وانکساری کے دوسرے معنے حضور والا فرما رہے ہیں۔

رابرٹ ۔ ہم جب تجھ سے پوچھتے ہیں کہ انڈے کیوں نہیں ہیں اگر

اس وقت بھی نفی میں جواب دینے کی ہمت کرے گا کہ میں
انڈے پیش نہیں کر سکتا تو خوب یاد رکھ کہ یہ تیرا مکروہ
چہرہ مارے جوتیوں کے بگاڑ دونگا۔

خدمت گار۔ او میرے مالک۔ او میرے مالک۔

رابرٹ۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔ ہماری تین اصلی مرغیاں "شمپائین"
میں سب سے زیادہ انڈے دینے والی ہیں۔ اور تو
کہہ رہا ہے کہ انڈے نہیں دیتی۔ یہ کون چرا رہا ہے؟
میرا مال چوروں کو بیچنے والے اور جھوٹی باتوں سے
کام لینے والے کو لات مار کر قلعہ کے خندق میں گرانے
کے قبل جواب دے۔ کل دودھ بھی کم آیا تھا۔ یہ خوب
یاد رکھ۔

خدمت گار۔ آقا۔ بندہ اس سے واقف ہے۔ یہ سب میں جانتا
ہوں۔ آج دودھ نہیں ہے۔ انڈے نہیں ہیں۔ کل
تو کچھ بھی نہ ملیگا۔

رابرٹ۔ کچھ بھی نہیں۔ تو سب چراتا رہے گا۔ کیوں؟

خدمت گار۔ نہیں میرے آقا۔ چوری نہوگی۔ کوئی اٹھا نہ لیجائے گا۔
مگر اب ہم پر آفت نازل ہو رہی ہے۔ کسی ساحرہ کی
نظر بد ضرور لگی ہے۔

رابرٹ۔ تیرا یہ بہانہ نہ چلے گا۔ کیپٹن رابرٹ ساحرہ کو زندہ نوالۂ
آتش کر سکتا ہے۔ چوروں کو سولی پر لٹکا سکتا ہے۔ جا۔
نکل۔ دوپہر تک چار درجن انڈے۔ دو گیلن دودھ

اس کمرہ میں بلاعذر آجانا چاہیئے۔ ورنہ تیری پسلیوں کی خیر نہیں۔ ہمیں جو بنا رہا ہے تو ضرور اس کا مزا چکھیگا
(جو کچھ کہنا تھا کہکر کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

خدمت گار۔ آقا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ انڈے پہلے ہی سے نہیں ہیں اور جب تک وہ دوشیزہ یہاں موجود ہے۔ دودھ آہی نہیں سکتا۔ آپ اگر مجھے مار ڈالیں تب بھی مل نہیں سکتا۔

رابرٹ۔ دوشیزہ۔ وہ کون۔ کنواری لڑکی۔ پاجی۔ پاپی۔ یہ کیا بک رہا ہے۔

خدمت گار۔ وہ تعلقہ "لارین" کے موضع "ڈومرینی" کی رہنے والی۔

رابرٹ۔ (ایک دم غصہ میں آکر) بیوقوف۔ نالائق۔ کیا ابتک وہ یہیں ہے؟ میں نے تجھے یہ کہہ دیا تھا کہ اس کو اپنے گھر بھیجدے۔ اور اس کے باپ کو مطلع کر کہ اسے ایک کوٹھری میں بند کر کے خوب پیٹے۔ تاکہ اس کا پاگل پن بھاگ جائے۔ باوجود اس کے اب تک اس حکم کی تو نے تعمیل نہیں کی۔ کمبخت۔

خدمت گار۔ اس ناچیز نے تو آپ کا حکم پہونچا دیا تھا۔ مگر میرے آقا۔ وہ نہیں مانتی۔

رابرٹ۔ میں نے اس کو چلے جانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ بلکہ اسکو باہر نکالدینے کا حکم دیا تھا۔ میرے حکم کی بجا آوری کے لئے

پچاس مسلح سپاہی موجود اور پندرہ بیس دوسرے فالتو نوکر چاکر حاضر ہیں. تو کیا یہ سب اُس سے ڈر رہے ہیں؟

خدمت گار۔ خداوند۔ یہ چھوکری بڑی ہٹیلی اور سخت ضدی ہے۔ میرے مالک۔

رابرٹ۔ (ملازم کی گردن دباتے ہوئے) ضدی. اڑیل۔ دیکھ اَب میں تجھے زینہ کے نیچے پھینک دیتا ہوں۔

خدمت گار۔ معاف فرمائیے۔ رحم وکرم کیجئے۔

رابرٹ۔ کیا اس کی ضد پوری ہوگی؟ ہٹ کرنا تو نہایت آسان ہے. تریاہٹ بہت مشہور ہے۔

خدمت گار۔ (نہایت عاجزی سے) آقا۔ میرے مالک۔ مجھے نیچے پھینکدینے سے وہ تو جا نہیں سکتی۔ (رابرٹ گردن چھوڑ دیتا ہے۔ اور خدمت گار گھٹنوں کے بل جھک جاتا ہے) آپ مجھ سے زیادہ خودرائے نہیں ہیں مگر وہ اس سے بھی بڑھکر ہے۔

رابرٹ۔ ہم تجھ سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں ——— کوڑھ مغز!۔

خدمت گار۔ (خوف زدہ ہوکر کھڑا ہو جاتا ہے) نہیں میرے آقا اس میں قوت وزور کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں تو دل کی قوت ہونی چاہیئے۔ وہ چھوکری ہم سے بہت کمزور ہے۔ ایک لڑکی کے بل وزور سے کیا خاک ہوگا۔ مگر ہم اس کو

باہر نکالنے سے مجبور ہیں۔

رابرٹ۔ تم سب ڈرپوک ہو اس لئے ڈر رہے ہو۔

خدمت گار۔ (گھبرائے ہوئے) نہیں آقا۔ ہم تو صرف آپ ہی سے ڈرتے ہیں۔ مگر وہ ہم سب کو ہمت دلاتی ہے کہ وہ بالکل بے خوف ہے۔ نڈر ہے شاید ہی وہ آپ سے ڈرے؟

رابرٹ۔ (اپنے دلی خوف کو چھپا کر) ہاں۔ ممکن ہے۔ مگر وہ اِس وقت کہاں ہے؟

خدمت گار۔ نیچے جلو خانہ میں منتظر ہے۔ وہ حسب عادت سپاہیوں سے بات چیت کر رہی ہے۔ اور ہم ہمیشہ اس کو فوجیوں سے گفتگو کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ جب کہ وہ یادِ الٰہی یا مراقبہ میں منہمک نہو۔

رابرٹ۔ یادِ الٰہی۔ کیا خوب۔ تو کیا اس کو پارسا سمجھ رہا ہے۔ اے نادان۔ جو چھوکری سپاہیوں سے راز و نیاز کرنے میں مصروف ہو وہ کیسی ہوگی؟ اس کو ہم خوب جانتے ہیں۔ ہم اس کو دیکھ لیں گے۔ سمجھ لیں گے۔ (دریچہ کے پاس جاکر صحن کی طرف دیکھ کر آواز دیتا ہے۔) ارے۔ او۔ لڑکی۔ ارے۔ او۔ چھوکری۔

ایک لڑکی کی آواز۔ (صاف۔ شیریں۔ مگر دہقانی لہجہ میں) کس نے مجھے یاد فرمایا۔ صاحب!

رابرٹ۔ ہاں۔ ہاں۔ تم کو ہی۔

آواز۔ چہ خوش۔ کون قلعہ دار صاحب۔

رابرٹ۔ ہاں۔ بدتمیز۔ ہم ہی افسر قلعہ ہیں۔ اوپر۔ آ۔ (صحن میں کھڑے ہوئے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر) اسے زینہ بتادو تاکہ وہ فوراً اوپر آسکے۔ (کھڑکی چھوڑ کر میز کے پاس کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

خدمت گار۔ (کرسی کے پیچھے کھڑا ہو کر جھکے سے رابرٹ کے کان میں کہہ رہا ہے۔) اس کو سپاہی گیری کرنا ہے یہ اس کی دلی تمنا ہے۔ سپاہی کی وردی دیجائے۔ زرہ بکتر عنایت ہو۔ ایک تیز تلوار زیب کمر کر دیجائے۔ یہ میں سچ عرض کر رہا ہوں۔

اس عرصہ میں جون بالاخانہ کے در پر پہونچ چکی ہے۔ اسکی عمر تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی ہے۔ دہقانی شکل۔ کسی قدر توانا اور سڈول جسم اس زمانہ کے طریقہ کے مطابق سرخ رنگ کے معمولی کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہے اس کا چہرہ پُر از تجلی ہے۔ منطقی کے جیسی۔ بڑی بڑی آنکھیں دل بے چین۔ دراز بینی، طرحدار کشادہ پیشانی۔ کوچک لب شیریں۔ تمتمایا ہوا چہرہ۔ خوبصورت۔ مگر لڑاکو۔ میز کے طرف آرہی ہے۔ اور "بدریکورٹ" کے پاس پہونچ چکی ہے۔ روحانی قوت کی وجہ سے اس کا چہرہ شگفتہ ہے۔ اور معلوم ہو رہا ہے کہ کامیابی و ظفر مندی اس کے ساتھ ہے۔

کیپٹن غصہ سے منھ بگاڑ کر بیٹھا ہے۔ مگر اس کی اس کو

مطلق پروا نہیں اور نہ وہ کسی سے ڈر سکتی ہے۔ اس کا من
کو موہ لینے والا انداز گفتگو حلاوت سے لبریز ہے۔

جون ۔ (آداب بجا لا کر) قلعہ دار صاحب۔ کپتان صاحب۔ مجھے
ایک گھوڑا۔ زرہ بکتر۔ اور تھوڑے سے سپاہی دے کر
ولی عہد کی خدمت میں روانہ کیجئے۔ یہی میرے مالک حقیقی
کا حکم ہے۔

رابرٹ ۔ (بوجہ گستاخی غصہ میں آکر) تیرے حاکم حقیقی کا حکم تیرا مالک
وہ کون ہے۔ اسی کے پاس جا۔ اور کہہ کہ میں اس کا حکمبردار
نہیں ہوں۔ بلکہ "بدری کورٹ" کا قلعہ دار۔ اور میرے
پاس سوائے حکم شاہی کے دوسروں کی تعمیل ممکن نہیں۔

جون ۔ (بطور تفہیم عاجزانہ) ہاں۔ سردار۔ بالکل ٹھیک ہے۔
مگر میرا مالک خداوند عالم ہے۔

رابرٹ ۔ اُف! تو تو دیوانی ہے۔ (خدمت گار سے) ہم کو اس کے
حالات سے پہلے واقف کیوں نہ کرایا؟ بیوقوف!

خدمت گار ۔ یہ کوئی غیض و غضب کی بات نہیں ہے۔ آقا۔ غصہ
تھوک دیجئے۔ جو کچھ کہ یہ طلب کر رہی ہے دیدیجئے۔
اور جانے دیجئے۔

جون ۔ (بے صبری سے مگر نرمی کے ساتھ) میرا معروضہ سننے سے
پہلے ہی دیوانی کا لقب دربار سے عطا ہو رہا ہے مگر خدا کی
ایسی مرضی ہے اسی نے مجھے توفیق دی اور رہنمائی کی ہے۔
اور اس کی تعمیل آپ پر لازم ہے۔

رابرٹ ۔ منشا راکہی تو یہ ہے کہ تیرے باپ کے پاس تجھے بھیجدیا
جائے۔ تاکہ وہ ایک کالی کوٹھری میں تجھے بند کرکے اس
طرح تیری خبر لے تاکہ تیری دیوانگی بھاگ جائے۔ اس کے
متعلق تیرا کیا کہنا ہے؟

جون ۔ آپ کا جو منشا ہے وہ پورا ہو نہیں سکتا۔ اگر کروگے تو
اس کا نتیجہ برعکس ہوگا۔ کیا آپ یہ نہیں فرماتے تھے کہ میں
اس سے نہ ملونگا۔ مگر دیکھئے میں تو یہاں حاضر ہوں۔

خدمت گار ۔ بالکل ٹھیک۔ میرے مالک۔ آیا کچھ سمجھ کے بیچ۔

رابرٹ ۔ چپ رہ۔

خدمت گار ۔ بہت خوب۔

رابرٹ ۔ (دل میں قائل ہوکر و میز پر گھونسا مار کر) کیا ہم نے جو
تجھے شرف ملاقات کا موقع بخشا اس کا ناجائز فائدہ اٹھانا
چاہتی ہے۔

جون ۔ (بشاشس) جی۔ ہاں۔ سردار۔ قلعہ دار۔

رابرٹ ۔ (ناکامی کیوجہ سے جھنجھلاکر زیادہ اکڑ کر و زیادہ سینہ نکالکر)
ہماری بات سن۔ اب ہم حکم دیتے ہیں۔

جون ۔ (بیساختہ) میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کی تکمیل ہوئی
تو بہت اچھا ہوگا۔ گھوڑے کی قیمت سولہ فرانک ہونگے۔
تو کیا یہ کوئی زیادہ رقم ہے۔ مگر زرہ بکتر میں خود فراہم کرونگی
میں مضبوط ہوں کسی سپاہی کے زرہ بکتر سے کام نکل جائیگا
مجھے سجا ہوا آپکے جیسا روپہلا بکتر کار آمد نہیں ہو سکتا ۔

ہاں۔ اورلیان کا محاصرہ بکھیرنے کے لئے مجھے زیادہ سپاہیوں کی ضرورت نہیں۔ حسب ضرورت لشکر ولی عہد بہادر مہیا فرما دیں گے۔

رابرٹ ۔(نہایت متعجب ہوکر) اورلیان کا محاصرہ کیا تو اٹھوا دیگی۔

جون ۔(بیساختہ) جی۔ ہاں۔ سردار۔۔ وہ داور داد گر اس کام کے لئے مجھے روانہ کر رہا ہے۔ صرف تین اچھے سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جائیں تو بس ہے۔ اور یہ تینوں میرے ساتھ چلنے کو تیار رہیں۔ پولی۔ جیک۔ اور.....

رابرٹ ۔پولی۔ اے گستاخ چھوکری۔ تو کیا سردار "برٹانڈ۔ پونجی" کو اس چھوٹے منہ سے پولی کہہ رہی ہے۔

جون ۔(سادگی سے) ان ہی کے دوست اسی نام سے ان کو مخاطب کرتے ہیں اور ان کا کوئی دوسرا نام ہو بھی تو میں نہیں جانتی۔ اور جیک ۔

رابرٹ ۔ یہ کون۔" میٹرز" کے سردار "بجے ہون"۔

جون ۔ہاں جناب جیک تو بخوشی ہمراہ چلنے کو تیار رہیں۔ یہ بہت شریف ہیں۔ غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئے روپیوں سے مجھے ہمیشہ مدد دیتے ہیں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ "بجے ہون" گارڈ سیک و تیرانداز "ڈک" اور انکے ہمراہی بھی ساتھ دیں گے۔ آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں دیجا رہی ہے۔ سب اِنتظام تکمیل پا چکا ہے۔ صرف آپ کے حکم کا اِنتظار ہے۔

رابرٹ ۔ (اس پر اسرار بیان کی سادگی و شگفتگی سے متاثر ہوکر اور اس کے بلا استمزاج جو بالا بالا سب انتظام ہوگیا ہے یہ سنکر آگ بگولہ بن کر) یہ کیا آفت آسمانی ہے ۔ یہ کیا قہر ربّانی ہے؟

جون ۔ (نہایت سادگی سے) بالکل نہیں۔ خدائے برتر بہت رحیم و کریم ہے ۔ اور تقدس آب "سینٹ کیتھراین" اور مقدس "مارگریٹ" جو ہمیشہ مجھے شرف تکلّم بخشتے ہیں۔ (رابرٹ بہت متعجب ہوکر سن رہا ہے۔) آپ کی حفاظت کریں گے۔ آپ کا بڑا مقام ہوگا ۔ اور ہمیشہ آپ کا نام یادگار رہے گا۔ کہ سب سے پہلے آپ میرے ممد و معاون ہوئے ۔

رابرٹ ۔ (اس سے جلد چھٹکارا پانے کے لئے اپنے خدمت گار سے) کیا سردار پولینجی کی اس کام میں شرکت و اشتراک سچ ہے؟

خدمت گار ۔ (تعجیل سے) جی حضور ۔ بالکل سچ ۔ اور "مینز" کے سردار کا واقعہ بھی صداقت لئے ہوئے ہے ۔ یہ دونوں اس کے ساتھ چلنے کو رضا مند ہیں ۔

رابرٹ ۔ (مستغرق خیال) اُف ۔ (کھڑکی کے قریب جاکر آواز دیتا ہے) ارے کوئی ہے ۔ سردار پولنجی کو میرے پاس حاضر کرو ۔ (جون کی طرف دیکھ کر) تو باہر جا ۔ اور صحن میں میرے حکم کا انتظار کر ۔

جون۔ (تبسم سے) بہت خوب سردار۔

(چلی جاتی ہے)

رابرٹ۔ (خدمت گار سے) اے بیوقوف تو بھی اس کے ساتھ جا اس پر نظر رکھ ہم پھر اس کو طلب کریں گے۔

خدمت گار۔ آقا اس کو ضرور یاد فرمائیے اور اپنی اچھی خاصی مرغیوں کو بھی مت بھولنا۔

رابرٹ۔ تو بھی ہمارے جوتیوں کا خیال رکھ کر اپنی پیٹھ مضبوط رکھنا

(ملازم جلدی سے چلا جاتا ہے۔ دروازہ کے قریب "برٹانڈ و۔ پولینجی کی مڈبھیڑ ہوتی ہے۔) وہ ایک شجیع بہادر و آزمودہ جنگ فوجی افسر ہے۔ ان کی عمر (۳۵) سال ہے طبیعت کے لحاظ سے کم سخن۔ غیر ضروری گفتگو سے احتراز مگر ادائی جواب میں نہایت مستحکم۔ خود پسند۔ پر زور گفتار۔ رابرٹ کی طبیعت و خصلت و مزاج سے برعکس۔ خدمتگار ادب سے ان کو اندر جانے کی جگہ دے کر تیزی سے باہر چلا جاتا ہے"

"پولینجی" فوجی سلام کر کے حکم کا منتظر ہے۔

رابرٹ۔ (بے تکلف) کسی اہم فریضہ کی بجا آوری کے لئے آپ کے حضوری کی ضرورت نہ تھی۔" پولی" محض دوستانہ گفتگو و مشورہ کے لئے آپ بلائے گئے ہیں۔ (پیر سے میز کے نیچے رکھی ہوئی تپائی کو کھسکا کر بیٹھنے کی اجازت دیتے ہوئے۔" پولی" اطمینان سے میز و کرسی کے درمیان

تپائی رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ مرابرٹ میز کا سہارا لے کر رفیقانہ گفتگو شروع کرتا ہے)۔

ر ا برٹ ۔ اب سنو" پولی" مجھے تیری بھلائی کے لئے کچھ بزرگانہ نصیحت کرنا ہے۔ (پولنجی نہایت حیرت سے ٹکٹکی لگائے ہوئے خاموشی سے دیکھ رہا ہے)۔

محل گفتگو وہ دوشیزہ ہے۔ ہم نے اس کو اب جانچ لیا ہے پہلے یہ تو دیوانی تھی۔ خیر اب یہ کوئی معمولی چھوکری نہیں ہے۔ ہم ایسوں کو خوب تاڑتے ہیں۔ گزشتہ سال اس لڑکی کا باپ اپنے مزرعہ سے کچھ عرض و معروض اور اپنے مقدمہ کی پیروی کرنے یہاں آیا ہوا تھا۔ اپنے گاؤں میں وہ اچھی شہرت رکھتا ہے۔ وہاں اس کی تھوڑی سی زمین بھی ہے مگر زمینداری نہیں۔ تاہم وہ تنگ دست و مفلس نہیں ہے۔ اس کے قریبی رشتہ داروں میں کوئی وکیل۔ یا چرچ کا پادری ہونا بہت ممکن ہے۔ تاہم ایسوں کی سماج میں کوئی زیادہ وقعت نہیں ہے۔ مگر حکام مجاز کو تنگی اور انتشار میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ ہم کو بھی سرگردان و پریشان کر سکتا ہے۔ اس لڑکی کو ورغلا و بہکا کر کہ " اوریان کو چل کہکر ولی عہد کے پاس لے چلنا نہایت آسان و معمولی بات ہے۔ مگر اتفاقاً کسی مصیبت میں وہ اگر گرفتار ہو جائے تو میری تکلیف و پریشانی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ چونکہ اس کا باپ ہمارے

زیر سایہ ہے۔ ہم اس کے سرپرست ہیں اور اس لڑکی کی حفاظت کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ لہذا اپنی دوستی و محبت آپس میں رہے یا نہ رہے۔ "پولی" تو اس سے اب ہاتھ اٹھا لے۔

پولینجی۔ (نہایت متحیر ہو کر) اگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرتہ مریم کے لئے خیال فاسد کروں (خاک بدہن) تب ہی ایسا بے ہودہ خیال اس دوشیزہ کے لئے ہو سکتا ہے۔

رابرٹ۔ (میز کے کنارے سے ہٹ کر) مگر یہ تو کہہ رہی ہے کہ تم "جیک" و "ڈک" اس کے ہمراہ جانے کے لئے تیار ہو۔ یہ کس لئے۔ اس میں کیا غرض پنہاں ہے۔ کیا تم سب نے ولیعہد کے پاس چلنے کی اس لڑکی کی جنونی باتوں کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ کیا اس سے کوئی مفید نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے؟

پولینجی۔ (آہستہ سے) اس دوشیزہ میں کچھ خوبیاں ضرور ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ سپاہیوں کے بیہودہ خیالات نہایت ہی حیا سوز ہوتے ہیں تاہم ایک لفظ بھی اس لڑکی کے عصمت و حرمت کے خلاف کوئی زبان سے نکالنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اس کے روبرو ایک بھی ناشائستہ و نامہذب حرف زبان پر کوئی نہیں لاتا۔ ہر شخص زبان سنبھال کر اس سے باتیں کرتا ہے۔ اس لئے اس میں

بے شک کچھ نہ کچھ خوبی و کچھ نہ کچھ غیر معمولی بات ہے.
جو قابل آزمائش ہے۔

رابرٹ ۔ چل ہٹ ۔ کچھ تو خیال کر ہم تو جانتے ہی تھے کہ عقل تجھ میں
ذرا کم ہے ۔ مگر بے وقوفوں کا سردار نہ بن ۔

پولنجی ۔ (نہایت اطمینان کے ساتھ) ایسی فراست کس کام کی
اگر ہم میں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو برٹش کے فرمانروا
اور "برگنڈی" کے ڈیوک کے ساتھ کب کے ملجاتے
دریائے "لوار" کے ساحل تک نصف ملک کے دھنی
تو وہ ہیں ۔ عروس البلاد پیرس پر ان کا قبضہ ہے اور
یہ قلعہ بھی انہی کے تصرف میں ہے ۔ آپ کو بخوبی معلوم
ہے کہ ہم کو "بیڈفورڈ" کے ڈیوک کو ان کے حوالے
کرنا پڑا ۔ اور اب اس کو زبانی اقرار پر رہا کیا گیا ہے
ولیعہد موش کور کی طرح "سی نو" کے قلعہ میں چھپ کر
بیٹھا ہے ۔ محض اسیقدر فرق ہے کہ اس کو چھچھوندر
کے مانند کاٹنا نہیں آتا اور دراصل وہ حقیقی ولی عہد
ہے یا نہیں اس کا بھی اطمینان نہیں ہو رہا ہے ؟ اسکی
ماں خود کہہ رہی ہے کہ یہ ولیعہد جائز نہیں ہے ۔ اس پر
تو کچھ خیال دوڑاؤ ۔ بلکہ خود اس کے صحیح النسبی کے
نسبت انکار کر رہی ہے ۔ اس پر غور تو کرو ۔

رابرٹ ۔ بھائی جان اس نے اپنی بیٹی کو ملک معظم انگلینڈ سے
بیاہ دیا ہے ۔ کیا اس میں اس کا قصور تجھے دکھائی نہیں دیتا ۔

پولنجی ۔ میں کسی پر الزام نہیں دھر رہا ہوں۔ کسی کو خطاوار نہیں ٹھیراتا ہوں۔ مگر اس کی پرفن چال کی وجہ ولیعہد کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے اس کو ہم کس طرح بدل سکتے ہیں۔ انگریز" اورلیان" پر ضرور قابض ہو جائیں گے۔ اس پرستار زادہ میں اس کی مزاحمت کرنے کی قوت و حوصلہ نہیں ہے۔

رابرٹ ۔ سال گزشتہ انگریزوں کو اس نے "مونٹ آرگس" پر شکست، دی تھی میں بھی اس کے ساتھ تھا۔

پولنجی ۔ اس شیر قالین نے کیا بڑا شیر مارا۔ اس کے سب ہمراہی ناامید و مایوس ہو گئے تھے۔ اب یہ کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا اور اب بلا کسی اعجاز وکرامت کے اپنا بچاؤ ناممکن ہے۔

رابرٹ ۔ کرامت کی بات تو سب ٹھیک ہی ہے۔ "پولی" مگر مشکل یہ ہے کہ اب اس دنیا میں اس کا ظہور مفقود ہے۔

پولنجی ۔ میں بھی آج تک اسی پندار میں تھا مگر اب اس پر پابند نہیں ہوں۔ (کھڑا ہو کر خیالات کی دریا میں مستغرق ہو کر کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔) اب جو کچھ کہ ہونا ہے ہو جائے۔ اب وقت ایسا آن پڑا ہے کہ کوئی موقع ومحل ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیئے۔ (خیال کے الجھن میں) ہاں اس دوشیزہ میں کچھ نہ کچھ عجوبہ ضرور ہے۔

رابرٹ ۔ آہا۔ کیا تو بھی اس پر اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ اس چھوکری میں کسی قدر اعجاز مسیحائی ہے۔ کچھ کرامت دکھا سکتی ہے۔

پولینجی ۔ مجھے تو خود یہ روشن ضمیر دوشیزہ مجسمۂ اعجاز دکھائی دیتی ہے
اب اپنے پاس تو صرف یہی ایک بازی رہ گئی ہے۔ شکست
کے مقابلہ میں اس کو آزمانا کیا برا ہے۔

رابرٹ ۔ (ڈگمگاتے ہوئے) کیا تو سچ مچ اس کا قائل ہے۔

پولینجی ۔ اب اس کو نہ ماننے کی کیا گنجائش ہے۔

رابرٹ ۔ (نزدیک جاکر) میری بات سن "پولی" اگر تو میری جگہ ہوتا تو
کیا ایک چھوکری کے لئے گھوڑا فراہم کرنے کے لئے سولہ فرانک
برباد کرنا گوارا کرتا۔

پولینجی ۔ گھوڑے کی قیمت میں ادا کر دونگا۔

رابرٹ ۔ کیا تو دے گا۔

پولینجی ۔ جی ہاں ۔ میرے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجھے
ادا کرنا لازمی ہے۔

رابرٹ ۔ واہ۔ کیا خوب۔ ایسی جھوٹی امیدوں پر سولہ فرانک کی
کثیر رقم برباد کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔

پولینجی ۔ یہ قماربازی نہیں ہے صاحب۔

رابرٹ ۔ اس کو جوا نہ کہیں تو کیا کہیں۔

پولینجی ۔ یہ واقعہ مصدقہ ہے کہ اس کی متحیر کن باتیں اور خدائے
برتر پر اس کے اعتقاد و اعتماد نے میرے دل و جگر میں
ایک آگ سی لگا دی ہے۔

رابرٹ ۔ (سیٹی بجاتے ہوئے) افسوس۔ تو بھی اس کی طرح پاگل
بن گیا ہے۔

پلولنجی ۔ (اِصرار سے) اس وقت ایسے چند مجنونوں کی ہی سخت ضرورت ہے۔عقلمندوں نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔ اُس کو تو آپ بھی دیکھ رہے ہیں۔

رابرٹ ۔ (اس کی مصنوعی ہمت اور خیالات باطل اڑ جاتے ہیں۔) مجھے سب دیوانہ کہیں گے۔ کیا تو اب بھی میری دلجمعی کرا سکتا ہے

پلولنجی ۔ آپ اگر مجھے نہ روکیں تو میں اس کو "سی نو" تک پہونچا دونگا۔

رابرٹ ۔ دیکھو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ تمام ذمہ داری میرے سر پر تھوپی جا رہی ہے۔

پلولنجی ۔ اس کی تمام تر جوابدہی وخبرداری آپ ہی کے تو ذمہ ہے ۔

رابرٹ ۔ ہاں یہی تو دشواری ہے۔ آخر مجھے کیا تصفیہ کرنا چاہیئے ۔ میری رسوائی و بدنامی کا خیال تجھے نہیں ہے ۔ (جون شاید کچھ رہنمائی کر سکے۔ اس امید وبیم میں) دفعتاً اب ہم کو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس کو مکرر شرف باریابی بخشا جائے۔

پلولنجی ۔ (کھڑا ہو کر) ہاں ۔ ضرور بالضرور ۔ (کھڑکی کے پاس جاکر آواز دیتا ہے۔) جون ۔جون ۔

جون ۔ (نیچے سے بیک کہکر) کیوں بولی ۔ کیا یہ اجازت دیدینگے ۔

پلولنجی ۔ ادھر آؤ ۔ اوپر آؤ ۔ (رابرٹ سے) اگر آپ کو تنہائی میں کچھ مشورہ کرنا ہو تو میں باہر چلا جاتا ہوں ۔

رابرٹ ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ یہیں ٹھہر کر میری پشت پناہ کرو ۔

(پولنجی ۔ صندوق پر بیٹھ جاتا ہے ۔ رابرٹ بجانب کرسی جا رہا ہے۔

گمر ساتھ ہی ساتھ اکرڈ فون کی طرح کھڑا رہتا ہے اور جون مژدہ
شادمانی و بشارت لئے ہوئے آرہی ہے۔)

جون ۔ "جیاک" گھوڑے کے قیمت کا نصف بار اٹھانے کے لئے رضامند ہے

رابرٹ ۔ (حیرانی سے) کیا کہا۔

پولینجی ۔ (تحمل کے ساتھ) جون بیٹھ جاؤ۔

جون ۔ (بنظر توقع رابرٹ کیجانب دیکھتے ہوئے) کیا مجھے بیٹھنے کی اجازت ہے۔

رابرٹ ۔ (تحکمانہ لہجے میں) جو کہا گیا ہے تعمیل ہو۔

(جون آداب بجا لاکر دونوں کے درمیانی تپائی پر بیٹھ جاتی ہے۔ رابرٹ اپنی تشویش و حیرانی کو پوشیدہ کرتے ہوئے تن کر بیٹھ جاتا ہے)۔ تیرا کیا نام ہے۔

جون ۔ (بیساختہ) "لارینس" میں مجھے ہمیشہ "جے نی" کہتے ہیں اور تمام فرانس میں "جون" گمر سپاہی مجھے "دوشیزہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رابرٹ ۔ تیری کینت کیا ہے۔

جون ۔ کینت یہ کیا چیز ہے۔ میرے والد بعض وقت "ڈ۔ ارک" کے نام سے مخاطب کئے جاتے ہیں۔ گمر میں اس سے بیخبر ہوں۔ کیا آپ میرے والد اجد کو نہیں جانتے۔

رابرٹ ۔ ہاں۔ ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ مجھے خیال پڑتا ہے کہ تو اسی تعلقہ لارینس کے موضع "ڈومرینی" کی رہنے والی ہے۔

جون ۔ جی ہاں۔ مگر اس سے کیا ہم سب کی مادری زبان تو فرنچ ہی ہے۔

رابرٹ ۔ تو ہم سے سوالات نہیں کرسکتی۔ صرف جوابات ادا کر تیری کیا عمر ہے۔

جون ۔ میری عمر سترہ سال تبلاتے ہیں مگر اُنیس ہو گی۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں ہے۔

رابرٹ ۔ تو پہلے کہہ چکی ہے کہ "حضرت کیاترین" و "مارگریٹ" نے تجھے ہم کلامی کی عزت بخشی ہے۔ اس کا کیا مطلب۔

جون ۔ یہ عزت مجھے ضرور نصیب ہے۔

رابرٹ۔ وہ کیسی دکھائی دیتی ہیں۔

جون ۔ (رنجیدہ ہوکر) یہ میں کہہ نہیں سکتی اور نہ مجھے اِسکی اجازت ہے۔

رابرٹ ۔ کیا وہ تجھے دکھائی دیتی ہیں اور جس طرح ہمارے ساتھ تو اِسوقت ہم کلام ہے۔ اسیطرح کیا وہ تجھسے مخاطب ہوتی ہیں۔

جون ۔ جی نہیں۔ میرا طریقۂ گفتگو بالکل جداگانہ ہے۔ وہ میں آپکو ظاہر نہیں کرسکتی۔ آپ کو اس راز و نیاز سے کیا غرض۔

رابرٹ۔ مگر اِس ہاتف کی ندا سے تیرا کیا منشا ہے۔

جون ۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اس کی رہنمائی ہو رہی ہے۔ اور یہ الہامی آواز ہے۔

رابرٹ۔ یہ تو تیرے دماغ سے پیدا شدہ باطل خیالات ہیں۔

جون ۔ مسبّب الاسباب ۔ عالم غیب سے اسی طرح ارشاد فرمایا کرتا ہے ۔

بولی ۔ شکست فاش ہوئی ۔ اور بڑی ہزیمت اٹھائی ۔

رابرٹ ۔ مطلق نہیں (جون سے) کیا مسبب حقیقی نے "اورلیان" کا محاصرہ اٹھانے کے لئے تجھے منتخب فرمایا ہے ۔

جون ۔ ہاں اور " ریمیز" کے گرجا میں وارث تاج و نگین کی تخت نشینی کی رسم بھی ادا کرنا ہوگا ۔

رابرٹ ۔ (ہیبت سے) ولیعہد اور تخت سلطنت کا جلوس ۔ کیا بات ۔

جون ۔ اور انگریزوں کو بھی فرانس چھوڑ دینا پڑیگا ۔

رابرٹ ۔ (طنزیہ) اور کچھ ۔

جون ۔ (زندہ دلی سے) بس ۔ بس فی الوقت اسیقدر کافی ہے ۔

رابرٹ ۔ مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جس طرح کسی غریب گائے کو ہرے بھرے کھیت سے بآسانی باہر نکالدینا آسان ہے اسی طرح کیا محاصرہ کو منتشر کردینا بازیچۂ اطفال سمجھا جا رہا ہے ؟ کیا تونے یہ سمجھ رکھا ہے کہ سپہگری سے جو چاہے بآسانی وہ ہوسکتا ہے ۔

جون ۔ اگر خدائے برتر شامل حال ہے مہربان ہے اور ہم اس فانی زندگی کو اس کے قدم پاک پر صدقہ و قربان کردینے کو تیار رہیں تو دنیا کا کوئی کام ایسا مشکل نظر

نہیں آتا جو سرانجام کو نہ پہونچسکے۔ مگر بہت سے سپاہی ساڈ
نوح ہوتے ہیں۔

رابرٹ۔ سیدھے سادھے۔ مگر کسی دن تو نے انگریز پاہیوں کو لڑتے
بھڑتے دیکھا ہے۔

جون۔ یہ جیسے کچھ ہوں مگر آخر ہمارے جیسے انسان ہی تو ہیں۔ پروردگار
عالم نے ان کو بھی ہمارے ہی جیسا پیدا کیا ہے۔ مگر ان کو
اپنا خاص ملک اپنی مخصوص زبان عطا کی ہے۔ اور ان کا
ہماری خاک جگر گیر میں رھکر ہماری زبان کو اختیار کرنا اسکو
ہرگز خالق مطلق پسند نہ فرمائے گا۔

رابرٹ۔ اس خیال عبث میں تجھے کس نے مبتلا کیا۔ تو کیا یہ نہیں جانتی
کہ یہ تمام فوج فیڈرل امیروں کے تابع ہے۔ اور وہ
فیڈرل امیر" برگنڈی" کا نواب ہے۔ بعد یہ امیر برگنڈی
ہو یا ولایت کا شاہنشاہ یا فرانس کا بادشاہ اس سے پہلے
کو کیا واسطہ اور ان کی بول چال سے کیا مضائقہ۔

جون۔ مجھے خبر نہیں! میں تو خدا لگتی کہتی ہوں کہ ہم سب اسی خالق کی مخلوق
ہیں اور اسی بندہ نواز کے بندے ہیں۔ ہم کو اپنی اپنی زبان
کی بخوبی نگہبانی کرنی چاہیئے۔ اس صانع حقیقی نے مختلف
زبانیں عطا کی ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے اور ہم سب ایک
ہی ہیں اور جہاں چاہیں جا سکتے اور رہ سکتے ہیں تو پھر انگریزوں
کو جنگ و جدل میں قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔ اور ممکن ہے کہ
اس کی وجہ ان کا ٹھکانہ تحت الثریٰ میں ہو۔ ہم کو اپنے

امیروں کے جانب سے خدمت انجام دینا ہنیں ہے۔ مگر
خلاق عالم جل شانہٗ نے کیا حقوق ہم پر عاید کئے ہیں اسکا
بس خیال رکھنا چاہیئے۔

پلوسنجی ۔ یہ بحث فضول ہے۔ رابرٹ۔ وہ ہروقت آپ کو مات
کردیگی۔ بازی لیجائے گی۔

رابرٹ۔ ایسا ہی ہے تو دیکھ لیا جائے گا۔ (جون سے) ہم اسوقت
خدا کا تذکرہ نہیں کررہے ہیں۔ بلکہ دنیاداری کا تذکرہ۔ میں
یہ پوچھتا ہوں کہ اے چھوکری تونے کسی دن انگریزوں
کو برسرپیکار دیکھا ہے۔ کیا تونے ان کو ملک میں آگ مشتعل
کرتے اور تباہ و ویران کرتے ہوئے کبھی دیکھا ہے "بلیک
پرنس" جو شیطان سے زیادہ مشہور ہے۔ کیا تو اسکی
شرارت و شیطنت سے بے خبر ہے۔

جون ۔ (تعجب کے لہجہ سے)۔ رابرٹ۔ آپ کو ڈرنا
نہ چاہیئے۔

رابرٹ۔ (غصہ سے) اے نادان۔ اے انجان۔ میں ڈرتا نہیں
ہوں۔ مگر تجھے صرف رابرٹ کہکر مجھے مخاطب کرنے کی
اجازت کس نے دی۔

جون ۔ خدا کے گھر میں تیرا یہی نام رکھا گیا تھا اور دوسرے
نام تو محض خاندانی اور اعزازی ہیں۔

رابرٹ۔ چہ۔ چہ۔

جون ۔ میں جو کچھ کہ عرض کررہی ہوں اس کو کان رکھکر سنئے گا۔

انگریز سپاہیوں سے بچنے کے لئے تم کو جب " ڈو مرینی " سے
فرار ہونا پڑا اس وقت ہم میں سے تین مجروحین پیچھے رہ گئے
تھے۔ اِن بیچارے لاچار گوڈیمز سے جب میری جان پہچان
ہوئی تو آشکارا ہوا کہ ان میں مجھ جیسی جرأت و آدھی قوت
بھی نہیں ہے۔

رابرٹ۔ وہ گوڈیمز کے نام سے کیوں پکارے جاتے ہیں۔ تجھے اِس کا
علم ہے۔

جون۔ نہیں۔ سب ان کو گوڈیمز ہی کہکر بلاتے ہیں۔

رابرٹ۔ اس کی خاص وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ بد زبانی سے خدا
کی شان میں برے الفاظ برتتے ہیں۔ اِسی لئے اُن کو
گوڈیمز Goddamn سے مخاطب کیا جا رہا ہے۔ خدا کا
قہران پر ٹوٹے ان کو خدا سمجھے۔ اَب کہہ۔ کیا یہ تجھے پسند
ہے۔

جون۔ خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ وہ رحم کرنے والا بڑا خطا پوش
ہے۔ بخشدے گا۔ جس ملک قلمرو میں وہ پیدا ہوئے اور
جہاں ان کی خلقت ہوئی اس دارالفناء کو چھوڑ کر دار القرار
جائیں گے تو اس امن کے گھر میں یہ اچھے بندے ہو کر
رہیں گے۔ چونکہ وہ بڑا بندہ نواز ہے۔ میں نے " بلیک
پرنس " کے نسبت بہت کچھ سُنا ہے۔ مگر جس گھڑی اس
نے اس ملک پر اپنے قدم جمائے اسی ساعت سے
اِبلیس نے اس کو سیاہ پوش بنا دیا۔ صانع آفریدگار نے

اس کو جس ملک میں پیدا کیا تھا وہی اس کے لئے بہت اچھا تھا اور
ہمیشہ یہی ہوتا آرہا ہے مالک امن وامان کے مرضی کے خلاف
انگلینڈ کو فتح کرنے کے ارادے سے میں حملہ آور ہو کر فتح و ظفر کے
ساتھ اپنی سکونت وہاں اختیار کرلوں اور وہیں کی زبان
بولنا شروع کردوں تو میں بھی شیطان کی بندی بن جاؤنگی۔
اور جب میں بوڑھی ہو جاؤں گی اس وقت ان افعال مذمومہ
کی وجہ سے میرا ضمیر ملامت کرے گا اور کانپ اٹھیگا۔

رابرٹ ۔ اس میں شک نہیں کہ شیطنت جس قدر تجھ میں زائید سرایت
کرجائے اسیقدر تو زیادہ سنگدل و جنگ آور ہوگی اور
اسی باعث "گوڈمینز" کا "اورلیان" پر قبضہ ہو جائے گا
اور تجھ جیسے ہزار بھی اس کو روک نہ سکیں گے۔

جون ۔ واقعی مجھ جیسے ہزار کس شمار میں بہر حال اس معبود برتر کی
عنایت شریک حال ہو تو مجھ جیسے صرف دس ہی بس ہیں۔
اللہ یار ہے تو بیڑا پار ہے۔ (جوش و خروش کی وجہ سے
بے تاب ہو کر کھڑی ہو جاتی اور کہتی ہے) آپ یہ سمجھنے سے معذور
ہیں کہ کیوں اپنے سپاہی اب شکست پر شکست فاش کھا رہے
ہیں۔ کیوں مغلوب ہو رہے ہیں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ
وہ اپنی جان بچانا چاہتے ہیں اور پیٹھ دکھا کر فرار ہو جانا تو نہایت
آسان راستہ ہے "جان بچی لاکھوں پائے"۔ اتفاق سے
دشمن کے چند سپاہی گرفتار ہو جائیں تو ان کی رہائی کے
لئے کس قدر فدیہ ملیگا۔ اسی فکر میں سردار و سپہ سالار

لگے رہتے ہیں تو کیا خاک لڑیں گے۔ ان کے دلوں میں مرنا یا
مارنا نہیں۔ بلکہ کمانا ہے۔

"مرد مرے نام کو نامرد مرے نان کو" تاہم میں اُن کو
فریاد رس بیکساں وحامی مظلومان۔ مالک امن و امان کی
قسم دیکر اپنے ننگ وناموس کی حفاظت کے لئے کس طرح
محاربا کرنا چاہیئے اس کی تربیت دونگی۔ اس وقت بیچارے
"گوڈیمز" بھیڑیوں کے غول کی طرح بآسانی ہانکے جائیں گے۔
آپ اور "پولنجی" بچشم خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ فرانس کی سرزمین
پر ایک انگریز سپاہی رہنے نہ پائیگا۔ فرانس ایک ہی تاجدار
کے زیر نگیں رہے گا۔ نہ کہ ملکۂ معظم برطانیہ کے۔ اور وہی
ظل اللہ ہوگا۔

رابرٹ۔ (پولنجی سے) یہ سب مزخرفات ہیں۔ البتہ "پولی" یہ ممکن الوقوع
ہے کہ اس کا اچھا اثر لشکر پر مترشح ہو۔ ان کے ذہن میں اسکی
باتیں اُتر جائیں۔ ہماری انتہائی سعی وبلیغ پر بھی سپاہیوں
میں بہادری نہیں آرہی ہے اس کا یہی امکان ہے کہ
ولی عہد اس کی ترغیب سے مرد میدان بن جائے
اگر اس مرد خدا کو یہ ابھار سکتی ہے تو یہ جس کو چاہے
لڑائی پر آمادہ کر سکتی ہے۔ اب اس میں ظن وقیاس
کی گنجائش نہیں۔

پولنجی۔ جدوجہد کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اب آپ کو
کچھ اطمینان ہو رہا ہے۔ کہ یہ لڑکی کرامانی ہے۔

رابرٹ ۔ (جون سے مخاطب ہوکر) اب تو ایک میری بات سن۔ (قطع کلامی کے خوف سے) میرے کہنے سے پہلے تجھے پیش قدمی نہ کرنی چاہیئے۔

جون ۔ (مدرسہ کی فرمانبردار لڑکی کے مانند ادب سے تپائی پر بیٹھ جاتی ہے) بھلا فرمائیے۔ فرمائیے۔

رابرٹ ۔ میرا یہ حکم ہے کہ تجھے سردار "پولنجی" اور ان کے تین ساتھیوں کے ہمراہ "سی نو" جانا ہوگا۔

جون ۔ (نہایت خوش ہوکر) سردار۔ سردار۔ بخدا آپ کے سر پہ نور برس رہا ہے۔

پولنجی ۔ وہاں پہونچکر باریابی کیونکر ہوگی۔

رابرٹ ۔ (ہالہ نور کو دیکھنے کے لئے اوپر آنکھ اٹھانا) میں یہ نہیں جانتا۔ یہ جس طرح میرے پاس پیش ہوئی اسیطرح اسکو ولیعہد شرف باریابی عطاء فرمائیں گے۔ اگر عزت ہمکلامی سے مشرف نہ فرمائیں تو اس کی نسبت جو میرا خیال ہے اس کو بدل دینا ہوگا۔ (کرسی سے اوٹھکر) میں اس کو "سی نو" روانہ کررہا ہوں۔ یہ اگر مناسب سمجھے تو وہاں یہ عرض کرسکتی ہے کہ میں نے اس کو بھیجا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہو۔ اس سے میں زیادہ کچھ نہیں کرسکتا۔

جون ۔ میری وردی کہاں ہے۔ کیا میں کسی سپاہی کی وردی لے لوں سردار۔

رابرٹ۔ تجھے جو پسند ہو وہ لے لے۔ میں نہ اس کا ذمہ دار ہوں نہ جوابدہ۔

جون۔ (کامیابی سے پھول کر) چلئے پولی چلئے۔ اَب چلئے۔ (دوڑ جاتی ہے)۔

رابرٹ۔ (دروازہ تک چھوڑ کر پولینجی سے مصافحہ کرتے ہوئے) خدا حافظ۔ پیر مرد۔ میں نے ایک اندیشہ ناک خطرہ مول لیا ہے۔ بہت کم ایسی ہمت کریں گے۔ مگر آپ جو کہتے ہیں ویسا ہی اس لڑکی میں کچھ نہ کچھ اَنوکھا پن ضرور ہے۔

پولینجی۔ میں بخدا کہتا ہوں کہ اس لڑکی میں فضیلت ضرور ہے فی امان اللہ۔

رابرٹ۔ (خود سے) ایک گاودی۔ دہقانی۔ سودائی۔ جھوٹی اُمت کی لڑکی نے مجھے بے وقوف تو نہ بنایا۔ (اِس شک وشبہ میں سر بگریبان ہے) سر کھجاتے ہوئے خراماں میز کی طرف آرہا ہے۔ خدمت گار ایک ٹوکری لئے ہوئے تندی و تیزی سے اندر داخل ہوتا ہے۔)

خدمت گار۔ آقا۔ میرے مالک۔

رابرٹ۔ کیا کہتے ہو۔ کیا بات ہے۔

خدمت گار۔ مرغیوں نے پے درپے پانچ درجن انڈے دیئے ہیں۔

رابرٹ ۔ (حیرت زدہ و عاجز ہو کر عیسائیوں کی طرح نشان صلیب بنا کر زرد لبوں سے چپکے چپکے بڑبڑاتا ہے) اے میرے صاحب عرش عیسیٰ (زور سے مگر ہوش و حواس اُڑ گئے اس طرح دم لے کر) سچ ہے۔ واقعی وہ جل جلالہٗ کی فرستادہ تھی۔

دوسرا ایکٹ

دوسرا سین

منظر۔ ضلع "لارینس کے قلعہ "سی ژو" کے تحت شاہی بارہ دری میں ایک مختصر خلوت خانہ دکھائی دیرہا ہے۔ وہاں "ڈیمنز" کے "آرچ بشپ" متقدائے دین اور "لارڈ چیمبرلین" وزیراعظم، ولی عہد "ڈافان" کی رونق افروزی کے منتظر ہیں۔

"آرچ بشپ" کے پرتمکنت و شاندار
نام کے سوائے مذہبی پیشوائی و رہنمائی کرنے
سے بے نصیب۔

مگر اچھے کھاتے پیتے آسودہ پیش امام۔
کام کے نہ کاج کے۔ دشمن اناج کے شاہی صدرصدور
ہیں۔ اور لارڈ چیمبرلین (ترموئیل) ایک سپہدار

بادہ خوار۔ ناہنجار۔ شخص ہے۔

" آرچ بشپ " بڑی آن بان سے کھڑے ہوئے ہیں اور " چیمبر لین " غصہ سے لال پیلے ٹہلتے ٹہلتے کچھ بڑبڑا رہے ہیں۔

لاترمویل۔ شاہزادہ کے انتظار میں کیا اس طرح ہمیں گھڑیاں گننا پڑیگا اس نے اپنے خود کو شاخ زعفران سمجھ رکھا ہے۔ اِس طرح انتظار میں کھڑا رہنا جناب کو کیوں کر پسند ہے۔ اس کو میری عقل حل کرنے سے قاصر ہے۔

آرچ بشپ۔ آپ کو اس کا علم ہے کہ مذہبی پیشوا دراصل ایک مجسم بتِ بے جان ہے۔ ان کو مجبوراً متحمل۔ صابر۔ بنکر بردباری سے جاہلوں کو نبھانا پڑتا ہے۔ مگر جناب والا لارڈ چیمبرلین کا شہزادے کی آمد کے انتظار کے اِنتشار میں مبتلا رہنا واقعی شاہی کروفر کو آشکار کرتا ہے۔

لاترمویل۔ ولی عہد۔ جہنم رسید۔ اس بے اَدبی کو معاف فرمائیگا۔ مگر میرا وہ کس قدر مقروض ہے۔ اس کی خبر تو جناب کو ہو چکی ہوگی۔

آرچ بشپ۔ جس قدر میرا وہ دیندار ہے۔ اس سے زایدہی رقم آپ کی اداشدنی ہوگی۔ اِس میں کیا شک۔ چونکہ آپ زیادہ مالدار ہیں۔

مالدار ہیں اور جس قدر کثیر رقم آپ فراہم فرما سکتے ہیں اسیقدر
وہ زیادہ آپ کا باقی دار رہے گا۔ اور تقریباً وہی حالت
اس نے میری بھی کر رکھی ہے۔

لاترموئیل۔ ستائیس ہزار کا قرضہ اس کے ذمہ ہے۔ یہ رقم کثیر نہیں تو کیا
معمولی ہے۔ بست وہفت ہزار نقد۔ باقیداروں میں سب سے
نامی ہے۔ یہ میری نادہندہ آسامی ہے۔

آرچ بشپ۔ مگر یہ کثیر رقم کہاں جاتی ہے۔ یہ آج تک معلوم نہ ہو سکا اس کے
جسم پر ایسے پھٹے چیتھڑے دکھائی دیتے ہیں کہ میں انھیں صرف
فقیروں ہی کو دے سکتا ہوں۔

لاترموئیل۔ اور اس کے خاصہ میں ایک چھوٹا سا چوزہ اور گوشت کی چند
بوٹیوں کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا۔ میرے پاس آخری چھ
دام سلک تھے اس کو بھی اُٹھا لیا ہے۔ مگر نتیجہ ندارد (چوبدار
شاہی کا آنا۔) چلئے اچھا ہوا کہ اَب اِنتظار کی گھڑیاں ٹلے
ہو گئیں۔

چوبدار۔ حضور پر نور رونق افروز نہیں ہو رہے ہیں یہ تو جناب
"ڈ۔ رے" تشریف لا رہے ہیں۔

لاترموئیل۔ کیا وہ نوجوان۔ بلو بیرڈ۔ (نیلگوں ریش کو چک کیوجہ بلیو بیرڈ
کے نام نامی سے معروف ہے) ان کے آنے کی اِطلاع دینے
کی کیا ضرورت۔

چوبدار۔ کیپٹن "لاہئیر" بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ کچھ ہوا ہے ضرور
دال میں کالا ہے۔

(گل۔ ڈ۔ رے۔ داخل ہوتا ہے۔ نہایت طمطراق پوشاک زیب تن عمر (۲۵) سال محض چھوٹی مقطع نیلگوں ڈاڑھی۔ مرنج و مرنجاں مگر فطرتی خوشدلی سے بہت دور۔ ناپسندیدہ کھڑا گیارہ سال قبل جب کلیسا کے راہبوں کے ساتھ ان کی جھڑپ ہوئی تھی اس وقت اس پر وحشت انگیز و ہیبت ناک سنگدلی کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ سولی پر چڑھا دیا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ مگر فی الحال اس کا سولی دیا جانا صحیح نہیں۔ خیال اغلب نہیں ہے۔ ("آرچ بشپ" کے جانب شگفتہ بشرہ سے جا رہا ہے۔ اور چوبدار واپس لوٹ رہا ہے۔)

بلو بیرڈ۔ حضور اقدس آپ کا یہ فرمانبردار متعلد قدم بوسی بجالاتا ہے "لاہائیر" پر کیا افتاد پڑی یہ تو جناب والا نے سنا ہی ہوگا۔

لاترمویل۔ اس کے منہ سے تو پھولوں کی جھڑی لگی رہتی ہے ممکن ہے کہ بیہوشی میں مبتلا ہو گیا ہوگا۔

بلو بیرڈ۔ نہیں جناب اس سے بالکل برعکس صرف "فرانک" ہی ایک ایسا شخص تمام "ٹورین" میں بدزبان ہے جو اس سے فوقیت لے جاتا ہے۔ مگر اس کو ایک سپاہی نے آخر کہہ بھی دیا کہ قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے حالت میں ایسی بدزبانی نازیبا ہے۔

آرچ بشپ۔ ایسی بدزبانی و بدکلامی تو کسی وقت بھی زیبا نہیں۔ مگر کیا یہ بدلگام "فرانک" کوئی دم کا مہمان تھا۔

بلو بیرڈ۔ جی ہاں۔ ابھی باولی میں غرق آب ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا ہے

یہ دیکھکر" لاہائیر" کے تو مارے خوف کے چھکے چھوٹ گئے۔ (کیپٹن لاہائیر داخل ہو رہا ہے جو حفظ مراتب شاہی سے بے نیاز۔ صفائی و ستھرائی سے کوسوں دور اس پر چہاؤنی کا رنگ غالب ہے)۔

بلو بیرڈ۔ (لاہائیر سے مخاطب ہوکر) اس وقت آپ ہی کا ذکر خیر لارڈ چیمبرلین و ستطاب آرچ بشپ سے تھا۔ تقدس مآب آرچ بشپ تو فرماتے ہیں کہ آپ کو نجات نصیب نہیں آپ کا حشر ٹھیک نہیں۔

لاہائیر۔ (بلو بیرڈ کے پاس سے گزر کر آرچ بشپ اور لارڈ چیمبرلین کے قریب آکر سر تسلیم خم کر کے عرض کرتا ہے) یہ کوئی افسانہ نہیں ہے۔ افواہ وافترا سے اس میں زیادہ اصلیت ہے۔ یہ کوئی سپاہی نہ تھا۔ مگر سپاہی کی وردی میں کوئی حور تھی۔

آرچ بشپ۔ لاتر ہویل۔ بلو بیرڈ۔ حور۔ فرشتہ۔ (تینوں ایک ساتھ بول اٹھے۔)

لاہائیر۔ جی ہاں۔ ایک نوری حور معہ اپنے آدھے درجن ہمرائیوں کے ساتھ مجمع کثیر کو چیرتی پھاڑتی و قطع برید کرتی یہاں آئی ہے۔ جس راہ مشکل میں "برگنڈیاں۔ گوڈیمنز" سر پر پاؤں رکھکر بھاگ گئے تھے۔ اور خدا جانے کس قدر راہ زن۔ بھگوڑے اور لٹیرے۔ وہاں ہونگے ... سے اس کا گزر ہوا مگر کسانوں اور دہقانیوں کے

سوائے کسی سے اس کی مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔ اس کے ساتھ
پونبجی نامی ایک شخص ہے۔ جس سے مجھے شناسائی ہے۔
اور یہ کہہ رہا ہے کہ یہ حور نور مجسمہ ہے۔ اس کی مطہرانہ
موجودگی میں اب اگر میری زبان سے ایک بھی فحش لفظ
نکلے تو میرا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔

آرچ بشپ۔ مہذب گفتگو کرنے کی افتتاح تو جناب نے نہایت
عمدگی و صفائی سے کی ہے۔ (کیپٹن بلو بیرڈ اور لاترموئیل
ہنستے ہیں اور ایک نقیب داخل ہوتا ہے۔)

نقیب۔ نظر روبرو۔ ولی عہد سلامت تشریف فرما ہو رہے ہیں۔
(جملہ حضار دربار باادب کھڑے ہو جاتے اور مجرا بجالاتے
ہیں۔ ولیعہد کے ہاتھ میں ایک عرضداشت ہے۔ دراصل
ولیعہد شہنشاہ فرانس کے واصل حق ہونے کے بعد
صاحب تاج "چارلس ہفتم" تھا۔ مگر تخت نشینی کی رسم
عمل میں نہیں آئی۔ ناتوان و لاغر اندام معمر (۲۶) سال
ان کی ظاہری حالت کسی پر اچھا اثر مترشح نہیں کرسکتی
اور اس زمانہ کے رواج کے مطابق داڑھی و مونچھ صفاچٹ
عورتوں کو بھی اپنے بالوں کو اوڑھنی کے نیچے چھپانا پڑتا
تھا۔ اس وجہ ولیعہد نے بھی ٹوپی زیب سر کی تھی، یہ
ہیئت اس کی بدشکلی و بدصورتی میں مزید اضافہ کرتی
تھی۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ایک دوسرے سے
پیوستہ اور اس کے نیچے دراز بینی جو اس کے موٹے چھوٹے

ہونٹوں پر رکھی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ لات کھاتے کھاتے
کتوں کی جیسی بیڈول وضع ہوجاتی ہے۔ ویسا ہی بھونڈاپن
اس کے شکل سے آشکار تھا۔ مگر رنگ ڈھنگ ایسے بنا
رکھے تھے کہ کسی کو اعتراض کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔
اور نہ وہ فرومایہ و چھچورا تھا۔ بلکہ کسیقدر عاقل اور خوش طبع
اور بوقت تکلم وضعداری کی پاسداری کرسکتا تھا۔ کسی
کودک نادان کو کوئی نیا کھلونہ ملجانے سے جیسی کھلبلی سی
ہوتی ہے اسیطرح وہ اس وقت افراتفری میں پڑگیا ہے! اور
اور وہ آرچ بشب کے بائیں ہاتھ کی جانب آرہا ہے
بلوبیرڈ اور لاہائیر پردہ کی آڑ میں اوجھل ہوجاتے ہیں)۔

چارلس۔ ہمارے فضیلت آب آرچ بشب۔ رابرٹ بدری کورٹ
قلعدار وائیکولرز نے ایک عرضداشت پیش کی ہے۔ اس کا
علم تو جناب کو ہوگا۔

آرچ بشب۔ (بنظر حقارت) نہیں مجھے نئے کھلونہ سے متعلق اُنس نہیں۔

چارلس ۔ (آزردہ خاطر ہوکر) یہ بازیچہ اطفال نہیں ہے۔
(چڑکر) مضائقہ نہیں آپ کی ہمدردی بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔

آرچ بشب۔ والاقدر۔ بلاوجہ جلد ناراض ہوجاتے ہیں۔

چارلس ۔ شکریہ۔ ایسی نصیحت کرنے کے لئے تو آپ ہمیشہ مستعد
ہیں۔

لاترمویل ۔ (تندی سے) اب بس کیجئے۔ یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔

چارلس ۔ اس سے تم کو کیا غرض؟

لا تر موئیل۔ قلعہ واکولرز کی چھاؤنی اور جناب کے درمیان کیا گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس سے میں واقف ہونا چاہتا ہوں (ولیعہد کے ہاتھ سے عرضداشت چھین کر بدقت تمام پڑھنا شروع کرتا ہے۔ حرف بہ حرف ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔)

چارلس۔ (نہایت رنجیدہ ہوکر) مجھے لڑنا نہیں آتا۔ اور میں تمہارا دیندار ہوں اِس وجہ سے مجھے دبا رکھا ہے۔ مگر خوب یاد رکھو کہ شاہی خمیر رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔

آرچ بشب۔ یہ بھی تصفیہ طلب امر ہے کہ فرزانہ چارلس کے آپ پوتے ہو۔ اس کو بھی تسلیم کرنا مشکل ہوگیا ہے۔

چارلس۔ جدِ امجد کا تذکرہ اب میں سننا نہیں چاہتا۔ وہ اِس قدر دانا و بینا تھے کہ پانچ پشت کی تمام عقلمندی یکلخت خرچ کر ڈالی اِس وجہ سے میں ایسا رہ گیا۔ اور تم سب ڈرا دھمکا کر میری مزید بے عزتی کر رہے ہو۔

آرچ بشب۔ جناب والا۔ مزاج یوں نہ بگاڑئے۔ طبیعت الجھانے سے وجاہت ناخوشگوار ہو جاتی ہے۔

چارلس۔ یہ دوسرا وعظ۔ شکریہ۔ بہت شکریہ۔ مگر جائے افسوس ہےکہ آپ جیسے تقدس مآب آرچ بشب مذہبی پیشوا ہونے کے باوجود فرشتہ و ملائیکہ آپ کو ملاقات کا شرف نہیں دیتے؟

آرچ بشب۔ اس کا کیا مطلب؟

چارلس۔ (تبسم کے ساتھ) ہاں ہاں! اس اکڑفوں اور مردہ زبونی سے

پوچھیئے۔ (لا ترمویل کی طرف اشارہ کر کے)۔

لا ترمویل ۔ (تیوری چڑھا کر) خاموش ۔ چپ رہو ۔ سنتے ہو۔

چارلس ۔ ہاں ہاں ۔ میں سن رہا ہوں ۔ تم کو غل مچانے کی ضرورت نہیں ۔ تمام قلعہ گونج اٹھا ۔ انگریزوں کے مقابلہ میں اس طرح گرج کر میرے لئے ان کو شکست کیوں نہیں دیتے ۔

لا ترمویل ۔ (غصہ سے لال پیلا ہو کر گھونسہ مارنا چاہتا ہے ۔) اے مردک ۔

چارلس ۔ (دوڑ کر آرچ بشب کی پشت پناہی میں آن کر) دیکھو ۔ دیکھو ہاتھ مت اٹھاؤ ۔ یہ سنگین بغاوت سرکار سے صریح سرکشی ہے ۔

لاھائیر ۔ احتیاط ۔ احتیاط ۔ احتیاط ۔

آرچ بشب ۔ (استقلال سے) چلو ۔ چلو ۔ اب بس کرو ۔ یہ مناسب نہیں ہے ۔ لارڈ چیمبرلین از راہ کرم غصہ کو پی جائیے ۔ مرتبہ کا تو کچھ لحاظ رکھئے (ولیعہد سے مخاطب ہو کر) اگر سلطنت پر قابو و قدرت رکھنے سے مجبور ہو تو کم از کم اپنی طبیعت پر تو کچھ اختیار رکھو ۔

چارلس ۔ یہ تیسری تنبیہ ۔ جس کا بیحد شکریہ ۔ بڑا احسان ۔

لا ترمویل ۔ (آرچ بشب کو عرضداشت دیتے ہوئے) لیجئے یہ پرچۂ تحریر ۔ مجھے پڑھکر سنائیے ۔ اس سادہ لوح نے مجھے اس قدر غضبناک کر دیا ہے کہ مارے غصہ کے خون سر پر سوار ہو گیا ۔ اس وجہ حروف نہیں سوجھ رہے ہیں ۔

چارلس۔ (آرچ بشپ کی پشت سے نکل کر لاترمویل کے داہنے جانب کھڑا ہو کر تحریر دیکھتے ہوئے۔) آپ اگر نہیں پڑھ سکتے تو میں پڑھکر سنا دوں مجھے پڑھنا آتا ہے۔

لاترمویل۔ (نہایت حقارت سے مگر اس طعنہ سے غصہ میں نہ آکر) ہاں۔ تم کو تو صرف پڑھنے لکھنے ہی سے کام۔ اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ سمجھ گئے۔ آرچ بشپ۔

آرچ بشپ۔ ڈ۔ بدریکوٹ میں کچھ عقل سلیم ہوگی ایسی میں نے توقع رکھی تھی۔ برخلاف اس کے ایک دہقانی سودائی لڑکی کو روانہ کیا ہے۔

چارلس۔ (قطع کلام کر کے) نہیں اس نے ایک فرشتہ خو۔ زاہدہ کو بھیجا ہے۔ آرچ بشپ۔ آپ کا کیا کہنا۔ آپ بہت صاف دل و نیک نفس ہیں۔ تاہم یہ آپ سے ملنے نہیں آئی ہے۔ بلکہ مجھ سے۔ شاہ سے نہ کہ آپ سے۔ وہ شاہانہ خمیرہ و اصلیت کو خوب جانتی خوب پہچانتی ہے۔ (متکبرانہ بلو بیرڈ و لاہائیر کے پاس پردہ میں داخل ہوتا ہے)

آرچ بشپ۔ اس خبطی و پاگل لڑکی کو ملاقات کی اجازت نہیں دیجا سکتی۔

چارلس۔ (پردہ سے باہر نکل کر) میں تخت و تاج کا مالک ہوں اس کو ملاقات کا شرف ضرور دونگا۔

لاترمویل۔ (خشمگین ہو کر) اگر آپ اس طرح اصرار کریں گے تو ہم اس کو باہر رکھیں گے۔ اس وقت آپ کیا کریں گے؟

چارلس۔ میں نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے۔ ہم ضرور بالضرور اس سے

رلیں گے۔

بلو بیرڈ۔ (ہنستے ہوئے) جائیے۔ جائیے۔ ایسا نہ کیجئے آپ کے جنت نشین جدامجد ایسے حرکات کو کیا کہیں گے؟

چارلس۔ بلو بیرڈ۔ اِس سے مجھے سروکار نہیں۔ ہمارے جدامجد بھی ایک عابدہ کے مرید تھے۔ اور جب وہ یادالہی میں مصروف رہتی تو وہ ہوا میں معلق نظر آتی۔ اور میرے بزرگ جدامجد کو جو کچھ کہ دریافت کرنا ہوتا اس کی وہ پیشین گوئی کرتی۔ میرے والد ایک چھوڑ دو خداپرست زاہدہ کے مرید تھے ایک "مریم۔ د۔ میلے" اور دوسری "ایوی نیوکاسک" یہی دستور ہمارے شاہی خاندان میں قدیم سے چلا آرہا ہے۔

آرچ بشپ۔ یہ تو کوئی اللہ والی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اعلیٰ خاندان کی نجیب الطرفین عورت۔ اور نہ زنانی ملبوس میں آراستہ مگر یہ تو فوجی وردی پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر سپاہیوں کے ساتھ جہاں چاہے پھرا کرتی ہے تو کیا اس کے سرخاب کا پر لگا ہے۔ جو اس کو دربار شاہی میں باریاب کیا جائے؟

لاھائیر۔ ٹھہرئیے کیا آپ نے اس لڑکی کا ذکر فرمایا جو سپاہی کی وردی میں پھرا کرتی ہے۔

آرچ بشپ۔ کیپٹن۔ ڈ۔ بدریکوٹ اس کا تعارف اسی طرح کروا رہے ہیں۔

لاھائیر ۔ اللہ کی شان ہے۔ خیطان آگ میں جلتا رہے۔ اگر میں کوئی برا لفظ زبان پر لاؤں تو خدا معاف کرے۔ اس معصوم دوشیزہ و مقدس ملائکہ صفت کی دعا بد کی بدولت وہ بد زبان " فرانک " واصل تحت الثری ہو چکا ہے۔

چارلس ۔ (کامیابی سے) دیکھا! اس کو کہتے ہیں چلتا ہوا جادو۔

لاھائیر ۔ اگر ہم نے دل ہی دل میں اس کے لئے خیال فاسد کیا تو سب کو یہ برباد و ناشاد کر دے گی۔ خدا کے لئے آرچ بشپ آپ جو کچھ کہیں اس پر غور کر لیا کریں تو بہتر ہے۔

آرچ بشپ ۔ (بدمزاجی سے) بالکل جھوٹ کوئی کسی کی دعاء بد سے مر نہیں سکتا۔ ایک نابکار۔ بادہ خوار غرق آب ہو کر فی النار و السقر ہو جائے تو اس میں کوئی معجزہ نہیں ہے بلکہ اتفاقی واردات ہے۔

لاھائیر ۔ واللہ عالم۔ میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ مر گیا۔ اور اس دوشیزہ فرشتہ خصال نے اس کو خبر دی تھی کہ وہ قریب المرگ ہے۔

آرچ بشپ ۔ جینا مرنا تو سب کے ساتھ ہے۔ اور خدا کے ہاتھ ہے۔ کیوں کیپٹن صاحب۔

لاھائیر ۔ (ترک گفت گو کر کے) ہائے ہائے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔

بلو بیرڈ ۔ اس کا پتہ چلانا تو نہایت آسان ہے کہ وہ علم غیب سے باخبر ہے یا نہیں جب وہ یہاں آئے تو میں ولیعہد بن جاؤں گا۔ دیکھو وہ پہچان سکتی ہے کہ نہیں۔

چارلس۔ مجھے قبول و منظور۔ اگر وہ شاہی خون و نسل کو پہچان نہ سکی
تو پھر مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔
۔ زاہدہ و عابدہ کا لقب کلیسا ہی سے سرفراز ہو سکتا ہے۔
ڈ۔ بدریکوٹ کو اپنے کام کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہیئے کلیسا
کے راہبوں کے کام میں خواہ مخواہ دخل در معقولات کرنا
مناسب نہیں۔ یہ لڑکی بارگاہ میں باریاب ہو نہیں سکتی۔
ان کو اپنے آپ کی خیر منانا چاہیئے۔
بلو بیرڈ۔ ہاں کیا آرچ بشپ۔
آرچ بشپ۔ (ابرو پر بل لاکر) میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ حکم شرعی ہے۔
(ولیعہد کے طرف مخاطب ہو کر) کیا آپ اس سے سرتابی
کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟
چارلس۔ (دب کر مگر سرکشی سے) اگر آپ اس کو مذہبی امر قرار دیکر
میرے اِصرار کو باعث کفر قرار دے رہے ہوں تو مجھے کچھ عرض
کرنا نہیں ہے۔ مگر آپ نے ہنوز اِس عرضداشت کو پوری
طرح نہیں پڑھا ہے۔ ڈ۔ بدریکوٹ۔ یہ لکھ رہا ہے کہ یہ دوشیزہ
اورلیان کا محاصرہ اٹھا دے گی۔ اور انگریزوں پر محشر بپا
کردے گی۔
لاترموئیل۔ ہار دے چکی! شکست دے چکی۔!!
چارلس۔ آپ یہاں سب کو جھڑک دے رہے ہیں مگر ذرا جا کر اورلیان
کو تو بچاؤ۔
لاترموئیل۔ (دب کر) مجھ پر یہ طعنہ زنی ٹھیک نہیں۔ اِتنی لڑائی لڑ چکا ہوں

جتنی تم کو خواب میں بھی نصیب نہیں۔ مگر آخر میں کہاں کہاں ساتھ دوں۔

چارلس۔ (طنز آمیز لہجہ میں) ہاں یہ سچ ہے۔

بلوبیرڈ۔ (چارلس اور آرچ بشپ کے درمیاں بیٹھ کر) اورلیان کا سپہ سالار تو "جیاک ڈنوان" ہے نا۔ جب یہ حسن کا پرستار ہوشیار۔ جرار۔ شہسوار۔ کچھ کر نہیں سکتا تو ایسی جگہہ یہ دہقانی لڑکی کیا کر دکھائے گی؟

چارلس۔ پھر دوبارہ کس لئے "یہ اورلیان" سے محاصرہ ہٹا دینے کی کوشش سپہ سالار ڈنوان نہیں کرتے۔

لاھائیر۔ چونکہ باد مخالف ہے۔

بلوبیرڈ۔ قلعہ اورلیان کو باد مخالف سے کیا واسطہ یہ کوئی دریائی ساحل تو نہیں ہے۔

لاھائیر۔ قلعہ اورلیان۔ دریائے لوآر کے کنارے پر واقع اور اس رود کا پل انگریزوں کے زیر قبضہ ہے۔ ان پر عقب سے حملہ آور ہونے کے لئے سپہ سالار ڈنوان کو اپنی فوج کشتیوں میں سوار کرا کے دریا عبور کرانا پڑے گا۔ ہوا کے ناموافق ہونے سے مجبوری ہے۔ راہبوں سے دعا کرا کے ہوا کو ہموار کرنے کے لئے معتدبہ رقم بھی خرچ کر چکا ہے مگر لاحاصل۔ اس وقت کسی خاص معجزہ کی ہی ضرورت ہے۔ آپ کا یہ ارشاد کہ زشت رو "فرآنک" کی جو گت اس دوشیزہ نے بنائی اس میں کسی قسم کی کرامت نہ تھی۔

تاہم اس کی وجہ سے فرانک تو پیوند زمین ہو چکا ہے۔ سپہ سالار ڈنوان کے لئے ہوا کا رخ بدل دینے پر بھی آپ غالباً اسکو کرشمہ نہ کہیں گے ممکن ہے کہ اس کے باعث کامیابی نصیب ہو پھر آزمانے میں کیا قباحت ہے؟

آرچ بشپ۔ (عرضداشت کا آخری حصہ پڑھکر خیالات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔) ڈ۔ بد ریکوٹ۔ پر اس دوشیزہ کے کیف کا اچھا اثر مترشح ہوتا پایا جاتا ہے۔

لا ھائیر۔ ڈ۔ بدریکوٹ بھی ایک خاکی پتلا ہے۔ اس کے عقل کا چراغ گل ہو گیا ہے۔ تاہم وہ جانباز سپاہی ہے اور اس کے خیال میں یہ دوشیزہ انگریزوں کو ہزیمت دے سکتی ہے۔ اس پر اس کا یقین ہے تو پھر تمام لشکر کا بھی یہی خیال ہو گا۔

لا ترمویل۔ (آرچ بشپ کو ذرا ڈگمگاتے ہوئے دیکھکر) اگر اس دوشیزہ کی خرق عادت کے باعث سپاہیوں میں ہمت وجرات وشجاعت پیدا ہو تو پھر ڈنوان اپنی جان بھی لڑا دے تو صفر سے زیادہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس کے زیر کمان سپاہی بھاگڑ میں پڑے ہوئے ہیں۔

آرچ بشپ۔ اس دوشیزہ کے لئے قطعی تصفیہ کرنے کے قبل اس مسلہ کی پوری جانچ وپڑتال ممبران کلیسا کریں گے۔ اس درمیان میں اگر اس کو باریابی کی اجازت دیجائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

لاھائیر۔ میں اس کو حاضر کرتا ہوں۔

(جاتا ہے)

چارلس۔ اَب چلو۔ بلو بیرڈ۔ یہ ہم کو پہچان نہ سکے۔ اب ایسا بھیس بدلیں۔ تجھے میرا سوانگ بھرنا پڑے گا۔ (پردہ کے اندر جاتے ہیں)

لاترموئیل۔ کیا یہ تجھے پہچان جائے گی۔

آرچ بشپ۔ ضرور شناخت کرے گی۔

لاترموئیل۔ کس طرح؟ اسے کیونکر معلوم ہوگا۔

آرچ بشپ۔ تمام قلعہ "سی نو" کے بسنے والوں کو معلوم ہے کہ نیلگوں ریش گل۔ ڈ۔ رے۔ کی۔ اور پارینہ پوشاک اور مجنونی شکل و ہیئت کی ہے۔

لاترموئیل۔ اس پر تو میں نے خیال ہی نہیں دوڑایا۔

آرچ بشپ۔ اِن کرامات کے نسبت آپ کو مطلق تجربہ نہیں ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں یہ تو ہمارا پیشہ ہے۔

لاترموئیل۔ (متعجب ہو کر) مگر اس کو کون معجزہ کہیگا؟

آرچ بشپ۔ (اطمینان سے) کیوں نہیں!

لاترموئیل۔ بتلائیے پھر اعجاز کس کو کہتے ہیں؟

آرچ بشپ۔ میرے دوست اعجاز کا دوسرا نام اعتقاد ہے۔ کرامت اس کرتوت کو کہتے ہیں جس پر عقیدہ قائم ہو جائے۔ معجزہ دکھانے والوں کے لئے یہ تو آسان بات ہے مگر دوسروں کے لئے حیرت انگیز۔ اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ البتہ

جن افعال حسنہ سے ایمان میں قوت پیدا ہو وہ دراصل سچی کرامت ہے۔

لاترمویل ۔ باوجود۔ فریب بازی کے۔

آرچ بشپ ۔ دم اور جھانسے سے تو انسان دھوکہ کھاتا ہے۔ مگر جو فعل اعتقاد پیدا کرتا ہو وہ مکرّ چکر کی کہانی نہیں اور نہ آدھا تیل آدھا پانی ہے۔ بلکہ اس کا نام اعجاز انسانی ہے۔

لاترمویل ۔ (سمجھنے سے قاصر رہا اس وجہ سے سر کھجاتا ہے) آپ آرچ بشپ ہیں آپ کا فرمانا بجا ہے۔ مگر مجھے تو اس میں شک ہے۔ کیونکہ میں کلیسا کی تلقین سے بے بہرہ ہوں اس کی وجہ سمجھنے سے معذور ہوں۔

آرچ بشپ ۔ اچھا آپ نے اگر مذہبی تعلیم نہ پائی ہو تاہم ایک اچھے مدبر اور جنگجو وزیر ہو مجھے ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ انسان یہ سمجھتے ہیں کہ کام ہو رہا ہے۔ مگر دراصل کیا ہو رہا ہے اس سے واقف ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ شہری خراج جنگ پہلے ادا کریں اور پھر لشکر میں بھرتی ہو کر تمہارے لئے جان پر کھیلیں کیا یہ ممکن ہے؟

لاترمویل ۔ نہیں۔ یہ تو قبل از مرگ وادیلا ہے۔

آرچ بشپ ۔ ان کو سچی حقیقت سے آگاہ کر دینا کیا انسانی فرض نہیں ہے؟

لاترمویل ۔ ان کو سمجھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جب تک کہ انکو

یقین نہو یہ کبھی ماننے والے نہیں ہیں۔

آرچ بشپ۔ بس میرا بھی یہی کہنا ہے۔ سینئے مذہبی پیشواؤں کو جسطرح انسانوں کی عاقبت ٹھیک کرنے کے لئے مذہبی تلقین کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ان کے جسموں کو ضرر سے بچانے کے لئے ان پر حکومت کی حاجت ہے۔ اسی طرح مذہبی پیشواؤں کو ان کی قوت ایمانی برقرار رکھنے کے لئے سحر بیانی درکار ہے۔

لا ترمویل۔ اس سحر بیانی کو میں خلاف فطرت روحانی کہونگا۔

آرچ بشپ۔ یہ آپ کی خام خیالی ہے۔ افسانے و حکایات میں ایسے واقعات و سانحات بیان کئے جاتے ہیں جو قیاسی و خیالی ہونے پر بھی غیر صحیح نہیں ہیں۔ خرق عادات و کرشمے کلیسا کے راہبوں کے ہاتھوں میں ایسے حربے ہیں جس سے لوگوں کے ایمان کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ ایسے کرشموں کو فریب و مکر کہہ نہیں سکتے۔ اگر یہ دوشیزہ ولیعہد کو دوسرے درباریوں کے بیچ سے پہچان لے تو میری نظروں میں یہ کوئی کرشمہ نہیں ہے۔ اور اس سے میرے خیالات کو تقویت پہونچ نہیں سکتی ایسی بازی گری سے میں بھی بخوبی واقف ہوں۔ مگر ایسے کرشمے جس سے کسی کے ایمان و اعتقاد میں قوت پیدا ہو اور اللہ سے لو لگے اور اسکی وجہ یہ خاک کا پتلا دنیوی دولت و محبت ترک کردے۔

اس وقت یہ کرامت بلاشک حقیقی کرشمہ ہے۔ آپ بچشم خود دیکھیں گے کہ دوسروں سے زیادہ یہ لڑکی پریشان ہوگی اور کیونکر ولیعہد کو پہچانا یہ بھی بھول جائے گی اور ممکن ہے کہ اپنے خیال سے بھی باز آجائے۔

لاٹ موبل ۔ مجھ میں ذرا ہوشیاری کم ہے۔ ورنہ آپ میں خدا پرستی اور ریاکاری کی کس قدر آمیزش ہے اس کا پتہ چلاتا۔ مگر خیر چلئے نہیں تو تماشہ میں دیر ہوگی۔ کوئی کرشمہ اس لڑکی میں ہے یا نہیں اس کا اطمینان کرلینا ہے۔

آرچ بشپ ۔ (ایک لمحہ کے لئے رک کر) آپ اس خیال میں نہ رہیئے کہ مجھے خمدار و پیچدار راستے پسند ہیں۔ فی زمانہ لوگوں میں روحانی و باطنی جوش بیدار ہو چکا ہے۔ اور دور جدید گردش میں ہے۔ اگر میں کسی خانقاہ کا معمولی قلندر ہوتا اور لوگوں کو تلقین دینے کے فرائض میرے ذمہ نہ ہوتے تو میں اپنی روح کی تازگی کے لئے ایسے کرآمات و ملکی صفات پر توجہ دینے کی بجائے "فیثاغورث" و ارسطو" کی تصنیف و تالیف کا مطالعہ کرتا۔

لاٹ موبل ۔ یہ پلید بد ذات فیثاغورث ہے کون؟

آرچ بشپ ۔ یہ ایک فاضل حکیم تھے۔ اور ان کا عقیدہ تھا کہ دنیا گول ہے اور آفتاب کے گرد چکر لگاتی ہے۔

لاٹ موبل ۔ واہ کتنا بڑا احمق۔ کیا وہ اپنی آنکھوں کے استعمال سے معذور تھا۔ (دونوں پردہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پردہ تھوڑی دیر میں

سرک جاتا ہے۔ وہاں پر بہ ہیئت شاہی دربار آراستہ
و پیراستہ دکھائی دیتا ہے تخت گاہ کے ہر دو جانب
شاندار و نفیس شاہی کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ بلیو بیرڈ ایک
بہر و پیا کی طرح ولیعہد کی نقل تخت گاہ پر کر رہا ہے۔ اور تمام
درباری خندہ زن ہیں۔ تخت شاہی کے عقب میں ایک
کمان ہے۔ اور اس کے دونوں قطاریں دربان با ہتیار
ادب سے استادہ ہیں۔ اور ان کے درمیان پوشیدہ طور پر
شاہ چارلس کھڑا ہے۔ بجانب راست لاٹائیر اور دوسری
جانب آرچ بشپ اپنی اپنی جگہ استادہ ہیں۔ اور تخت گاہ
کی دوسری جانب لاترموئیل نظر آرہا ہے۔ ڈیوک کی بیگم
ڈچز۔ د۔ لاترموئیل ملکہ کی جگہ راج گدی پر بیٹھی ہے۔ اس
کے عقب میں آرچ بشپ اور ان کے پس پشت بہت سی
کنیزیں کھڑی ہیں۔ تمام دربار بات چیت و ہنسی مذاق
میں مصروف ہے۔ کہ آئے ہوئے عرض بیگی سے بے خبر
ہیں۔)

عرض بیگی۔ ڈیوک وین ڈومنہ (کسی کے کان پر آواز نہ پڑی) وین ڈومنہ
(غل غپاڑہ جاری ہے۔ کوئی متوجہ نہیں اس وجہ سے چڑ کر عقب
میں کھڑے ہوئے دربان کا برچھا چھین کر زمین پر زور سے
ٹھوکتا ہے۔ شور بند ہو کر سب خاموش ہو جاتے ہیں) سنیئے
سنیئے (برچھا دربان کو واپس دے کر امیر وین ڈومنہ
دوشیزہ "جون" کو دربار میں پیش کر رہے ہیں)

چارلس۔ (دانت تلے انگلی دباکر) اف۔ (ایک درباری کے پس پشت چھپکر چپکے سے جھانکتا ہے)

بلو بیرڈ (شاہی شان سے) حاضر دربار کرو (ایک شرگیں حیادار خاموش سردار کے ساتھ جون حاضر دربار ہوتی ہے۔ اور ادھر ادھر شاہزادہ کی تلاش میں اجمالی نظر ڈالتی ہے۔ سپاہی کی وردی زیب تن ہے۔ اور اس کے تراشے ہوئے گیسو چہرہ وگردن پر بکھرے ہوئے دکھائی دیرہے ہیں)۔

بیگم ڈیوک۔ اوی۔ اللہ کی پناہ۔ اس کے بکھرے بال تو دیکھو۔ (تمام کنیزیں کھل کھلا کر ہنستی ہیں)۔

بلو بیرڈ۔ (خود ہنسی دباکر دوسروں کو اشارہ سے منع کرتا ہے) چپ رہو۔ خاموش۔

جون۔ (بلا کسی شش و پنج کے بیگم سے) میں یہاں اس طرح اس وجہ سے آئی ہوں کہ میں ایک سپاہی ہوں ولیعہد کہاں ہیں۔ (تخت گاہ کی طرف جاتی ہے تمام ارکان دولت پر مسکراہٹ چھاگئی ہے)۔

بلو بیرڈ۔ تم خود مابدولت کے حضور میں ہی ہو۔

(جون۔ اس پر سرتاپا ایک نظر ڈالتی ہے۔ بلا توقف اس کا چہرہ شاداں و خورسند ہو جاتا ہے)

جون۔ آپ تو بلیو بیرڈ ہیں۔ میں اس قدر آپ کے دھوکہ میں نہیں آسکتی۔ (تمام درباری قہقہہ لگاتے ہیں)۔ بلیو بیرڈ۔ عاجز ہو کر ہنستے ہنستے تخت گاہ سے اتر کر لاترمویل کے نزدیک

جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ جون شاداں و فرحاں درباریوں میں
تلاش و جستجو کرتے ہوئے۔ مجمع عام سے چارلس کا ہاتھ پکڑ کر
باہر نکالتی ہے)۔

جون ۔ (آداب بجالا کر) حضور ولیعہد بہادر۔ انگریزوں کو اورلیان
و فرانس سے بھگا دیکر "ریمز" کے گرجا میں جہاں تمام
فرانس کے حقیقی تاجوروں کے سروں پر تاج رکھا گیا تھا
وہیں آپ کی تخت نشینی کی رسم ادا کرنے کے لئے مجھے بھیجا
گیا ہے۔

چارلس۔ (کامیابی کی مسرت سے) تمام حضار کو اب اطمینان ہو چکا
ہوگا کہ اِس دوشیزہ نے شاہی خون کو پہچان لیا ہے۔ ہم کو
اپنے والد ماجد کے حقیقی فرزند خلف نہ کہنے کی اب کون
ہمت و جراءت کر سکتا ہے ؟
(جون سے) اگر تجھے ریمز کے گرجا میں تاج پوشی و تخت
نشینی کی رسم ادا کرنا ہو تو اس کے نسبت آج ہی شب
سے پہلے طے کر لے۔

جون ۔ (فوراً رخ بدل کر کہتی ہے جذبات ابھر آتے ہیں ۔)
اے میرے پیر و مرشد (سر تسلیم خم کر کے نہایت عاجزانہ)
میرے نیک ہادی۔ میں ایک دہقانی معمولی لڑکی ہوں
مگر آپ خدائے برتر کی عنایت و اجلال سے معمور ہیں۔
میرے شفیع محشر بن کر سر پہ دست شفقت رکھکر
دعائے خیر فرمائیے ۔۔

بلوبیرڈ۔ (لاٹرموئیل کی کان میں آہستہ) دیکھئے یہ مکار و عیار کیسا شرمسار ہو رہا ہے۔

لاٹرموئیل۔ یہ بھی ایک شعبدہ ہے۔

آرچ بشب۔ (جگرسوزی سے اس کے سرپہ ہاتھ رکھکر) اے نیک بندی تجھے خدا کی لگن لگی ہوئی ہے۔

جون۔ (متحیر ہوکر اس کے طرف دیکھنا) کیا یہ سچ ہے یہ تو میں نہیں جانتی کیا اس میں کوئی برائی ہے۔

آرچ بشب۔ ہاں۔ اس میں تیری کوئی خطا نہیں البتہ ضرر ضرور ہے۔

جون۔ (تیوری چڑھاکر) ہاں یہ دنیا خطرہ سے کب خالی ہے صرف جنت ہی دارالامن ہے۔ اے ہادی۔ اے میرے مسیحا آپ نے جو قوت و ہمت مجھے دی ہے اس کا شکریہ۔ واقعی آرچ بشب ہونا بھی ایک بڑی بات ہے۔ (درباری متبسم اور چند شگفتہ ہیں)۔

آرچ بشب۔ (حقارت سے) صاحبو تمہاری یہ ہنسی مذاق اس دوشیزہ کے اعتقاد کے مقابلہ میں مضحکہ خیز ہے۔ مجھے علم ہے کہ میں مکمل نہیں ہوں مگر یہ تمہاری بدگمانی و جھوٹی شادمانی گناہ کبیرہ ہے۔ (حضار کے چہرے اتر جاتے ہیں اور سکوت چھا جاتا ہے۔)

بلوبیرڈ۔ ہم اس لڑکی کا تمسخر اڑا رہے تھے نہ کہ جناب عالی کا؟

آرچ بشب۔ افسوس میری نابکاری کا نہیں بلکہ خدا کی شناخت کا گلہ۔ ڈرے کے لئے اس الہام کی دوشیزہ نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ

بدزبان اپنے عذاب سے ڈوب مرے گا۔

جون - (رنجیدہ خاطر ہوکر) نہیں نہیں۔ تقدس مآب۔

آرچ بشپ۔ (اشارہ سے چپ کرکے) میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ ریاکاری اور عقیدہ خدائی میں جو فرق ہے اس کو یہ معلوم نہ کر سکا تو عذاب الٰہی میں مبتلا ہوکر دار پر کھینچا جائے گا۔

نوٹ:۔ (اس واقعہ کے گیارہ سال بعد بلیو بیرڈ سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔)

بلوبیرڈ۔ آپ کی ملامت و سرزنش بسروچشم منظور۔ مجھسے ضرور خطا ہوئی جس کے لئے میں نادم اور عفو تقصیر کا خواہاں ہوں۔ معاف فرمائیے اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔ اگر انکی اس غیب دانی کی وجہ مجھے سولی پر چڑھنا ہی پڑے گا تو مجھے گناہ سے باز رہنا مشکل ہو جائے گا۔ چونکہ میں وسوسے میں مبتلا ہو جاؤنگا۔ کہ میرے نصیب میں سولی ہے۔ تو بغیر گناہ سولی پر چڑھنے سے تو بہتر یہی ہے کہ گناہ عظیم کرکے پھانسی پر لٹک جاؤں۔ (حاضرین دربار، کچھ ہمت آجانے کی وجہ سے قہقہہ لگاتے ہیں۔)

جون - (عیب جوئی سے) تم نکھٹو نکمے ہو۔ آرچ بشپ کو اس طرح جواب دینے میں تمہاری ناعاقبت اندیشی ہے۔

لاھائیر۔ (خوش ہوکر) خوب کہا۔ خاتونِ جنت۔ خوب کہا۔

جون - (بے قراری سے آرچ بشپ کو) اے میرے رہنما۔ آپ ان تمام نادانوں کو باہر جانے کا حکم دیجئے۔ تاکہ میں ولیعہد سے

تنہائی میں کچھ عرض کرسکوں۔

لا ھایئیر۔ (خوش دلی سے) میں اِس کنایہ کو تاڑ گیا ہوں (فوجی سلام کر کے چلا جاتا ہے۔)

آرچ بشب۔ چلئے حضرات باہر چلئے۔ یہ خاتونِ جنت۔ خدا کے حکم سے یہاں آئی ہے۔ لہٰذا اس کے اِرشاد کی تعمیل ہونی چاہیئے۔ (حضار محفل چلے جاتے ہیں) شاہی دروازہ سے آرچ بشب بیگم ڈیوک وترمویل۔ یکے بعد دیگرے باہر نکل رہے ہیں جس وقت آرچ بشب کا گزر "جون" کے پاس سے ہوا تو نہایت ادب سے خم ہو کر آرچ بشب کے دامن عبا کو تھام کر چومتی ہے۔ آرچ بشب اسے منع کر کے دامن آہستہ سے چھوڑا لیتے ہیں۔ بیگم ڈیوک کے راستہ میں جون حائل ہوتی ہے۔

بیگم ڈیوک۔ (حقارت سے کنارہ کش کرتے ہوئے) مجھے جانے کا راستہ دیجئے۔

جون۔ (جلدی سے ہٹ کر) بیگم صاحبہ معاف فرمائیے۔ (بیگم ڈیوک چلی جاتی ہے۔ اس کو ایک نظر دیکھ کر ولیعہد سے) کیا یہ ملکہ ہیں۔

چارلس۔ نہیں۔ مگر یہ اپنے آپ کو ملکہ سمجھتی ہے۔

جون۔ (بیگم ڈیوک کو بنظر حقارت دیکھکر۔) تف ہے۔ لعنت ہے۔

لاترموئیل۔ (تیوری چڑھا کر ولیعہد سے) میری بیگم کا مذاق اُڑانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ (یہ کہکر

چلا جاتا ہے۔)

جون - (ولیعہد کو) یہ اینٹھو خاں پیر فرتوت کون ہے۔

چارلس - ایرلا تر موبل ہیں۔

جون - اس کے تفویض کیا کام ہے۔

چارلس - اس نے خود بخود اپنے کو فوج کا سپہ سالار بنا رکھا ہے۔
جب میں کسی سچے ہمدرد کا پتہ لگاتا ہوں تو اس کو صفحۂ ہستی
سے مٹا دیتا ہے۔

جون - اس کو اس قدر بلند پروازی کی اجازت کس نے دے
رکھی ہے۔

چارلس - (جون کی مقناطیسی کشش سے مرعوب ہو کر تخت کے جانب
جاتا ہے) میں اس کو کس طرح روک سکوں۔ مجھ پر یہ بڑے
بڑے دیدے نکالتا ہے۔ اور یہ سب مجھے ڈراتے
ہیں۔

جون - کیا تم ڈرپوک ہو؟

چارلس - جی ہاں میں بزدل ضرور ہوں اور اس کے لئے مجھے لعنت
ملامت کرنا فضول ہے۔ لڑنا یہ تو سنگدلوں اور بہادروں
کا کام ہے۔ مجھے زرہ بکتر بہت بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ انکی
تلوار بھی بمشکل مجھسے اٹھائی جاتی ہے۔ جس کے ہاتھ پیر
مضبوط اور جس کی خوشیطانی ہو اور زور و شور سے غل
مچانے کی عادت ہو انھیں کو یہ سزاوار ہے۔ ان کی طبیعتیں
جنگجو ہیں اور جب لڑائی ختم ہو جاتی ہے تو سب سے زیادہ

احمقانہ کام ان سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ میں اس صفت و قماش کا آدمی نہیں ہوں۔ میں ایک شریف النفس اور خاموش سیرت انسان ہوں۔ میں اپنے ہم جنسوں کا خون بہانا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنی فطرت و طبیعت کے موافق امن و امان میں رہنے دیا جائے۔ اس کے سوا مجھے کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔ میں تخت پر بیٹھنا نہیں چاہتا اور نہ بادشاہ بننے کی خواہش ہے۔ مجھے زبردستی اس مصیبت میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ اگر تمہارا یہ کہنا ہے کہ "سینٹ لوئی" کا فرزند بن کر اور اپنے بزرگوں کی تلوار بن کر کمر سے باندھ کر ظفر و نصرت کی طرف رہنمائی کروں تو یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ یہ مجھسے بن نہیں سکتا۔ اس وجہ سے اس بات کو نہ چھیڑیئے تو بہتر ہے۔

جون ۔ (تیزی سے مگر استادانہ لہجہ میں) پہلے پہلے سب کو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے مگر میں آپ کی ہمت بڑھاتی رہوں گی۔ اور پشت و پناہی کرتی رہوں گی۔

چارلس ۔ مجھے ہمت کی مطلق ضرورت نہیں میں اپنے حال میں مست ہوں۔ مجھے بستر پر آرام سے پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھے رہنا پسند ہے۔ اپنی نیند سوتا ہوں اور اپنی نیند اٹھتا ہوں۔ رات دن اس مصیبت میں گرفتار رہنا میں نہیں چاہتا۔ اگر تو چاہتی ہے اور تیری

مرضی ہے۔ تو دوسروں کی ہمت بڑھا۔ یہ لوگ پیٹ بھر کر اور جی کھول کر لڑ سکتے ہیں مگر مجھے اپنی جگہہ رہنے دے۔

جون - یہ نہ ہو سکیگا۔ چارلی۔ خدائے برتر نے تیرے شانوں پر جو ذمہ داری عاید کی ہے اس کو اٹھائے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر بادشاہی حاصل کرنے کی کوشش نہ کیجائیگی تو تجھ پر مفلسی چھا جائے گی کیونکہ تجھ میں کوئی ایسا ہنر بھی نہیں ہے جس سے تیری بسر اوقات ہو سکے۔ چلو تخت شاہی پر بیٹھو وہاں تمہیں جلوہ گر دیکھنے کی میری تمنا ہے۔

چارلس - ایسی نمائشی اور رنگ نشینی اور حکمرانی کس کام کی جبکہ حکومت دوسروں کے ہاتھ ہو۔ (تخت پر جاکر بیٹھ جاتا ہے اور قابل رحم تصویر بن جاتا ہے) دیکھ نظر بھر کر اپنے مسکین بادشاہ کو دیکھ لے۔

جون - اس وقت تم تاجور نہیں ہو صرف ولیعہد ہو۔ آس پاس کے درباری جس طرح نچائیں مت ناچو۔ اچھے طمطراق پوشاک پہننے کا خیال تجھ میں کب پیدا ہوگا؟ میں اُن لوگوں کو جانتی ہوں جو زمین سے اناج پیدا کرتے ہیں اور یہی سچی رعایا، کہلانے کے مستحق ہیں جو تیرے زیر فرمان ہیں اور ان سے میں کہا کرتی ہوں کہ جب تک ریمز کے گرجا میں تخت نشینی کی رسم پاک تیل چڑھا کر

ادا نہ کیجائے اس وقت تک کسی کو ملک فرانس کا شہنشاہ
تسلیم مت کرو۔ تم کو اب نئے وجدید ملبوسات کی ضرورت
ہے۔ چارلی۔ تعجب ہے کہ ملکہ اس کی اچھی دیکھ بھال کیوں
نہیں کرتی؟

چارلس۔ میں تہی دست ہوں۔ جس قدر کفایت اور بچت کر سکتا ہوں
وہ تمام رقم یہ اپنے ریشمی و خوشنما پوشاک میں خرچ کر ڈالتی
ہے۔ اور اس کو آن بان میں دیکھنا مجھے پسند ہے۔ اور
میں جو کچھ بھی پہنوں مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ کیونکہ
کسی حالت میں بھی میرا کریہہ منظر دور نہ ہوگا ــــــــــ
مفلسی میں کوئی پوشاک بدن پر نہیں پھبتی۔

جون۔ تو جوان صالح ضرور ہے۔ اور کس قدر فضیلت سے بہرہ ور
ہے۔ چارلی مگر یہ برتری شاہوں کے لیئے کافی نہیں
ہے۔

چارلس۔ یہ متعاقب دیکھ لیا جائے گا۔ مگر میں جیسا دکھائی دیرہا
ہوں اتنا خشک مغز نہیں ہوں۔ بلکہ تجھ سے کچھ زیادہ
ہی جانتا ہوں۔ غنیم کے ساتھ ایک اچھی صلح کر لینا دس
دلیرانہ مقابلوں سے زیادہ سودمند ہے۔ جنگ میں
جو کچھ کہ مال غنیمت ہاتھ آتا ہے۔ وہ تمام صلح اور قول
وقرار میں کھو بیٹھتے ہیں اس وقت اگر انگریزوں کے
ساتھ صلح کر لیجائے تو اس میں انھیں کو نقصان وخسارہ ہے
انگریزوں کو الجھانا آتا ہے سلجھانا نہیں آتا۔

جون ۔ انگریز اگر ظفریاب ہو گئے تو ان کی سخت ترین شرائط پر ان سے صلح کرنی پڑے گی۔ اس وقت فرانس کا خدا ہی مالک ہے۔ چارلی تیری مرضی ہو یا نہو لڑے بغیر کوئی علاج نہیں ہے۔ سب سے پہلے میں پیش قدمی کروں گی تاکہ تجھ میں کچھ ہمت پیدا ہو ایسا نازک وقت آن پڑا ہے کہ سر دے کر دونوں ہاتھوں سے لڑنا پڑے گا۔ اور ایسی عالی ہمتی و اولوالعزمی برقرار رکھنے کے لئے دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا مانگنی پڑے گی۔

چارلس۔ میں طفل مکتب نہیں ہوں۔ مجھے ابجد خوانی کی ضرورت نہیں میں تو اب بڑا ہو چکا ہوں اور ایک بچہ کا باپ بھی ہوں۔

جون ۔ ہاں۔ کیا آپ کو ایک کمسن شاہزادہ بھی ہے جو آگے چلکر تمہارا جانشین ہوگا کیا اس کے لئے بھی میدان جنگ میں نہ اترو گے۔

چارلس۔ یہ فرزند ناخلف نہایت خود غرض شوریدہ سر ہے۔ نہ صرف میری اہانت کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی حقارت سے دیکھتا ہے۔ مجھے اولاد جیسی مصیبت پسند نہیں۔ مجھے ابا بنا منظور ہے اور نہ بیٹا۔ تیرے دماغ میں جو بڑے بڑے خیالات سمائے ہوئے ہیں اس سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں خوش میرا خدا خوش تو اپنا کام نبیڑ میں اپنا دیکھ لونگا۔

جون ۔ (نفرت سے) اپنا ہی الو سیدھا کرنا خود پرستی ہے۔ خودی و خدائی میں بیر ہے۔ اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنا ہے۔ میرے فرائض یہ ہیں کہ خانہ داری کے کام میں ماں کا ہاتھ بٹاؤں اور تمہارے فرائض میں شکر پورہ چوسنا اور کتے کے بچوں سے پہلو بسانا ہے۔ ہم صرف اپنا ہی کام کرنے کے لئے یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کی انجام دہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں میں تیرے لئے خدا کا پیغام لائی ہوں۔ خواہ تیرا کلیجہ پھٹ ہی کیوں نہ جائے اس کو انجام ہی دینا پڑے گا۔

چارلس۔ مجھے کسی پیام کی حاجت نہیں کیا تیرے پاس کوئی ایسی نادر الوجود و کم یاب شئے ہے کیا تیرے پاس کوئی کیمیا یا ایسی جڑی بوٹی ہے جس سے رانگ چاندی اور تانبا سونا بن سکے ؟

جون ۔ تجھے ریمز کے گرجا میں رسم جلوس ادا کر کے بادشاہ بنا سکتی ہوں۔ مگر یہاں کا عجیب و غریب معاملہ دیکھکر یہ کرشمہ بھی بآسانی انجام پانا مشکل نظر آرہا ہے۔

چارلس ۔ اگر تجھے ریمز چلکر تخت نشینی کی رسم ادا کرنا ہے تو ملکہ مجھ سے نئی پوشش ضرور طلب کرے گی۔ اور اس کے خریدنے کے لئے دام میرے پاس نہیں ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس وقت میری جو کچھ حالت ہے وہی ٹھیک ہے۔

جون ۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے میرے والد کا غریب سے
غریب گڈریا بھی تم سے بہتر ہے ۔غور تو کرو کہ جب تک
تمہارا جلوس تخت نشینی نہ ہو تب تک سرزمین فرانس
تمہاری ہو نہیں سکتی ۔ اور نہ تم اس کے قانوناً شہنشاہ
کہلا سکتے ہو۔

چارلس۔ میں اس ملک کا مالک تو کسی صورت میں بھی ہو نہیں سکتا
کیا یہ تبرک نیازیں مجھے انفکاک رہن کرا سکتی ہیں۔
میں نے آخری بیگھہ زمین بھی اس موٹے آسامی آرچ بشپ
کے پاس رہن رکھ دی ہے ۔ اور بلیو بیرڈ کا بھی میں
قرضدار ہوں۔

جون ۔ (سرگرمی سے) چارلی میں دیہات سے آئی ہوں اور
یہ قوت و گاوزوری گاؤں کے کھیتوں میں کام کرکے حاصل
کی گئی ہے ۔ اور میں باصرار کہہ سکتی ہوں کہ یہ تمام زمین
تیری ہے تجھے رعایا پروری و انصاف پسندی سے
حکومت کرکے اس ملک میں امن و امان قایم رکھنا
چاہیئے جس طرح کوئی بادہ کش اپنے بال بچے کپڑے
لتے گرو رکھ دیتا ہے اسی طرح یہ زمین گرو رکھنے کے
لئے تجھے نہیں دیگئی ہے ۔ میں تجھے خدا کا یہ پیغام پہونچاتی
ہوں۔ کہ خدا کے گھر میں عاجزی و انکساری سے عبادت
کرکے بعد فتح مندی اس ملک کو احکم الحاکمین کے حوالے
کردے اور تو محض اس کا پاسبان نگہبان اور دربان

بن کر اس ملک کے رعایا کی خدمت کرتا کہ دنیا میں ایک
مشہور عادل و انصاف پسند فرمانروا کہلائے اور
جس کے باعث خاک فرانس پاک ہو سکے۔ اور تمام
فوج قاصد نورانی و ملائکہ بن کر تیرا ساتھ دے۔ اور
جو سردار تیرے خلاف ہوں خدا کے دشمن کہلائیں
اور عذاب خداوندی میں گرفتار رہوں۔ انگریز ہمارے
ظفرمندی سے تابع و سرنگوں ہو کر عرض کرنے پر مجبور
ہو جائیں کہ انھیں بہ حفظ و امان ان کے وطن واپس
جانے کی اجازت دیجائے۔ کیا اس سنہرے موقع
کو ہاتھ سے دے کر مجھے اور میرے مقدس مولا کو
ناراض کرنا چاہتا ہے۔

چارلس۔ (جہانسہ میں آکر) کاشس مجھ میں تھوڑی سی
ہمت آجائے۔

جون ۔ میں اس پروردگار کے جولا چاردں کا چارہ کار ہے۔
فضل سے جرات و شجاعت دکھا سکتی ہوں کیا تم
میرا ساتھ دوگے۔

چارلس۔ میں خطرہ میں پڑنے کو تیار ہوں مگر میں پہلے سے ہی
تجھے باخبر کر دیتا ہوں کہ یہ میری ہمت دیر پا ہنوگی۔
اس وقت جو کچھ کہ افتاد پڑے اس کو تو جھیل لینا۔
(دروازہ کے پاس جاکر چلاتا ہے) واپس آؤ۔ ادھر آؤ
(جون کے پاس دوڑکر) میرے پاس کھڑی رہ ۔اندر

دیکھ کہ کوئی مجھے نہ دھمکائے۔ (کمان کی طرف دیکھ کر) آؤ۔ آؤ۔ اے سب درباریو (تخت شاہی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور تمام درباری آپس میں چہ می گوئیاں کرتے ہوئے داخل ہو کر اپنی اپنی نشست پر بیٹھ جاتے ہیں) اب میں نے قطعی تہیہ کر لیا ہے کہ جو کچھ بھی پیش آئے اس کو گوارہ کر لینا چاہیئے۔ (نقیب سے) سب سے کہہ کہ خاموش رہیں۔ اے بے عقل کودک۔

نقیب۔ (سابقہ طریقہ پر ایک سپاہی کا برچھا چھین کر زمین پر ٹھوکتا ہے) خاموش۔ خاموش۔ حضور عالی کے لئے بالکل خاموش۔ خداوند کچھ فرمانا چاہتے ہیں (سب خاموش ہو جاتے ہیں شور و پکار بند ہو جاتا ہے۔) ۔

چارلس۔ (استادہ ہو کر) ہم نے لشکر کی سپہ سالاری اور حکومت کرنے کی اِجازت اس دوشیزہ کو دی ہے اور اس کے متعلق تمام مکمل اِنتظام کرنے کی نسبت ہدایات دیدیئے گئے ہیں۔ (تخت سے نیچے اُتر جاتا ہے۔ سب درباری حیرت زدہ ہو کر انگشت بدندان ہیں۔ لاھائیر مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا اور زانوں پر فولادی دستانے بجاتا ہے)۔

لاترمویل۔ (غضبناک ہو کر اور چڑ کر چارلس پر یورش کرنا چاہتا ہے)۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ فوج کا سپہ سالار تو میں ہوں (جون اپنا دست شفقت فوراً چارلس کے شانہ پر

رکھتی ہے۔ چارلس باہمت ہو کر کچھ بولنا چاہتا ہے مگر ڈر سے آواز نہیں نکلتی جس کی وجہ لاترموئیل کے منہ کے سامنے چٹکی بجاتا ہے۔

جون۔ (ایک قدم آگے بڑھکر لاترموئیل سے) اے پیرمرد تجھے جواب مل چکا ہے۔ (وقت کی مناسبت کے لحاظ سے تلوار کھینچ لیتی ہے) خدا اور اس کی فرستادہ دوشیزہ کا ساتھ کون دیگا اور میری خاطر، اورلیان چلنے پر کون پیش قدمی کریگا۔

لاھائیر۔ (جذبہ حب الوطنی سے خود بھی تلوار کھینچ لیتا ہے) ہاں چلئے اورلیان چلئے۔

جون۔ (فرط مسرت سے خدا کا شکر بجا لاتی ہے اور تمام سپاہی سپاس گزاری میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ بے قرار" لاترموئیل" کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جاتی ہے۔ آرچ بشپ ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیرہے ہیں۔

تیسرا ایکٹ

تیسرا سین

منظر - شہر "اورلیان" زمانہ ۲۹ مارچ ۱۴۲۹ء سپہ سالار ڈوان - معمر (۲۶) نقرئی دریائے "لور" کا جنوبی ساحل جو بہت دور تک نظر آرہا ہے اس پر خوش خرامی سے ٹہل رہا ہے۔ زمین میں اس نے اپنا برچھا نصب کر رکھا ہے اور اس برچھے پر جو چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ہیں وہ فضا میں لہرا رہی ہیں۔ سامنے سپر رکھی ہوئی ہے۔ عصائے عساکر ہاتھ میں ہے جسم مضبوط و سڈول۔ نوک و پلک سے درست۔ زرہ بکتر سے جسم آراستہ کشادہ پیشانی

نوکدار و وضعدار زنخداں۔ شکل و شمایل پر لڑائیوں اور فرائض کی ذمہ داریوں کے نشانات نمایاں۔ ریاکاری و مکاری سے عاری، منچلا، نیک صفت، خیال بد سے متنفر، عالی دماغ شخص ہے۔ اس کا اردلی پاس بیٹھا ہوا ہے۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ٹیک کر کاہلی سے ندی کے سیلاب کو دیکھ رہا ہے۔ شام کا فرحت خیز وقت دریا کے پر تکلف نظارے کا اثر چھوٹوں اور بڑوں سب پر پڑ رہا ہے۔

ڈوان۔ (خراماں خراماں ٹہلتے ہوئے نیزہ کی فرفر کرتی ہوئی جھنڈیوں کو دیکھ کر شعر خوانی کر رہا ہے۔

ہوائے مغرب۔ ہوائے مغرب

چہ نسبت از تو صدائے مغرب

کجا بہ لوریں چو رود سیمیں

بمنزل ما فضائے مغرب

(یہ اشعار گنگنا کر جھنڈیوں کی طرف نظر ڈالتا ہوا ہوائے مخالف سے مخاطب ہوتا ہے)

صدائے شیطاں صدائے مغرب
ہوائے نسواں ہوائے مغرب
کہ دور باش ہم چنیں خدا را
ہوائے مغرب لقائے مغرب

رخاموشی کے ساتھ چہل قدمی کر رہا ہے۔ مگر بے قراری کے ساتھ باد مخالف سے یوں گویا ہوا) اے ہوائے کج مدار۔ اے ہوائے بدکار اے ہوائے ناسازگار۔ کیا تو نہ ہوگی سازگار۔ کیا تو نہ پلٹے گی بدکار۔

اردلی۔ (اچھل کر کھڑا ہو جاتا ہے) دیکھئے دیکھئے وہ جا رہی ہے

ڈوان۔ (چونک کر تمنا سے) کہاں۔ کون۔ دوشیزہ جرآر۔

اردلی۔ نہیں آقا۔ بوتیمار۔ بجلی کی چمک کی طرح جھاڑی میں گھس گیا۔

ڈوان۔ (مایوسی سے غصہ میں آکر) بس اتنا ہی۔ اے بے عقل پاجی جی چاہتا ہے کہ تجھے دریا برد کر دوں۔

اردلی۔ (مالک سے واقف ہونے کی وجہ نڈر) یہ نیلگوں پیکر نہایت دلفریب منظر تھا۔ دیکھو۔ اس کے جوڑ کا دوسرا جا رہا ہے۔

ڈوان۔ (آب دریا تک دوڑ کر) کہاں۔ کہاں۔ کدھر ہے۔

اردلی ۔ (انگلی سے بتا کر) اِس ترکل کے پاس دیکھئے گزر رہا ہے۔

ڈوان ۔ (خوش ہوکر) ہاں دیکھ لیا۔ (بوتیمار جھڑ بیری پر بیٹھنے تک یہ دونوں اس کو دیکھ رہے ہیں۔)

اردلی ۔ کل آپ بروقت اس کو دیکھنے کے لئے پہونچ نہ سکے بلا وجہ مجھ پر گالیوں کی بوچھار برستی رہی۔

ڈوان ۔ تجھے معلوم ہے کہ میں اِس دوشیزہ کا منتظر تھا۔ اس لیے تو چلا اُٹھا۔ بھول نہ جانا اب دوسری بار یار کی وجہ سے تجھے چلانا نہ پڑے۔

اردلی ۔ یہ کتنے پری پیکر پرندے ہیں۔ کاش میں اُن کو پکڑ سکتا۔

ڈوان ۔ اگر تجھ کو دام بچھاتے ہوئے میں نے دیکھ پایا تو بخوبی یاد رکھ کہ قفس کیا چیز ہے۔ یہ معلوم کرانے کے لئے تجھے ایک آہنی پنجرے میں بند کر دوں گا۔ غلام بے دام کہیں کا۔

اردلی ۔ (ہنس کر بے پروائی سے بیٹھ جاتا ہے)

ڈوان ۔ (ٹہلتے ٹہلتے رطب اللسان ہے۔)

پرند نیلی پرند نیلی
خوش القایت۔ بود گرامی

ترا ز جانم چو دوست دارم
تغیر دہ این چنیں فضا را

یہ قافیہ پیمائی نہ ہوئی۔ یوں کہو تو بہتر ہے۔ ع

تغیر دہ این چنین فضائی

مگر تو آن را عزیز داری
کسے کہ با تو کند خطائی

غلط کنم از تو چشم دارم
کرم بہ ما را کجا نمائی

یہ قافیہ لگیا مگر یہ بے معنے ہے (خراماں۔ خراماں ارذلی کے پاس جاتا ہے۔ ہٹ جا۔ ہٹ جا۔ اے پاجی غلام (پھر ٹہلتے ہوئے گنگناتا ہے)۔

زماہی خواری بہ رنگ ہمسر
کہ معجز نیلگوں چو بہ سر

ہمیں زمریم ہمی عرض دارم
بیار ما را ہوائے خوشتر

آواز پہرہ دار۔ (بجانب مغرب) کھڑے رہو۔ کون ہو۔
(ایک آواز)۔ میں دوشیزہ ہوں۔
ڈوان۔ اے پہرہ دار۔ دوشیزہ کو مت روک میرے پاس

آنے دے۔

جون ۔ تاباں و روشن زرہ بکتر میں پنہاں دوڑی ہوئی اُس کے
پاس آتی ہے۔ ہوا تھم جاتی ہے۔ پھریرے فراٹے بھرنا
بند کر کے لٹک جاتے ہیں۔ مگر ڈوان کا تمام خیال جون
کی طرف ہونے سے جھنڈیوں کی جانب متوجہ نہ تھا۔)

جون ۔ (یکایک) کون تو پرستار زنانہ اورلیان۔

ڈوان ۔ (سرد دل سے مگر کسی قدر گرم) ہاں سپہ سالار ڈوان
اور تو کون۔ جون۔

جون ۔ یقیناً۔ جی ہاں۔ یقیناً۔

ڈوان ۔ تیری فوج کہاں ہے۔

جون ۔ بہت دور۔ انھوں نے مجھے دھوکہ دیا۔ اور غلط ساحل
پر مجھے لاکر کھڑا کیا۔

ڈوان ۔ میرا ہی حکم تھا۔

جون ۔ ایسا حکم کیوں دیا گیا۔ انگریزوں کی چھاؤنی تو دوسرے
ساحل پر ہے۔

ڈوان ۔ انگریزوں کا پڑاؤ دونوں کناروں پر ہے۔

جون ۔ مگر شہر "اورلیان" دوسری طرف واقع۔ اور اس
ساحل پر ہم کو انگریزوں کے ساتھ جنگ آزمائی کرنا ہے
مگر یہ دریا کس طرح عبور کیا جائے۔

ڈوان ۔ پل تو موجود ہے۔

جون ۔ تو پھر یورش میں دیر کیوں۔ خدا کا نام لے کر پل عبور کر کے

اُن پر ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔

ڈوان ۔ کہنے کو تو بہت آسان ہے۔ مگر اس کا انجام پانا بیحد دشوار ہے۔

جون ۔ میں یہ کس سے سُن رہی ہوں۔

ڈوان ۔ میں کہہ رہا ہوں۔ اور یہی رائے مجھسے زیادہ جنگ آزمودہ وسرد وگرم چشیدہ اور نبرد آزما سرداروں کی ہے۔

جون ۔ تم سے زیادہ واقف کاروں۔ ہوشیاروں کے دماغ چٹ دکھائی دیرہے ہیں انھوں نے تم کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔ اور غلط ساحل پر لاکر اب مجھے بھی بنا رہے ہیں۔ کیا تم اس سے بے خبر ہو کہ کسی سپہ سالار یا کسی افسر فوج کو جو نہ ملسکے ایسی اِمداد وکمک میں لائی ہوں؟

ڈوان ۔ (آہستہ ہنس کر) اور کیا وہ صرف تمہاری۔

جون ۔ نہیں بلکہ مالک الملک لاشریک کی عنایت اور حمایت بھی شریک حال ہے اب پل پر سے گزرنے کا سوال ہے۔

ڈوان ۔ دوشیزہ تم بہت بے صبر ہو بہت جلد باز بشر ہو۔

جون ۔ کیا یہ انتظار کرنے کا وقت ہے۔ حریف تو گھر کے دروازہ تک پہونچ چکا ہے اور ہم بلا دوڑ اور بغیر جد وجہد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر مرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تم مقابلہ سے گھبرا رہے ہو۔ میری بات مانو میں تمہارا خوف دور کردونگی تمہارا اندیشہ مٹادوں گی۔

۔ (قہقہہ مار کر) ٹھیک۔ ٹھیک۔ اے چھوکری تو اگر میری

دہشت دور کر دے گی تو میں کسی داستان کا غازی مرد بن جاؤنگا ۔ مگر فوج کا ناکارہ سپہ سالار کہلاؤنگا ۔ یہاں آ میں تجھے سپہگری کا پہلا درس دینا چاہتا ہوں (وہ اس کو لب دریا تک اپنے ہمراہ لیجاتا ہے) دیکھ اس پل کے دونوں جانب دو مستحکم قلعے دکھائی دیرہے ہیں ۔

جون ۔ ہاں دیکھ لیا ۔ وہ ہمارے قبضہ میں ہیں یا گوڈمینز کے ۔

ڈوان ۔ خاموشی سے میں جو کہتا ہوں سن ۔ اگر اس میں کسی ایک قلعہ پر میرا قبضہ ہو جائے اور میرے ساتھ صرف دس بہادر ہوں تو غنیم کے بڑے لشکر کو روکے ہوئے اپنی جگہ پر قایم رہوں گا ۔ مگر انگریزوں نے اپنے مقابلہ کا رخ قایم رکھنے کے لئے دس کے بدلے دس گونہ زیادہ چاق وچوبند "گوڈمینز" ہر ایک قلعہ میں رکھ چھوڑے ہیں ۔

جون ۔ مگر کیا وہ شیر خدا کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ ان قلعوں کے نیچے کی زمین خدا نے ان کو نہیں دی ہے ۔ خدا کے پاس سے سرقہ کی گئی ہے ۔ مگر چور کے پیر کہاں ۔ یہ زمین خدا نے ہم کو عطا کی ہے ۔ اور ہم اس پر ضرور قبضہ کریں گے ۔

ڈوان ۔ تو اکیلی جان ۔ اکیلی تو لکڑی بھی نہیں جلتی ۔

جون ۔ سپاہی ساتھ رہیں گے قلعہ کو فتح کرلیں گے ۔ اور میں ان کی کھیا بن کر رہنمائی کروں گی ۔

ڈوان ۔ تیرا ساتھ تو ایک شخص بھی نہیں دے گا ۔

جون ۔ وہ ساتھ دیں یا نہ دیں مڑ کر بھی میں پیچھے نہ دیکھونگی۔

ڈوان ۔ (جذبہ تہوّر اور بہادری کو قدر دانی کی نظر سے دیکھ کر اس کو شاباشی دیتا ہے) مرحبا۔ شاد باش۔ تجھ میں عالی ہمتی جانبازی کے خوب جوہر ہیں۔ اور جنگ کی لو لگی ہوئی ہے۔

جون ۔ (جھک کر) مقتدایان مذہب تو مجھے اللہ والی کہتے تھے کہ مجھے دین کی لو لگی ہے۔

ڈوان ۔ اللہ کی پناہ مجھے بھی یہ موذی شیطانی لڑائی تھوڑی بہت پسند ہے۔ مگر میری حالت دو بیویوں کے شوہر جیسی ہے کیا تو بھی دو شوہروں کی بیوی بنا چاہتی ہے۔

جون ۔ (حقیقت و راستی سے) میں بیاہ نہ رچاؤں گی۔ مجھے شوہر کی ضرورت نہیں ایک باشندہ "تورسس" نے عہدشکنی کا جھوٹا دعویٰ مجھ پر عدالت دار القضاء میں دائر کیا تھا۔ مگر میں نے اس سے شادی کے عہد و پیمان نہیں کئے تھے۔ میں سپاہی ہوں اور نہیں چاہتی کہ مجھے کوئی جنس لطیف سمجھے۔ میں عورتوں کی پوشاک نہیں پہنونگی۔ عورتوں کو جو نفیس چیزیں مرغوب و پسند ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ تو پیسوں کی پرستار اور دلبروں کی خریدار ہیں۔ مگر مجھے ہنگامہ برپا کرنے کا اور بڑی بڑی توپوں کو جانے اور چلانے کا ارمان ہے۔ تمہارے گولندازوں کو بھاری توپوں کا چلانا نہیں آتا۔ تم سب نے صرف یہی سمجھ رکھا ہے کہ ہیبت آواز اور

دھواں دھار فضا سے لڑائی فتح ہو سکتی ہے۔

ڈوان۔ (کندھے سکیڑ کر) یہ بالکل سچ ہے واقعی توپ خانہ بہت تکلیف دہ ہے۔

جون۔ جی ہاں۔ قلعہ کا مقابلہ تو سواروں سے ہو نہیں سکتا مگر فی الوقت ایسی توپوں کی ضرورت ہے جو لشکر کش اور قلعہ شکن ہوں۔

ڈوان۔ (طعنہ زنی کے ساتھ) فوج کے افسروں سے مقابلہ یا شرط باندھنا تجھے زیبا نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے افسروں کو صرف ایسے خطروں میں پڑنے کی اجازت ہے۔ تجھے یہ معلوم رہے کہ میں یہاں تجھے جو عزت دے رہا ہوں یہ ایک سپاہی کے لئے نہیں بلکہ ایک مقدس زاہدہ و عابدہ کے لئے ہے اگر ایسے ہی سپاہیوں سے کام چل سکتا ہے تو شیطان سے زیادہ مشہور جنگ جو میرے پاس موجود ہیں۔

جون۔ میں کوئی شیطان کی خالہ نہیں بلکہ خدا کی ایک ناچیز بندی ہوں۔ قوس نما آہنی تلوار "سنیٹ کیا تھرین" گرجا میں اللہ میاں نے میرے لئے محفوظ رکھی تھی وہاں سے یہ مجھے ہمدست ہوئی ہے۔ اس تلوار کو چلانا نہیں ہے۔ میرا سینہ کینہ سے پاک اور محبت سے لبریز ہے۔ میں سب سے آگے رہوں گی۔ تمہارے سپاہی میرا ساتھ دیں گے۔ مجھ سے تو اتنا ہی بن پڑے گا اور کسی طرح اس کو انجام دینا ہی ہوگا۔ تم کو مجھے اس سے باز رکھنا نہ چاہیئے۔

ڈوان - ہر چیز کے لئے ایک وقت ہے۔ اپنے پاہی سامنے کے قلعہ پر پل پر سے گزر کر حملہ آور ہو نہیں سکتے۔ البتہ عقب سے دھاوا ممکن ہے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب پانی کو عبور کیا جائے۔

جون - (لڑائی کے بھڑکتے ہوئے جوش سے) ناؤ کا بیڑا تیار کرو۔ اور بڑی بڑی توپین اس پر جاؤ اور سپاہیوں کو حکم دو کہ ندی پار کر آئیں۔

ڈوان - بیڑا او تیار اور سپاہی اس پر سوار ہیں اور وہ صرف حکم خدا کے منتظر ہیں۔

جون - اس سے آپ کا مطلب۔ خدا ان کی حرکت کا منتظر ہے۔ چونکہ حرکت میں برکت ہے۔

ڈوان - وہ ہوا کا رُخ اگر بدل دے چونکہ بیڑا نشیب کی طرف رکا ہوا ہے باد مخالف اور ناموافق سیلاب کی وجہ چلنے سے ساکت ہے۔ ہم کو ہوا کی سمت بدلنے تک انتظار کرنا پڑے گا۔ چلو دعا کرنے کلیسا کو چلیں۔

جون - نہیں۔ میں خدا کے گھر کو پسند کرتی ہوں۔ مگر انگریز عبادت سے مطیع نہوں گے۔ وہ تو صرف زدوکوب ہی سے راستے پر آتے ہیں جب تک ان کو شکست فاش نہ دیجئے میں گرجا نہ جاؤں گی۔

ڈوان - تجھے چلنا ہی پڑے گا۔ وہاں مجھے تجھ سے کچھ کام ہے

جون - کیا کام ہے۔

ڈوان ۔ ہوائے موافق کے لئے خدا سے التجا کرتا ہے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر۔ گڑگڑا کر بہت منت وسماجت کی اور دو لقریٔ شمعدانوں کی منت بھی چڑھائی تاہم میری بندگی منظور الٰہی نہیں ہوئی۔ تو ایک معصوم قبول صورت اللہ والی بچی ہے۔ تیری التجا ممکن ہے کہ قبولِ بارگاہ ہو جائے۔

جون ۔ ہاں بات تو سچی ہے۔ میں ضرور خدا کو پکاروں گی۔ اور وہ بھی دل سے اور ساتھ ہی ساتھ سنیٹ کیا تھرین سے التجا کروں گی کہ وہ خدائے پاک سے عرض کر کے ہوا کو موافق سمت پر چلائیں۔ چلو۔ چلو۔ گرجا کا راستہ بتلاؤ۔ جھٹ پٹ۔

اردلی ۔ (زور سے چھینکتا ہے جو نیک شگون ہے) اچھا۔

جون ۔ اے بچے۔ خدا تیری عمر دراز کرے ——— ڈوان چلو۔ اب ہوا ہو (دونوں جاتے ہیں اردلی بھی ساتھ چلنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ڈھال و نیزہ لینے کے لئے بڑھتا ہے تو نیزہ کی جھنڈیاں مشرق کی جانب فراٹے بھرتی ہوئیں دکھائی دیتی ہیں)

اردلی ۔ (سپر کو نیچے ڈال کر سراسیمگی سے) صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔

ڈوان ۔ (دوڑتے ہوئے واپس آتا ہے۔) کیا ہے۔ بو تیمار۔ ماہی خوار (ندی کی طرف بہ نظر اشتیاق دیکھتا ہے۔)

جون ۔ (اس کے قریب جاکر) کون ! بوتیمار کہاں ہے ۔

اردلی ۔ نہیں۔ نہیں۔ باد موافق ۔ باد موافق ۔ (نیزے کی جھنڈیوں کی طرف انگلی بتاکر) اسی وجہ سے چھینک آئی تھی ۔

ڈوان ۔ (جھنڈیوں کی طرف دیکھکر) ہوا بدل گئی ۔ تقدیر پلٹ گئی (صلیب کی نشانی کر کے) خدا کی تجلی آشکار ہو گئی ۔ (گھٹنوں پر گر کر عصائے عساکر جون کے خدمت میں پیش کرتا ہے) اب تم ہو عساکر شاہی کی سپہ سالار ۔ اور میں ہوں آپ کا مطیع و منقاد ۔

اردلی ۔ (دریا کے نشیب کی طرف نظر کر کے) کشتیاں بہ نظیمی دیکھو کس طرح سر سراہٹ سے پانی کاٹ رہی ہیں ۔ اور ادھر آ رہی ہیں ۔

ڈوان ۔ (ایستادہ ہوکر) اب ان قلعوں کو دیکھ لیا جائے گا تو نے مجھے پوچھا تھا کہ تیرا ساتھ دینے کی جوانمردی مجھ میں ہے یا نہیں اب وقت آیا ہے پیشوائی کر کے ہمت دکھا ۔

جون ۔ (بے اختیار آنسوؤں کی جھڑی کے ساتھ ہم کنار ہو کر پیشانی پر تعظیمی بوسہ دے کر) ڈوان ۔ میدان جنگ میں میرا بہادر اور ہم سا نہ اب میری مدد کر۔ آنسوؤں کی وجہ مجھے دکھائی نہیں دیتا ۔ میرے قدموں کو سیڑھی پر برابر جماکر کہدینا کہ جون اب اوپر چڑھ جا ۔

ڈوان ۔ آنسوؤں کی اب پروا نہ کر ضرب توپ کے لئے سینہ سپر ہو ۔

جون ۔ (جوش ہمت سے) ہاں ویسا ہی ہوگا۔

ڈوان ۔ (ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیجاتا ہے) خدا کے نام کے لئے ۔ اور سینٹ ڈینس کے نام کے لئے۔

ارذلی ۔ (زور سے) دوشیزہ ۔ حمیدہ ۔ خدا کی دولت مرحبا۔ سپر اور نیزے کو اٹھا کر ان کے پیچھے گرم جوشی سے دوڑتا ہے۔)

چوتھا ایکٹ

چوتھا سین

منظر ۔ ملک فرانس میں انگریزوں کی چھاؤنی
زمانہ ۔ گزشتہ ایکٹ سے تھوڑے عرصہ بعد
انگریزوں کی چھاؤنی کے ایک خیمہ میں ایک کوتاہ گردن
چیاپلین خادم دین معمر (۵۰) سال میز کے رو برو
تپائی پر بیٹھ کر انشاء پردازی میں منہمک ہے ۔ اور
اسی میز کی دوسری جانب ایک امیر الامرا معمر (۴۶)
ایک نفیس کرسی پر بیٹھ کر تصویر مرقع و دیگر رنگ برنگ
مناظرے منور حسن و جمال سے بھری ہوئی کتاب دیکھکر

دل ہی دل میں مگن ہو رہا ہے چیپلین صاحب اپنی قہر آلود حالت کو پوشیدہ کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ امیر کے جانبِ چپ ایک تپائی جس کی نشست گاہ چرمی تھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اور رینز امیر کے جانب راست رکھا ہوا ہے۔

امیر ۔ واقعی اس کو حقیقی صناعی کہا جا سکتا ہے۔ اور ایک اعلیٰ قسم کی قابل تحسین بیش بہا منقش کتاب جس کے حاشیہ رنگین نقش و نگار سے پٹے ہوئے ہیں جس میں بکثرت خوش وضع وگلرنگ تصاویر انتہائی موزونیت سے چسپاں کئے گئے ہوں۔ صفحہ ہستی میں اس سے بہتر وخوب تر کوئی شئے نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ موجودہ حرکتِ فلکی اسقدر ناقص ہے کہ لوگ خوبصورت کتاب کے خوش نما و دلچسپ رنگین تصاویر دیکھنے کے بجائے پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر کتابیں پڑھنے کے لئے ہیں تو ہر روز بہت سے نوشتہ جات کو آپ کے خامہ بہار آفریں کے خط بے حسن و بے نزاکتی سے تازگی بخشی جاتی ہے جس سے ایک بہت موٹی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

چیپلین ۔ محترم امیر۔ مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حالت موجودہ کی رفتار کی حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں اور اس کو نہایت ہی خوش حالی اور آسودہ نظری سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

امیر ۔ (بے پروائی و خود بینی سے) کس کی کانٹ چھانٹ ہوئی ہے اور کونسی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔

چیپلین ۔ بات یہ ہے کہ اپنے انگریزوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی ہے۔

امیر ۔ ہاں ایسا تو ہوا ہی کرتا ہے۔ کیا ہمیشہ غنیم ہی کو شکست ہونی چاہیئے؟ البتہ ایسے خارج از امکان واقعات رنگین افسانوں و نظرافروز داستانوں ہی میں پائے جاتے ہیں۔

چیپلین ۔ آئے دن ۔ لگاتار۔ شکست پر شکست اٹھائی جا رہی ہے سب سے پہلے "اورلیان" میں۔

امیر ۔ (کلمہ تحقیر کے ساتھ) واہ رے واہ۔ شہر "اورلیان"

چیپلین ۔ آپ کیا فرمائیں گے اس سے میں واقف ہوں۔ اس میں تو صریح جادو۔ ٹونہ۔ سحر و منتر پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ اپنی فوج کو ہر روز ہار پر ہار ہو رہی ہے۔ جاگردوں۔ میونگ ویوزینسی۔ کے میدان جنگ میں اورلیان کی جیسی زک وخفت اٹھانی پڑی اور اس مہلک معرکہ آوری میدان "پٹے" میں سرجیون ٹال بٹ اسیر جنگ ہوئے ہیں (روتی صورت بنا کر قلم خار پھینک دیتا ہے) مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ ناقابل برداشت رنج و محن میں مبتلا ہوں۔ میرے محترم اپنے برادران وطن غیر ملکیوں اور بیگانوں سے جو مار کھا رہے ہیں اور پے در پے شکست اٹھا رہے ہیں یہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔

سہا نہیں جاتا۔!!

امیر۔ تو کیا آپ انگریز ہیں؟

چیپلین۔ یقیناً۔ میں ایک پاک نژاد شریف النفس انسان ہوں۔ جس طرح آپ کی جائے پیدائش انگلینڈ ہے ویسے ہی کچھ فرق کے ساتھ میرا مولد بھی انگلینڈ ہی ہے۔

امیر۔ کیا وہاں کی خاک پاک سے آپ کو کوئی تعلق ہے۔

چیپلین۔ مجھ سے دل لگی میں تو آپ کو مزہ آتا ہوگا۔ آپ بڑے آدمی ہیں۔ اس وجہ سے ہنسی مذاق کرنے کا آپ کو پیدائشی حق ہے۔ مگر آپ کو معلوم رہے زمین کے ساتھ میرا تعلق کسی دہقانی کاشت کار کے مانند گھٹیا نہیں ہے۔ تاہم حب الوطنی کے جوش سے سرشار ہوں (مزید جولانی سے) مجھے وطن سے بیحد محبت ہے۔ اور یوں کہنے میں مجھے کسی قسم کی شرم و عار نہیں ہے۔ (خشم گیں ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے) میں جناب کو صاف صاف کہدیتا ہوں کہ اگر جنگ کی یہی حالت رہی تو میں عبائے مذہبی کو چاہ سیاہ میں پھینک کر ہتیار بند ہو کر اس ڈائن ساحرہ و چڑیل کا گلا اِن ہاتھوں سے گھونٹ دونگا۔

امیر۔ (خندہ زن ہو کر) ہاں یوں تو آپ کر سکیں گے۔ پادری صاحب مگر یہ اس صورت میں جب کوئی مجرب علاج اسکو رفع دفع کرنے کا ہمدست نہ ہو تو ایسی صورت میں خوشی سے آپ یہ طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ مگر بالفعل اس کی

ضرورت نہیں اور نہ اس کی حاجت ہے۔ (چیپلین رنجیدہ خاطر ہوکر بیٹھ جاتا ہے۔)

امیر ۔ (نہایت لاپروائی سے) اس بداصل ڈائن وبدطینت چڑیل سے بھی مطلق نہیں گھبراتا۔ اور نہ اس کی مجھے پروا ہے کیونکہ میں نے مقامات مقدسہ کی زیارت کی ہے۔ اور وہ تبرک مقدس ارواح اپنی پاک باطنی کی بدولت مجھے اس دہقانی ساحرہ کے ہاتھوں ذلیل ورسوا ہونے نہ دینگے مگر "ڈوان" پر ستار زادہ اور لیان بہت سخت جان ہے اس کو سرنگوں کرنا یہ کارے دارد "کا مصداق ہے۔ اور اس نے بھی مقامات تبرک کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے۔ اس وجہ ہم دونوں مذہبی عقیدہ میں ہم پلہ ہیں۔

چیپلین ۔ اس کی حالت جیسی کچھ ہو تاہم وہ ایک فرانیسی ہے۔

امیر ۔ فرانیسی کہلانا یہ آپ نے کہاں سے سیکھا۔ جس طرح اپنے ہم وطنی ایک دوسرے کو انگلش ہی کہا کرتے ہیں۔ کیا یہ سب برگنڈیاں برٹینو۔ پیکارڈو۔ گیاسکو۔ اپنے کو فرانیسی کہتے ہیں۔ قتل وقتال میں بھی ایک نئی جدت پیدا کیجا رہی ہے۔ انھوں نے جزیرہ انگلینڈ وملک فرانس کو اپنا وطن کہنا شروع کیا ہے۔ اور اس کو اپنی ملکیت تصور کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ کا اور میرا کیا حشر ہوگا؟

چیپلین ۔ کیوں جناب اس میں کیا ہرج ہے۔ اس میں کیا نقصان ہے

امیــــــر - ایک شخص دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ ہوا
چل گئی تو پھر جاگیرداروں کی حکومت اور چرچ کی فضیلت
کا خدا ہی حافظ ہے اور پھر ہماری تمہاری سلامتی کی
خیر نہیں۔

چیپلین - اے میرے محترم امیر! میں چرچ کا ایک ادنے فرمانبردار
و وفادار خادم ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اسٹونگبر کی سرداری
جو ملک معظم "ولیم اولے" نے میرے جد امجد کو بخشی تھی
اِس سرداری میں اور میرے درمیان صرف (۶) پشت کا
واسطہ ہے۔ اس وجہ سے کیا انگریزوں کو ایک فرانسیسی
پرستار زادہ اور ایک گنواری بے تمیز ڈائن پسپا کر رہی ہے
یہ مجھ سے طمانینت کے ساتھ دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ میں
اس کو برداشت کر سکتا ہوں۔

امیــــــر - صاحب ذرا ٹھہرئیے۔ رفتہ رفتہ ہم اس چڑیل کو آگ میں
جھونک دیں گے۔ اور اس پرستار زادہ کو ہزیمت کا
مزہ چکھا دیں گے۔ اور خود بخود جملہ حالات اپنی اصلیت پر
عود کر آئیں گے۔ اِس بدبخت مکارہ ڈائن کو نوالہ آتش
کرنے کی رسم ادا کرنے کے لئے میں بووے کے بشپ و
امام کا انتظار کر رہا ہوں جس کو دوشیزہ کے ہمراہیوں
نے اپنی حکومت و مذہبی خدمات سے معذول و برطرف
کر دیا ہے۔

چیپلین - مگر سب سے پہلے تو اس کو گرفتار کرنا ہوگا؟

امیر ۔ یا اس کو خریدنا ہوگا۔ میں اس کی گرفتاری کے لئے ایک معقول و خاطر خواہ اِنعام کا اِشتہار شائع کرونگا۔ جو ایک شاہ کے فدیہ کے لئے کافی تصور کیا جاسکے۔

چیپلین ۔ ایک بادشاہ کی نظربندی کے لئے جس قدر اِنعام دیا جاسکتا ہے تو کیا یہ پھوہڑ دنا شائستہ چھوکری اس کے لائق ہے؟

امیر ۔ اِس مقصد کو بر لانے کے لئے تھوڑی سی کشادہ دلی کی ضرورت ہے۔ چونکہ چارلس کے چند بدخواہ نعرے جو پیٹ کے کتے ہیں اس کو برگنڈیوں کے ہاتھ فروخت کریں گے۔ اور برگنڈیوں سے ہم اسے خریدیں گے۔ اور یہ سودا پٹانے میں (۳ یا ۴) دلال بھی شریک ہوں گے ان کو بھی کچھ حصہ اس خرید و فروخت میں ملنے کی تمنا رہے گی۔

چیپلین ۔ یہ ایک بڑا وحشت ناک کام ہے۔ مگر یہ سب نجس و ذلیل کرتوت لچے و شہدے یہودیوں کے ہیں۔ جتنے بار پیسہ اپنا گھر چھوڑے اتنے مواقعہ پر ان بدذاتوں کا ہاتھ اس میں رہا کرتا ہے۔ اگر میری چلے تو عیسائیوں کی مملکت میں ایک یہودی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں۔

امیر ۔ کیوں نہیں۔ عبرانی کبھی مفت میں پیسہ نہیں لیتے یہ لوگ پوری رقم حاصل کرنے میں بیحد مشاق ہیں مگر مال بھی گھر بیٹھے پورا پہونچا دینے میں شہرہ آفاق ہیں مگر میرے تجربہ میں کسی چیز کو مفت حاصل کرنے کی آرزو بیشک عموماً عیسائیوں

کو ہی رہا کرتی ہے۔ (ایک چوبدار حاضر ہوتا ہے)۔

چوبدار۔ بودے کے بشب۔ دین پناہ۔ توشون تشریف لا رہے ہیں
(بشب توشون معمر (۶۰) سال تشریف لا رہے ہیں دونوں انگریز
تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں چوبدار باہر چلا جاتا ہے)

امیر۔ (ظاہری تعظیم و تکریم سے) تشریف ارزانی فرمائیے میرے
پیر و مرشد۔ واللہ قدر نے جو رونق افزائی کی زحمت فرمائی
ہے باعث تشکر ہے (سر کو تعظیماً خم کر کے) میں خود اپنا
تعارف جناب عالی سے کرا رہا ہوں۔ آپ کی خدمت
فیضدرجت میں رچرڈ۔ ڈ۔ بوشمپ۔ امیر واریق حاضر ہے۔

توشون۔ جناب کی تعریف و شہرت سے میں بخوبی واقف
ہوں۔

امیر واریق۔ مقدس مآب سے میں محترم جہیون۔ ڈ۔ اسٹونگبر کے
تعارف کرانے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

چیپلین۔ (چرب زبانی سے) جہیون۔ بائیر اسپنسر نیول ڈی اسٹونگبر
آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ میں علم معرفت کا ماہر اور
عالم الہیات ہوں اور ونچسٹر کے محترم و معظم تقدس مآب
کارڈنیل کے مہر خاص کی حفاظت کرنے کی عزت اور اسکی
نگرانی کا فخر مجھے حاصل ہے۔

امیر واریق۔ (محترم توشون سے) میرا یہ خیال ہے کہ آپ انگلینڈ کے
محترم بڑے مذہبی پیشوا سے واقف ہوں گے جو ساتھ ہی
ساتھ ہمارے ملک معظم کے چچا بھی ہیں۔

قو شو ن ۔ مشیر جہیون۔ ڈ۔ اسٹو نگبر۔ آپ مجھے تقدس مآب پیشوائے
دین کا سچا بہی خواہ سمجھیں (اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور
چیپلین اس ہاتھ کے انگشت شہادت پر جو تبرک انگشتری ہے
اس کو تعظیمی بوسہ دیتا ہے)

امیر وا ریق۔ میرے محترم پیر و مرشد برائے مہربانی جلوس فرمائے۔
(اپنی کرسی اٹھا کر سر میز رکھ دیتا ہے۔ اور قوشون شان و شکوہ
کے ساتھ اس پر بیٹھ جاتا ہے۔)

(امیر واریق۔ خالی پڑی ہوئی چرمی سہ پائی پر بیٹھ جاتا ہے۔)
(چیپلین اپنی نشست کی طرف جا رہا ہے۔ امیر واریق تقدس مآب
بشب کا احترام کر کے ان کی حرمت کے لحاظ سے اونچی
جگہ دے کر اپنی جگہ لیتا ہے۔ لیکن قیل و قال میں خود کو
خاص اہمیت دے کر فوقیت سے گفت و شنید شروع کرتا
ہے۔ طرز گفتگو مہذب و شریفانہ و آزادانہ ہے۔ اور
گفتار کا لہجہ کس قدر برتری لیا ہوا ہے اور ایسا دکھائی دے
رہا ہے کہ کسی اہم مسلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا
چاہتا ہے)۔

امیر و اریق۔ میرے محترم لارڈ بشب۔ اس وقت ہمارے ستارے
عروج پر ہیں کہ تقدس مآب کا شرف نیاز نصیب ہوا۔
چارلس کے تخت نشینی کا جلوس ریمز کے کلیسا میں اس
لارین کے دوشیزہ کے ہاتھوں سرانجام پانے والا ہے۔
میں جناب کو دہوکے میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ جھوٹی اُمید

دلانا چاہتا ہوں اس تخت نشینی کی رسم روکنے سے ہم اپنے
آپ کو بالکل عاجز و معذور پاتے ہیں۔ الغرض مجھے اس کو
تسلیم کرنے سے انکار نہ ہوگا کہ اس رسم کی انجام دہی کے
بعد پارس کی موجودہ حالت میں نمایاں تغیر ہوکر بالکل
سدھر جائے گی۔

قوشون۔ دریں چہ شک۔ دوشیزہ کا یہ ایک عظیم الشان و نمایاں
کارنامہ ہے۔

پ جیپلین۔ (حیرانی سے) اب تک ہم کو کھلی شکست فاش نہیں دی گئی۔

تقدس مآب۔ انگریز کبھی بھی راست ہرائے نہیں جا سکتے۔ (چیں بہ
جبیں ہوکر غصہ تھوک دیتا ہے)۔

امیر واریق۔ یہ صاحب اس خیال میں مبتلا ہیں کہ یہ دوشیزہ کوئی
چڑیل و ساحرہ ہے۔ اور تقدس مآب کو اس کی نسبت
شرعی فتویٰ صادر فرمانا چاہیئے کہ یہ چڑیل در اصل
ساحرہ ہے اور اس کی تحقیقات عدالت دارالقضا میں
ہوکر یہ زندہ آگ میں جلانے کے قابل ہے۔

قوشون۔ البتہ جب یہ خلاف ورزی امور مذہبی میں گرفتار ہو تب
ہی ایسا ہو سکتا ہے۔

امیر واریق۔ (حسب منشاء نتیجہ نکل رہا ہے تصور کرکے) جی ہاں برابر
اب میرا گمان غالب ہے کہ یہ ڈائن ہی ہو۔

پ جیپلین۔ (یکایک) بالکل سچ۔ اس کے چڑیل ہونے میں مطلق شک
نہیں۔ اگر کچھ شائبۂ شک بھی ہو تو اس کو دور کر دیجئے۔

امیر و اریق۔ (قطع کلامی کی وجہ سے چوکھا ہم تقدس آب سے مشورہ کر کے صاحب ممدوح کی رائے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

تو شون ۔ اِس اہم مسئلہ پر اپنی ذاتی رائے کے ساتھ ہی ساتھ عدالت فرنچ کے فیصلہ کا جو ہمارے مقابل تعصب سے مملو اور بلا سماعت و تحقیقات ہوگا اس کا خیال بھی رکھنا پڑے گا۔

امیر و اریق۔ (ہمت سے) کیا عدالت کیتھولک کے آزاد و بے تعصب تصفیہ کے نسبت کوئی سوال پیدا ہو سکتا ہے؟ تقدس آب۔

تو شون ۔ عدالت کیتھولک کے الہامی فیصلہ جات جس قدر بھی بے تعصب و بے لوث اور واجب التعمیل ہوں پھر بھی کرسی نشینان عدالت اِنسانی حیثیتوں سے معصوم نہیں۔ " الانسان مرکب من الخطاء و النسیان " کے تحت اتفاق سے ارکان عدالت فرانسیسی ہوں اور ایسا ہونا موجودہ رفتار سے قرین قیاس بھی ہے۔ لشکرِ انگریزی نے فرنچ لشکر سے جو شکست اٹھائی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ اس نازک ہاتھ کے تحت ڈائن و چڑیل کی چوٹ کام کر رہی ہے۔ ممکن نہیں ہے۔

چیپلین ۔ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ تقدس آب لارین کی ایک معمولی دیہاتی میلی کچیلی فاجرہ۔ بدراہ چھوکری مشہور و معروف سرجیون ٹالبٹ جیسے سپہ سالار کو شکست دے کر گرفتار کرے تو پھر بھی اس کے چڑیل ہونے میں کوئی شک و گمان ہے؟

قوشون ۔ ہم سب اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ سرجیون ٹال بٹ ایک نامی گرامی جنگ آزمودہ اور بہادر مرد میدان ہے. مگر اسکے ایک نبرد آزما شہرۂ آفاق سپہ سالار ہونے کی نسبت مجھے شک ہے۔ اور اس شکست دینے کا سہرا جو اس لڑکی کے سر رکھا گیا ہے اس کے نسبت ہم میں سے اکثروں کا یہ خیال ہے کہ اس ہزیمت میں ڈوان سپہ سالار فرنچ کا بہت بڑا حصہ اور ہاتھ ہے اور یہ قرین عقل و قیاس ہے ۔

چیپلین ۔ (تنفر سے) تف ۔ تف ۔ کیا اوریان کا وہ پرستار زادہ۔

قوشون ۔ تم خود اپنے دماغ پر زور دو ۔

امیر واریق۔ (قطع کلام کر کے) جو آپ فرمانا چاہتے ہیں میں نے اس کو تاڑ لیا ۔ تقدس مآب ڈوان نے میدان موتاگرس میں مجھے واقعی شکست دی تھی ۔

قوشون ۔ (سر کو ذرا خم کر کے) اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوگا کہ مشہور ڈوان ایک نہایت ہی جرار ہوشیار اور قابل کار سپہ سالار ہے ۔

امیر واریق ۔ جناب تو مجسمہ اخلاق ہیں ۔ مجھے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے ۔ کہ ٹال بٹ محض ایک جنگجو شخص ہے ۔ اور میدان "پیٹے" میں جو گرفتار ہوا اس کا وہ ہر آئینہ سزاوار تھا۔

چیپلین ۔ (خجالت و ندامت سے) تقدس مآب میں بھی کچھ عرض

کرنا چاہتا ہوں کہ جنگ اوریان میں جب اس لونڈی کا
حلق ایک انگریز تیرانداز کے پیکان سے زخمی ہوا تب
وہ تکلیف و درد سے بچوں کی طرح بلبلا کر گریہ و زاری
کر رہی تھی یہ زخم نہایت ہی مہلک و کاری تھا باوجود اسکے
وہ تمام دن کارزار میں کھڑی رہ کر نبرد آزمائی کر رہی
تھی۔ اور ہمارے جری انگریزوں نے جب اس کے
حملے و دھاوے کو مار ہٹایا اس وقت ہاتھ میں علم ابیض
لئے ہوئے حصار قلعہ کے نزدیک اکیلی و تنہا گھس آئی
یہ تہورانہ سماں دیکھکر ہمارے سپاہیوں کی حالت ایسی
مفلوج ہو گئی کہ نہ بندوق چلا سکے اور نہ ہتیار کام میں
میں لا سکے۔ بدیں وجہ لشکر فرانس ہم پر بری طرح ٹوٹ پڑا
ہم کو پل پر سے بھگا دیا اور ساتھ ہی پل کو آگ لگ گئی
اور دفعتاً پل ٹوٹ گیا جس کے باعث بیچارے انگریزی
سپاہی دریا برد ہو کر لاتعداد تباہ و فنا ہو گئے۔ کیا اسمیں
بھی اس پرستار زادہ کی سپہ سالاری کا دخل ہے یا پل کو
جلا کر خاکستر کرنے والی دوزخی آگ کا۔ یا اس چڑیل کی
ضرب کا۔ جس کی وجہ اس قتل گاہ میں ایسا ہولناک منظر
دکھائی دیا کہ جہنم کے ساتویں طبقہ کے صدر آتش دان
میں ایک طوفان برپا ہوا ہے یہ جناب عالی کی توجہ کا
سخت محتاج ہے۔

امیر واریق ۔ تقدس مآب ۔ براہ مہربانی ۔ مسٹر جھیون کی شدت و

زشت کلامی کو معاف فرمایئے۔ مگر انھوں نے ہمارے دل کی بات جناب عالی پر صاف صاف ظاہر کر دی ہے بلا تردید ہم قبول کرتے ہیں کہ واقعی مشہور ڈوان ایک بہادر سپاہی منش سپہ سالار ہے۔ مگر اس چڑیل کے آنے کے پیشتر ان کی بہادری کے جوہر کہاں چھپے ہوئے تھے۔ کیا یہ غور طلب نہیں ہے؟

قوشون۔ اس لڑکی کی امداد میں بشریت کے خلاف غیر معمولی کمالات وخرق عادات ضرور شریک ہیں اور اس سے مجھے انکار نہیں۔ مگر آپ نے علم ابیض کی نسبت ابھی جو تذکرہ فرمایا تھا اس پر شیطان لعین یا اس کے بدکار شاگردوں کے نام نہ تھے۔ بلکہ حضرت عیسٰی السلام اور ان کی مقدس والدہ ماجدہ کے پاک نام تھے۔ تمہارا سپہ سالار جو دریا برد ہوا غالباً اس کا نام کلازڈہ تھا۔

امیرواریق۔ کلاس ڈیل۔ سرولیم کلاس ڈیل تھا۔

قوشون۔ ہاں ہاں کلاس ڈیل۔ مگر یہ کوئی نیک مرد وصاحب ولایت نہ تھا۔ اکثر کہا کرتے ہیں کہ اس نے اس دوشیزہ کی برائی وعیب جوئی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ اسی بدزبانی اور شرارت کی وجہ وہ ڈوب مرا۔

امیرواریق۔ (شرمندگی وخجالت سے) اس تمام گفتگو کا کیا ماحصل اس سے کیا اندازہ لگایا جائے؟ کیا اس دوشیزہ نے

جناب عالی کو بھی ہموار و ہمساز کر لیا ہے ؟

قوشون ۔ اگرچہ اس نے مجھے ہموار اور دمساز کر لیا ہے تاہم مجھ میں تھوڑی بہت عقل ضرور ہے ۔ تمہاری بے پر کی باتوں پر بھروسہ کر کے دام فریب میں پھنس نہیں سکتا ۔

امیر واریق ۔ (نفرت انگیز نظر سے) جی ہاں ۔ تقدس مآب ۔

قوشون ۔ اگر یہ دوشیزہ شیطان ازلی کے تابع اور اس کے زیر اثر ہے اور میرا بھی قیاس یہی ہے کہ وہ ضرور زیر سایہ ہے ۔

امیر واریق ۔ (کمر ہمت سے) آہ ۔ آپ نے سنا بشیر جھیون تقدس مآب ۔ ہم سے کنارہ کش ہو نہیں سکتے ۔ ہم کو چھوڑ نہیں سکتے ۔ قطع کلامی معاف فرمائیے مگر آپ کا قطعی خیال اس کے نسبت کیا ہے ۔

قوشون ۔ اگر آپ کا یہ یقین ہے کہ موذی ابلیس کو جس قدر طاقتور خیال کیا جا سکتا ہے اس سے بھی وہ زیادہ قوی ہیکل و شہ زور ۔ اور نہایت وسیع النظری سے کارفرما ہے ۔

امیر واریق ۔ یہ کیونکر ۔ ذرا کان دھر کر سنئے ۔ ہیو شیر جیھون ۔

قوشون ۔ کیا دشمن خدا مردود شیطان کو ایک ناقص العقل ناتراشیدہ معمولی دہقانی لڑکی کی روح کو برباد کرنا ہو تو ایسے ایک اُدنے کام کے لئے چھ سات معرکہ آرائیوں

میں کامیابی حاصل کرنے کی زحمت اٹھانے کی ضرورت ہے۔ بالکل نہیں۔ اگر یہ لڑکی بلا وقت کے ملعون ہو سکتی تھی تو شیطان کے بیہودہ شاگردان خورد میں سے ایک ہی بآسانی ایسا کر سکتا تھا۔ سیاہ کاروں کا سردار ایسے معمولی کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ جب اسے وار کرنا مقصود ہو تو اس کا نقطۂ نظر کیتھولک چرچ کی بربادی رہتی ہے۔ جو تمام عالم کا ایک اہم مذہب ہے۔ جب یہ تباہی و ویرانی پر کمر کستا ہے تو تمام دنیا کے انسانوں کے پاک قلوب کو غارت کر دیتا ہے۔ اس دہشت ناک سازش سے آدم خاکی کی حفاظت کرنے کے لئے چرچ کو ہمیشہ چوکنا و بیدار رہنا پڑتا ہے اور اگر یہ لڑکی اس کی شکار ہو چکی ہے تو ضرور اس اللہ ماری کی پاسبانی روحانی قوت سے کی جائے گی ضرور اس لڑکی کو القا ہوتا ہو گا مگر یہ شیطانی ہے۔

چیپلین ۔ میں نے پہلے ہی آپ سے عرض کیا تھا کہ وہ چڑیل ہے۔

قوشون ۔ نہیں وہ ڈائن نہیں ہے۔ بلکہ وہ بے دین ہے۔

چیپلین ۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔

قوشون ۔ تعجب یہ ہے کہ آپ پادری ہو کر ایسا مہمل و بیہودہ سوال دریافت کر رہے ہیں بعض اوقات انگریزوں کی عقل سلیم تحیر خیز ہو جاتی ہے تمہاری فراست کام نہیں کرتی۔ یہ تمام پر اسرار و پوشیدہ باتیں جن کو تم جنتر منتر

جادو ٹونہ۔ جھاڑ پھونک۔ کہتے ہو اس کی تشریح و خلاصہ بادی النظر میں ممکن نہیں۔ اس دوشیزہ کے معجزات سے ایک بچہ بھی فریب کھا نہیں سکتا۔ اس کا لڑائیوں میں ظفریاب ہونا صرف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ تمہارا وہ بد زبان گستاخ بو العجب گلاس ڈیل اور وہ آوارہ و بوالہوس ٹال بٹ کی فہم و فراست سے یہ زیادہ عاقل تھی۔ اس کا اعتقاد خواہ غلط ہی کیوں نہو تاہم اس سے جو جوش و خروش پیدا ہوتا ہے وہ غیظ وغضب سے پیدا کی ہوئی ہمت کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہے۔

چیپلین ۔ (یہ سنکر انتہائی حیرت سے) کیا آپ سر جہون ٹال بٹ جو آئیرلینڈ کے تین دفعہ گورنر رہ چکے تھے۔ اسکا مقابلہ اس اوباش و آوارہ کے ساتھ فرما رہے ہیں۔

ایمر و اریق ۔ میوشر جہیون۔ آپ کا اس طرح ایک دوسرے کے فضیلت کے لئے تکرار کرنا مناسب نہیں ہے۔ چونکہ خطابات شاہی سے آپ کا تعلق چھ پشت بعد ہے۔ مگر ارل کے لقب سے میں سرفراز ہوں۔ اور ٹال بٹ صرف ایک نائیٹ ہے۔ اس وجہ سے ترجیح کو منظور رکھتا ہوں۔ (بشپ سے) تقدس مآب اب میں جنتر و منتر کی بحث آپ ہی پر چھوڑ دیتا ہوں مگر اس لڑکی کو جلائے بغیر چارہ نہیں۔

قوشون ۔ میں اس کو آگ میں جھونک نہیں سکتا۔ چرچ کسی کو بلا وجہ معقول زندہ درگور کر نہیں سکتا۔ اور یہہ میرا مذہبی فرض ہے کہ اس لڑکی کو گمراہی سے نجات دلاؤں۔ اور راہ راست پر لاؤں۔

امیر واریق۔ جناب کا ارشاد بجا ہے۔ مگر بعض وقت آپنے بھی زندہ انسانوں کو آگ میں جھونک دیا ہے۔

قوشون۔ نہیں ایسا نہیں۔ صرف حیات مستعار میں ایسے کٹر ملحد اور دین سے منحرف بد انسان جو خشک شاخ کے مانند قابل قطع برید ہو ایسے بے دین کو دنیوی حکومت کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسی صورت میں حاکم جو کچھ کہ سزا نافذ کرے اس سے چرچ کو قطعی واسطہ نہیں ہے۔

امیر واریق۔ بالکل بجا۔ تقدس مآب۔ اس کار برآری کے لئے دنیوی حکمرانی میرے ہاتھ ہے۔ آپ اس درخت کی ناقص و سوکھی ٹہنی کو میرے سپرد فرما دیجئے۔ اور پھر آگ تیار رہے اس سے میں نپٹ لونگا۔ چرچ کی نسبت اگر آپ اطمینان دلائیں گے تو بجانب حکومت میں آپ کو دلخواہ طمانیت دلا سکتا ہوں۔

قوشون۔ (دل ہی میں غصہ کو سما کر) میں ایسی طمانیت دلا نہیں سکتا۔ آپ سب سرداروں نے یہ غلط سمجھ رکھا ہے کہ چرچ محض تمہارے حکومت کی سہولت کے لئے ایک ذریعہ ہے۔

امیر واریق۔ (راضی رکھنے کے لئے ہنستے ہنستے) ہمارے یہاں انگلستان

میں بھی ایسا نہیں ہے۔ میں تقدس آب کو اطمینان دلاتا ہوں۔

توشون۔ دوسرے حکومتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ یہ طریقہ انگلینڈ میں رائج ہے۔ میرے خدا کے دربار میں اس دہقانی لڑکی کی جان اور تمہاری و تمہارے بادشاہ کی جان یکساں ہے۔ اور اس کی روح کو بچانا و نجات دلانا میرا فرض اولین ہے۔ آپ میرے روبرو خندہ زن ہیں اور اس ہنسی سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ میں بے معنے و مہمل الفاظ زبان سے نکال رہا ہوں۔ مگر آپ اس کج فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ لڑکی آپ کے سپرد کردی جائے گی۔ اس کو نہ میں برداشت کر سکتا ہوں اور نہ خاموشی سے دیکھ سکتا ہوں میں حکومت کا نوکر و صدر الصدور نہیں ہوں۔ جس قدر ذاتی عزت کا خیال آپ کو ہے اس سے بڑھکر میرے پاک مذہب کے لئے مجھے بھی ہے۔ تھوڑی بھی توقع ہو جس سے یہ اللہ کی بندی نجات پاسکے تو میں لازماً اس کو راہ نجات پر لائے بغیر نہیں رہونگا۔

چیپلین۔ (برفروختہ ہو کر بے تابی سے) تم بے وفا ہو۔ دغاباز ہو۔

توشون۔ (کھڑے ہو کر) اے بے حیا پادری تو مجسم دروغ ہے۔ دوشیزہ ہمارے مقدس مذہب کی حرمت و عظمت بڑہانے کے لئے کمربستہ ہے۔ اگر اسی راستہ پر تو بھی گامزن ہوتا تو کیا اس کی طرح تیری بھی جگہ جہنم کے آتش دان میں

ہوتی ؟۔

چیپلین ۔ (خوف زدہ ہوکر) تقدس مآب ۔ مجھ سے کچھ ضرور گستاخی آپکی شان میں ہوگئی ہے ۔جس کا مجھے افسوس ہے ۔ (نادم ہوکر بیٹھ جاتا ہے)۔

ایمرواریق ۔ (اب کیا ہوگا اس تردد میں کھڑے ہوکر) میرے تقدس مآب جہیون ڈ ۔ اسٹائینگبر پادری نے جو ناشائستہ الفاظ بلا غور کے آپ کی شان میں استعمال کئے ہیں اس کی نسبت میں عفوِ تقصیر کا خواہاں ہوں ۔ مگر انگلستان میں ان الفاظ کے وہ معنے نہیں ہوتے جو یہاں اخذ کئے جاتے ہیں ۔ آپ کی زبان میں "بے وفا" کے معنے دغاباز "بے ایمان" و "نمک حرام" کے ہوتے ہیں مگر ہمارے ملک میں بے وفا کے معنے صرف اپنے وطن کے جملہ امور سے بے خبری اور خیر خواہی و بھلائی و ہمدردی میں کمی کے لئے جاتے ہیں۔

قوشون ۔ افسوس ہے کہ میں اس کے معنے سمجھ نہ سکا (بردباری کے ساتھ خاموش ہوکر بیٹھ جاتا ہے۔)

ایمرواریق ۔ (جھگڑے کا اندیشہ دور ہو جانے سے اطمینان کی سانس لے کر) اس معصوم دوشیزہ کو نوالہ آتش کرنے کی حقیقت اب تک ایک سہل اور حقیر معاملہ تصور کر کے والا قدر کو جو زحمت دی گئی اور اصرار کیا گیا اس کی معافی چاہتا ہوں مگر بہت سے شہروں کو دوران جنگ میں آتش افروز بم سے جلا کر خاکستر کیا جاتا ہے اور اس کو ایک فوجی دستور

وضابطہ تسلیم کر لیا گیا ہے تو ایسی صورت میں بے مہری و تنگدلی
اختیار کئے بغیر چھٹکارا نہیں ہے۔ ورنہ ایسے دلخراش
بھیانک وہیبت ناک مناظر دیکھکر انسان دیوانہ ہو جائے گا
میں اس کو حقیقی فرائض کی بجا آوری تصور کرتا ہوں آپ
تو بڑے مدبر و اللہ والے ہیں۔ بہت سے بے دین کفار کو
آگ میں جلتے ہوئے منصب کی بجا آوری کے تحت دیکھنے
کے مواقع آپ کو حاصل ہوئے ہوں گے۔ اگر ان دلخراش
ودل آزار واقعات کو فرائض کی انجام دہی کے مد نظر
دیکھے نہ جائیں تو بہت تکلیف دہ ثابت ہوں گے۔

قوشون۔ واقعی یہ ایک ضرور درد انگیز وجان لیوا فرض ہے۔ اور
حسب رائے آپ کے یہ منظر نہایت تکلیف دہ ہے۔ تاہم
کافرانہ و بے باکانہ حرکات کے مقابلہ میں یہ مصائب غیر وقیع
ہیں۔ میں اس چھوکری کے نحیف جسم کا خیال نہیں کر رہا ہوں
اسپر تو اذیت تھوڑے ہی لمحہ تک پڑے گی اور کبھی نہ کبھی
تھوڑی بہت جان کندنی کے ساتھ اس کی جان پرواز ہو جائیگی
مگر مجھے جو خیال رہ رہ کر ستا رہا ہے وہ اس کی پاک روح
ہے۔ اس روح کو دائمی عذاب میں مبتلا ہو کر جو غم والم وسختی
اٹھانی پڑیگی وہ بے حد روح فرسا ہے۔

امیر واریق۔ بجا ہے۔ میرے آقا و رہبر دین۔ خدا کرے کہ اس کی روح
نجات پائے مگر اس وقت درحقیقت یہ سوال پیدا ہو رہا ہے
کہ خاکی جسم کو فنا ہونے سے نہ بچایا جائے تو اس کی جان

کس طرح بچ سکتی ہے۔ اِس امر کو صاف طور پر تسلیم کئے بغیر
چارہ نہیں۔ اگر دوشیزہ کے خیالات باطل کو پھیلنے کا موقع
دیا جائے تو ہماری علت مادیت و اغراض دنیوی نیست
و نابود و ملیامیٹ ہو جائیں گے۔

چیپلین ۔ (روتی صورت بنا کر) میں ایک بات کہنے کی اجازت
چاہتا ہوں۔

ایسرو ایق ۔ ہاں شیر جھیون ۔ ضرور۔ اگر آپ اپنی زبان پر قابو رکھنے
سے مجبور رہیں تو گفتگو سے خاموشی بہتر ہے۔

چیپلن ۔ میں صرف ایک ہی بات کہنا چاہتا ہوں اس میں اگر کوئی
غلطی ہو تو آپ ٹوکنے کے مجاز ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا
ہوں کہ یہ لڑکی بڑی فریبی ہے۔ مذہبی ڈھونگ پھیلا رکھا ہے
اس کی طہارت و عبادت کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ اگر یہ
کلیسا کی سچی زاہدہ لڑکی ہے۔ اور آداب مذہبی و احکام شرعی
کی پوری پابندی کر رہی ہے۔ تو پھر اس پر کافری و بے دینی
کا الزام کیونکر عاید کیا جا سکتا ہے؟

تو شون ۔ (غضبناک ہو کر) کلیسا کی کیا سچی زاہدہ لڑکی۔ اس لڑکی
نے جو دعویٰ کیا ہے ایسا دعویٰ پاپائے روم و پیشوائے
عالم نے باوجود رومن کیتھولک فرقہ کے سب سے بڑے
پادری ہونے کے کبھی کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ یہ خود منبر
چرچ بن کر ایسا برتاؤ و عمل کر رہی ہے اور خدائی پیغام
لا کر چارلس کو سناتی ہے۔ چرچ کا اس میں کوئی دخل

ہی نہیں ریمز کے گرجا میں چارلس کے سر پر خود اپنے ہاتھوں
سے تاج پہناتی ہے۔ اس میں بھی چرچ کی کوئی رسائی
نہیں اور خود اپنے قلم سے انگلستان کے ملک معظم کو
خط لکھتی ہے کہ خدائے برتر کا یہ فرمان ہے کہ تم اپنے جزیرے
کو معاودت کر جاؤ۔ اگر تعمیل سے گریز کرو گے تو اس کی
سزا میرے ہاتھ سے پاؤ گے۔ میں یہاں یہ کہے بغیر رہ نہیں
سکتا کہ ایسا ہی طریقہ ابتدا میں عیسائیوں کے خلاف داعی
اسلام نے اختیار کیا تھا۔ وہ جو کچھ کہ بکواس کرتی ہے اس میں
ایک لفظ بھی چرچ کی حرمت کا نہیں رہتا۔ جہاں دیکھو خود
اور خدائی کے سوا دوسری بات کا نام ہی نہیں۔

امیر واریق۔ اس سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ فقیرنی اور وہ بھی
گھوڑے پر چڑھی۔ اس کا دماغ پھر گیا ہے۔

قوشون۔ اس کا دماغ کس نے خراب کیا۔ ابلیس نے اور وہ بھی
عظیم الشان مقصد کے لئے یہ ایک مذہبی متعدی بیماری
ہے۔ جو اس کے ہم نشینوں کی جماعت میں سرایت کرتی
جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے مذہبی و اخلاقی فضا مسموم
ہے۔ ایک ہس نامی شخص جس کو بہ مقام کونسٹنس بارہ
یا تیرہ سال کے قبل آگ میں جلایا گیا تھا۔ اس نے تمام
قلمروئے بوہیمیا میں ایسی ہی لامذہبیت ــــــ کی بیماری
کو پھیلایا تھا اور دوسرا ویفلف نامی پادری جس نے انگلینڈ
میں اسی طرح لامذہبیت کو مشتہر کیا تھا مگر جائے تعجب ہے کہ

اس کو بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے ہوئے طبعی موت سے
مرنے کا موقع دیا گیا۔ جو تمہارے ضعف اعتقادی کا باعث
ہے۔ فرانس بھی ایسے سودائی انسانوں سے خالی نہیں ہے
اور میں ان سے واقف ہوں۔ یہ ایک ایسا مرض متعدی
ہے اگر اس کو جلد کانٹ چھانٹ کر آگ میں پھونک کر
خاکستر نہ کیا جائے۔ تب تک لامذہبی بے دینی۔ بے ایمانی
کے عذاب عظیم کا طوفان برپا کرنے سے یہ باز نہ رہیں گے
دین اسلام کے پیغمبر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُنے
عیسائیوں کے کلیسا کو بیت المقدس سے بدل دیا۔ اور مذہبی
ظفر مندی واعتقاد سے اس قدر تیزی سے آگے بڑھے
کہ فرانس کی سرحد پر دم لیا۔ اور درمیان میں صرف پیری
نیز کے سر بہ فلک کوہسار اور قدرتی سماء خوشگوار کے کچھ بھی
نہ تھا۔ ابتداء میں مقرب فرشتہ جبریل علیہ السلام خدائے تعالےٰ
کی طرف سے جو احکام رسولوں کو پہنچایا کرتے تھے۔ اس طرح
اس لڑکی کو "سنٹ کیا تھرین" "سنٹ مارگریٹ" اور
مقرب الٰہی میکائیل کا خدائی احکام پہنچانا کہا جاتا ہے۔
خدائے پاک سے التجا و عاجزی کرنے کی بجائے اب
اس لڑکی کی پرستش کرنے کا وقت آگیا ہے اگر شیطان
یعنی کسی معمولی دیہاتی مزدورنی یا دہقانی لڑکی کے
دل و دماغ میں تکبر غرور و رعونت بھر دے اور اسکی
وجہ اس کو زاہدہ وعابدہ کہا جائے اور یہ تسلیم بھی کرلیا جائے

اور چرچ کا علم الہیات علم نظر۔ علم الیقین۔ و مجلس علماء و عقلاءٔ
زمانہ۔ قابل تعظیم مقدس ہستیوں کو دور کر دیا جائے اور
ان کی عزت و حرمت دل سے نکال دی جائے تو اس
گنبد پارینہ کا کیا حشر ہوگا۔ اس خیال سے رونگھٹے کھڑے
ہو جاتے ہیں میں نے اپنی تمام عمر دین کی حفاظت میں صرف
کر ڈالی اس کے لئے مجاہدہ بھی کیا اور اب زندگی کے
آخری لمحہ تک مجاہد بن کر جان پر کھیل جاؤنگا۔ اس لڑکی
کے تمام خطائیں لایق درگزر رہیں۔ مگر خدائے پاک کی ناپاکی
کا گناہ عظیم لایق عفو و درگزر نہیں ہے۔ اور جب تک وہ
نادم ہو کر اور ناک گھسکر نہایت منت و سماجت کے ساتھ
گناہ کبیرہ سے توبہ نہ کرے اور اپنی روح کو چرچ کے حوالہ
نہ کرے اس وقت تک اس کا حشر ٹھیک نہیں۔ وہ میرے
ہاتھ آجائے گی تو میں اس کا ٹھکانہ بیشک جلتی ہوئی آگ
ہی میں کر دوں گا۔

امیر واریق۔ (بلا کسی اثر کے) آپ کے لئے واقعی یہ رنج دہ ہے۔ اور
ایسا ہونا قدرتی و فطرتی ہے۔

قوشون۔ کیا یہ آپ کے لئے تکلیف دہ نہیں ہے۔

امیر واریق۔ میں ایک سپاہی ہوں۔ چرچ کے امور پر عبور نہیں ہے۔ مسلمانوں
کے جہاد کا مجھے تجربہ ہے جس طرح باور کرایا گیا تھا ویسا انکو
میں نے نہیں پایا اور چند امور میں ان کا برتاؤ و رسم و رواج
ہمارے مقابلہ میں بدرجہا بہتر پایا۔

توشون ۔ (ناپسندیدہ طریقہ سے) مجھے بہت عرصہ سے معلوم ہے کہ عیسائی مذہب کی حفاظت کے لئے جب آپ لوگ بجانب مشرق گامزن ہوئے تھے ۔ تو اس وقت مذہب کی حفاظت کے بجائے خود محتاج حفاظت ہو جاتے ہیں اور اگر اتفاق سے بچکر واپس آجاتے ہیں تو تقریباً نصف مسلمان بن جاتے ہیں اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ انگریز پیدائش ہی سے تھوڑے بہت بد اعتقاد واقع ہوئے ہیں ۔

چیپلین ۔ انگریز ۔ بد اعتقاد ۔ (امیر واریق سے طالب تائید ہوتے ہوئے) ۔ جناب عالی کیا ان الفاظ کو ہم برداشت کرلیں ممکن ہے کہ پیشوائے دین نے عجلت میں ایسا کہدیا ہو انگریز کس طرح بدعقیدہ ہو سکتے ہیں یہ تو ایک متناقص و بالکل برعکس واقعہ ۔

توشون ۔ تم اپنی بے خبری و گمراہی و نادانی کیوجہ سے لایق درگذر ہو ۔ تمہارے ملک کی فضا مذہب کے لئے ناموزوں ہے اور وہاں عالم الہیات پیدا نہیں ہو سکتے ۔ قحط الرجال ہے ۔

امیر واریق ۔ اگر آپ کو ہمارے مذہبی جہاد کی تھوڑی بہت واقفیت ہوتی تو آپ ایسا نہ فرماتے ۔ صلیبی محاربات کے تجربہ کے بنا پر میں عرض کر سکتا ہوں کہ مسلمانوں کے یہاں حضرت "عیسیٰ" کے لئے حرمت و عزت ہے ۔ اس بنا پر اگر مجھے بے دین و بے عقل تصور کرتے ہیں تو میں مجبور و معذور ہوں اگر حضرت "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" راعی تھے جن کو

آپ اچھا نہیں سمجھتے تو کیا آپ کے سینٹ پیٹر ایک ماہی گیر نہ تھے۔ مگر اس مذہبی تکرار کو دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھنا مناسب ہے۔ نفس معاملہ کا تصفیہ بلا کسی مناظرہ کے ہو سکتا ہے۔

قوشون۔ ہماری مذہب کی محبت کو اگر ہٹ دھرمی کہا جائے تو مجھے اس سے کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے اس سے میں بخوبی باخبر ہوں۔

امیر و اریق۔ یہ تو مغرب و مشرق کی ایک ہی چیز کے لئے دو مختلف زاویہ نگاہ ہیں۔

قوشون۔ (طنز کے ساتھ) صرف مشرق و مغرب ہی۔

امیر واریق۔ مجھے جناب پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ چرچ کو تو آپ چلائیں گے۔ مگر آپ کا حاکم اور دیگر امرا سے بھی تعلق ہے۔ میرے خیال میں جناب نے جو الزامات ابھی ہم پر قایم فرمائے ہیں اس سے بھی زیادہ سنگین جرم اس بالیہ پوش کے خلاف موجود ہے۔ میں اگر سچ کہوں تو معاف فرمایئے کہ یہ ایک دوسری داعیہ اسلام بن کر ہمارے مذہب کو سخت نقصان پہنچا رہی ہے لیکن اس کا مجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اس سوال پر زیادہ زور دے رہے ہیں مگر اس نے جو خطوط یورپ کے بادشاہوں کے پاس روانہ کئے ہیں اس جانب آپنے کیا توجہ فرمائی۔ اس نے جس طرح چارلس کو

ہموار کر لیا ہے اور اگر چارلس کی طرح دوسرے بھی اس کو
تسلیم کر لیں تو پھر دنیائے عیسائیت کی مذہبی عمارت منہدم
ہو جائے گی۔

قوشون۔ چرچ تو مسمار ہی ہو جائے گا۔ اور اس کا تو مجھے پہلے ہی سے
دغدغہ و اندیشہ لگا ہوا ہے۔

امیرواریق۔ (پیمانہ صبر چھلک جانے سے) تقدس مآب براہ مہربانی چرچ
کے خیال کو اپنے دماغ سے تھوڑی دیر کے لئے دور کیجئے
اور ذرا دماغ پر زور دیجئے۔ تو معلوم ہوگا کہ مذہبی حکومت
کے سوا اس دنیا میں ایک دوسری حکومت بھی ہے جس طرح
چرچ کے آپ قائم مقام ہیں اسیطرح دوسرے بھی فیوڈل
حکومت میں ممتاز جگہ رکھتے ہیں کیا یہ لایق غور نہیں ہے کہ
اس لڑکی کے خیالات و تصورات ہماری نسبت کسقدر
نفرت انگیز و خونریز ہیں۔

قوشون۔ اس کے خیالات اگر چرچ کے خلاف ہیں تو سب کے لئے
ناموافق ہی ہوں گے۔ اس سے زیادہ آپ کو یہ اور کیا
نقصان پہنچا سکتی ہے؟

امیرواریق۔ اس کے خیالات یہ ہیں کہ تمام بادشاہ اپنے اپنے ملک کو
خدائے پاک کے سپرد کر کے خدائی خدمت گار بن کر ریاست
چلائیں۔

قوشون۔ (متاثر ہوئے بغیر) یہ تو حکم الٰہی کی اتباع ہے۔ یہ خیال تو
برحق ہے۔ میرے لارڈ۔ جب تک تاجوروں کو حکومت

کرنے کا اقتدار رہے گا اس وقت اس کی نسبت کسی کو اعتراض پیدا نہ ہوگا۔ مگر صرف ایک نا قابل عمل تخیل اور محض لفاظی ز ٹل ہے۔

ایسرواریق۔ نہیں ایسا نہیں۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ صرف فیڈرل ایسروں کو نابود کر کے اقتدار کلی بادشاہ کے حوالے کرنا ہے۔ فی الوقت بادشاہ کی حیثیت ایک ممتاز امیر سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کے بجائے وہ تو ہمارا مالک بن بیٹھیگا۔ یہ ہم کسیطرح برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہم کسیکو اپنا مالک بنانا چاہتے ہیں۔ برائے نام زمینات وخطابات ملک معظم سے حاصل کئے جاتے ہیں کیونکہ سماجی طریقہ کو چلانے کے لئے ایک درمیانی سنگ محراب کی ضرورت ہے۔ مگر ہماری زمینات تو ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اور اس کی حفاظت ہم خود بزور شمشیر کر سکتے ہیں۔ اگر اس دوشیزہ کے خیال کے مطابق ملک معظم ہماری تمام زمینات اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیں اور ان کو خالق ارض و سماء کی نذر کر دینے کے بعد حقیقی مالک الملوک مخلوق کی خدمت کرنے کے لئے ظل اللہ کی تحویل میں دیدیگا۔

قوشون۔ اس میں ڈرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔ بادشاہ کا انتخاب تو تمہارے ہی ذریعہ ہوتا ہے۔ انگلستان میں یارک۔ لنکسٹر۔ اور فرانس میں لنکسٹر یا دلوا۔

شاہی خاندانوں کو تخت نشین کرنے والے آپ ہی لوگ
ہیں اور آپ ہی کی مرضی سے وہ تخت شاہی پر متمکن
ہو سکتے ہیں۔

امیرو اریق۔ جی ہاں۔ یہ تو اس وقت تک ہے جب کہ فیڈرل ایمرو کی
حکومت کو عام رعایا تسلیم کرے۔ اور یہ سمجھتی رہے کہ
ملک معظم صرف دیکھنے کی مورت اور کٹ پتلی ہیں۔ اور
اس کی ملکیت تو صرف ایک ایسی عام گزرگاہ پر ہے
جس پر سب کا حق ہے۔ اس کے سوائے دوسرے کسی پر
نہیں اگر عوام کے خیالات اور دل بادشاہ کی طرف
پلٹ گئے تو ان کی نظروں میں امراء بادشاہ کے خدمتگار
ہو جائیں گے۔ اور پھر بادشاہ نہایت آسانی سے ہم
میں سے چن چن کر ہر شخص کو نذر تیغ کر سکتا ہے۔ اور
ہم اس کے دربار میں صرف رنگین پوشاک پہنے ہوئے
معمولی درباری بن جائیں گے۔

قوشولن۔ آپ کو مطلق خوف زدہ نہ ہونا چاہیئے۔ چند پیدائش
ہی سے وارث تاج نگین اور چند ابتدا ہی سے
مدبران مملکت بن جاتے ہیں اور یہ دونوں خوبیاں
ایک انسان میں بمشکل جمع ہو سکتی ہیں تو ایسی صورت
میں بادشاہ کو امور سلطنت چلانے کے لئے تمہارے
سوا دوسرے مدبران کہاں سے ہمدست ہو سکیں گے۔

امیرو اریق۔ (نمائشی ہنسی سے) ممکن ہے کہ کلیسا فراہم کردے۔

تقدس مآب (قوشون بلا انکار کے متبسم ہو کر) اگر امیروں کی بربادی ہوئی تو یہ تمام سلطنت پیشوائے دینؒ کے ہاتھوں میں چلی جائے گی۔

قوشون۔ (فوقیت کو چھوڑ کر بحیثیت مبلغ)۔ میرے پیارے امیر۔ اگر ہم لوگ آپس میں لڑتے رہیں گے تو پھر اس لڑکی کو شکست نہیں دے سکتے۔ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس ناپائیدار دنیا میں جب تک شیطنت کا بول بالا رہے گا۔ اس وقت تک بادشاہ و تقدس مآب پوپ۔ امیروں و پیشوائے دین۔ جاگیرداروں و حواریوں منصبداروں و قزاقوں کے درمیان ایک دوسرے سے مخاصمت رہا کریگی اور اس مخالفانہ طرز عمل سے منافرت کی خلیج وسیع ہوتی جائے گی اور مردود شیطان ہمیشہ اختلاف پیدا کرکے اپنی شرارت چلاتا رہے گا۔ آپ مجسم نیک صفت امیر ہوا ور میری رگوں میں چرچ کا پاکیزہ خون دوڑ رہا ہے جس طرح چرچ کی حرمت آپ کی نظروں میں ہے اسی طرح آپ کی قدر و منزلت بھی میرے دل میں ہے مگر جب تک آپس کی مخاصمت و منازعت دور نہ کی جائے گی تب تک کھلے دشمن کو شکست نہیں دے سکتے۔ اب مجھے بخوبی محسوس ہو رہا ہے کہ جب یہ لڑکی چرچ میں عبادت کے لئے آتی ہے۔ تو صرف جناب باری تعالیٰ اور اپنا ہی

خیال رکھتی ہے۔ اور یہ خیال ہمارے لیئے کوئی باعث تکلیف نہیں ہے۔ البتہ صرف بادشاہ اور اپنا ہی خیال رکھنا اور امیروں کا نام زبان پر نہ لانا زیادہ رنج دہ ہے۔

امیروارِیق۔ بالکل بجا۔ مگر اس کے ان دونوں خیالات میں ایک ہی رمز پنہاں ہے جو بہت دقیق و عمیق ہے۔ تقدس مآب اس کا ذاتی و شخصی اعتراض یہ ہے کہ مرشد و امیر کو اس کے اور خدا کے درمیان میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اس وہم کا موزون نام "اقرار از روئے ایمان" ہوسکتا ہے۔

توشون۔ (گہری نظر سے دیکھکر) آپ اس رمز کو اچھی طرح سمجھ گئے۔ اگر کسی انگریز کے نقاب کو الٹ دیا جائے تو اس کا پروٹسٹنٹ ہونا چھپ نہیں سکتا۔

امیروارِیق۔ (نہایت مودب ہوکر) دوشیزہ کا سلطنت کے خلاف اظہار بغاوت سے تقدس مآب کو بالکلیہ ناموافقت نہ ہوگی۔ اور اس نافرمانی کو کیا نام دینا چاہیئے۔ وہ آپ ہی پر چھوڑتا ہوں۔

توشون۔ آپ نے میرا مطلب نہیں سمجھا۔ مجھے آپ کے انتظام مملکت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مجھے ایک پادری کی حیثیت سے عوام کے خیالات جانچنے کا موقع ملا ہے۔ وہاں ایک نہایت ہی خطرناک خیال فاسد کا پتہ چلا ہے۔

جن کی مفصل وضاحت سے میں قاصر ہوں ۔ مگر اس کا
ماحصل یہ ہے کہ جس طرح فرنچ کے لیئے فرانس ۔ انگریزوں
کے لیئے انگلینڈ ۔ اور اٹالین کے لیئے اٹلی ۔ اِسپانش
کے لیئے اِسپین وغیرہ اور اسی طرح اس لڑکی نے دیہاتیوں
کے خیالات کو اس قدر خراب کر دیا ہے کہ وہ بھی اب
سمجھ گئے ہیں کہ دیہات صرف دیہاتیوں کے لیئے ہیں.
اور یہ دیکھکر مجھے بے حد حیرت و تعجب ہو رہا ہے جبکہ
وہ انگریزوں کو سرزمین فرانس سے نکال دینا چاہتی
ہے تو اس کی تہہ میں اس کا یہ منشا مضمر ہے کہ وہ
تمام ممالک جہاں جہاں فرنچ زبان بولی جاتی ہے
وہاں ان کا وجود باقی نہ رہے ۔ اس کے تصور میں
زبان فرنچ کے بولنے والوں کی ایسی بادشاہت
ہے جس کا تذکرہ کلام اللہ یعنے انجیل مقدس میں
کیا گیا ہے ۔ اور کیا اس اتحاد کو قومیت پرستی کا نام
دیا جا سکتا ہے ۔ اس سے کوئی بہتر نام میں تجویز نہیں
کر سکتا ۔ میں تو صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام
خیالات کیتھولک اور جامع اسقفوں کے خلاف ہیں.
کیونکہ کیتھولک چرچ صرف ایک ہی مملکت کو تسلیم کرتے
ہیں اور وہ بادشاہت صرف حضرت عیسٰی علیہ السلام
کی ہے ۔ اور اگر اس سلطنت کے حصے بخرے کر دیئے
جائیں تو حضرت عیسٰی کو معزول کرنا ہوگا اور جب

روح اللہ کو تاج و تخت سے محروم کر دیا جائے تو پھر مخلوق کا
کون نگہبان و محافظ ہوگا۔ اور پھر کون کشت و خون و جدال
و قتال کے درمیان دستگیری کر کے محافظت کرے گا۔ اس
وقت تمام دنیا لڑائی بھڑائی کی خون ریزی میں ڈوب
جائے گی۔

امیر واریق ۔ اگر آپ پروٹسٹنٹ فرقے کی لڑکی کو جلانے کے لئے تیار رہیں تو
تو میت کو خیر باد کہنے کے لئے تیار رہوں۔ مگر مشیر جنہوں
اس سے اتفاق نہ کریں گے وہ تو اس پندار میں ہیں کہ
انگلینڈ انگریزوں کے لئے ہی وقف ہے۔

چیپلین ۔ یقینی۔ بلا شک۔ انگلینڈ انگریزوں کے لئے ہے۔ اسکی نسبت
کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایک خدائی تصفیہ
ہے۔ انگلینڈ کے جائز طور پر فتح کئے ہوئے ممالک کو بھی اپنے
قبضہ میں بھی یہ دوشیزہ رکھنے نہیں دیتی تو پھر اللہ نے
انگریزوں کو ان ممالک کے کم مہذب و بے سلیقہ باشندوں
پر اپنی ذاتی اغراض کے لئے حکومت کے واسطے کیوں فتح
یاب کیا۔ آپ صاحبین نے پروٹسٹنٹ اور دیس کی پچ
کی نسبت جو گفتگو فرمائی ہے اس کو حل کرنے سے میں قاصر
ہوں۔ ایک معمولی مہر آپ جیسے ذی شان عالم و فاضل
کا کیسا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر میں تو سیدھی سادی یہ ایک بات
جانتا ہوں کہ یہ لڑکی فسادی و باغی ہے۔ اور یہ ہی میرے لئے
کافی ہے۔ یہ فطرت و قدرت کو برباد کر کے مردانہ

پوشاک زیب تن کرتی ہے۔ اور صاحب قدرت تقدس مآب
پوپ کے اختیارات و اقتدارات کا ناجائز استعمال کرکے
کلیسائے کے خلاف عمل پیرا ہے۔ مردود شیطان اور اس کے
کمینہ شاگردوں کے ساتھ رہکر افسرآن فوج سے مقابلہ
کرنا خدا سے لڑنے کے مماثل ہے۔ اور یہ بغاوت الٰہی محض
انگلینڈ کے خلاف سرکشی وغارت گری ہے۔ یہ مجھسے دیکھا نہیں
جا سکتا اور نہ برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اس کو خواہ مرنے دو
یا جلنے دو۔ یہ بدبخت و بیوقوف عورت جس کے وجود ناقص
سے عوام تباہ و متاثر ہو رہے ہوں تو اس سے بہتر ہے کہ
اسی کو کیوں نہ تمام کر دیا جائے۔

امیر واریق ۔ تقدس مآب۔ اب ہم سے متفق الرائے ہو رہے ہیں۔

قوشون ۔ (معترض ہوتے ہوئے اٹھ کر) میں اپنے ضمیر کے خلاف
کر نہیں سکتا۔ اور نہ ضمیر فروشی کر سکتا ہوں۔ مجھے چرچ کے
فرائض بدرجۂ اتم ادا کرنا ہوگا۔ اس عورت کی نجات کے لئے
حتی الامکان میں سعی بلیغ کروں گا۔ جو بحیثیت مبلغ مجھ پر
واجب ہے۔

امیر واریق ۔ مجھے بھی اس بیچاری لڑکی پر رحم آتا ہے۔ میں بھی بے دردی
و بے رحمی کو بنظر حقارت دیکھتا ہوں۔ اور اگر مجھسے بھی بن پڑے
تو میں بھی اس کو بچانے کی کوشش کرونگا۔

چیپلین ۔ (اپنے خیال پر مستحکم رہ کر) اگر بن پڑے تو میں اس کو

جلائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔

قوشون ۔ (دعائے خیر دیتے ہوئے) جَزَاکَ اللہ فِی الدَّارَیْن خَیْرًا ۔

پانچواں ایکٹ

پانچواں سین

منظر - گرجائے ریمز کا ایک بڑا جلوخانہ - زمانہ ۱۷؍ جولائی ۱۴۲۹ء
ایک طرف پادریوں کی عباؤں کے بدلنے کا خلوت خانہ ہے
اور اس کے روبرو چھوٹی سی بارہ دری ہے - اور اس کے
منقش ستون سنگ پر ایک بڑی صلیب جس پر حضرت
مسیح علیہ السّلام کی تصویر کندہ ہے - آویزاں ہے -
اس صلیب کے روبرو دو زانو ہو کر جون عبادت میں
مصروف ہے - اس نے دیدہ زیب مردانہ لباس زیب تن
کیا ہے - جلوس تخت نشینی کی پرشوکت رسم کی ادائی کے
بعد ارغنون سے پُر کیف نغمہ نکل رہا تھا - اور

شرکاء جلوس گرجا سے باہر نکل رہے تھے۔ جلو خانہ سے
تو شون آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ راگ خاموش
ہو جاتا ہے۔

ڈوان ۔ اب چلو جون۔ بہت عبادت ہو چکی۔ اس الحاح وزاری
کے بعد اس خنکی میں زیادہ دیر ٹھروگی تو تم کو سردی
ہو جائے گی۔ جو کچھ کہ کرنا تھا وہ انجام پا چکا۔ گرجا خالی ہو گیا
ہے۔ اور شاہراہ عام پر کثیر مجمع دوشیزہ کو دیکھنے کے لئے
منتظر و بے چین ہے۔ میں نے ان کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم عبادت
میں منہمک ہو مگر وہ نہیں مانتے دوبارہ دیکھنے کے بیحد
طلب گار ہیں۔

جون ۔ نہیں نہیں میں اِس عزت کے لایق نہیں ہوں۔ یہ عزت
جہاں پناہ ہی کے لئے بہتر ہے۔

ڈوان ۔ یہی تو اس تمام خرابی کا باعث ہے۔ جون۔ تم نے ان کے
سر کو تاج سفخر کیا ہے۔ اب تمام مرحلے طئے کئے بغیر چارہ
نہیں ہے۔

جون ۔ (اِنکار سے سر دھنتی ہے)۔

ڈوان ۔ (نہایت ہی عزت سے جون کو اٹھاتے ہوئے) نہیں
آپ چلئے۔ چلئے صرف دو گھنٹوں میں سب کچھ انجام
پا جائیگا۔ (خوشی کے لہجہ سے) کیوں؛ اورلیان کے پل سے
تو یہ کام آرام دہ ہے۔

جون ۔ اے میرے محب ڈوان. پھر اس اور لیان کے پل کی آرزو ہے۔ وہاں مجھے بے حد لطف آیا تھا۔ واقعی وہ سچی زندگی کا پُر کیف منظر تھا۔ سچ ہے نا؟

ڈوان ۔ جی ہاں ۔ اور اس مزے نے کتنوں کو مرگ مفاجات کے حوالے کردیا۔

جون ۔ اس میں تعجب کی بات نہیں کہ میں دراصل کم ہمت و بزدل واقع ہوئی ہوں۔ جنگ و جدل کے قبل مجھ پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ مگر جب لڑائی ختم ہو جاتی ہے تو خوف و ہراس دور ہو کر افسردگی چھا جاتی ہے اور دل پر اداسی آجاتی ہے ۔

ڈوان ۔ اے محترم دوشیزہ ۔ جس طرح کھانے پینے میں تو محتاط ہے اسیطرح لڑائی میں بھی احتیاط برتنا چاہتی ہے ۔

جون ۔ میرے محب جیک ۔ میں چاہتی ہوں کہ جس طرح کوئی بہادر جنگجو اپنے ہم شریک کو چاہتا ہے۔ ویسی ہی تیری نظر کرم مجھ پر رہے۔

ڈوان ۔ اے اللہ کی بچی ۔ تجھے ایسی ہی بے لوث محبت کی ضرورت ہے۔ چونکہ دربار میں تیرے رفیق و شفیق بہت کم ہیں ۔

جون ۔ یہ تمام درباری امراء۔ حواری و پادری مجھسے کیوں نفرت رکھتے ہیں۔ میں نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا ہے۔ میری ان سے صرف یہ استدعا تھی کہ کسی قسم کے خراج کا بار میرے ہم وطنیوں پر نہ ڈالا جائے چونکہ اس کی ادائی کی قوت ہم میں نہیں ہے۔ اور نہ اس بار کے ہم متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس کے سوائے میرا اور کوئی مطالبہ نہ تھا۔ اور نہ اس میں میری کوئی ذاتی غرض مضمر تھی ۔ بلکہ میں نے جان پر کھیل کر ان کے نصیبوں کو بدل کر مظفر و سرفراز کیا ہے۔

اور ان کو صدہا غلطیوں اور خامیوں سے بچا کر نیک راستہ بتلایا ہے۔ میں نے شاہ چارلس کو تخت پر جلوہ گر کر کے اور اس کے سر پر تاج رکھکر تاجور بنایا تھا۔ مگر اس وقت جو یہہ خطابات و انعامات تقسیم کر رہا ہے اس کے تمام مستحق یہی لوگ ہو رہے ہیں پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ مجھسے کیوں متنفر ہیں اور مجھے کیوں نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔

ڈوان ۔ (اس کی افسردگی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے) اے میری سادہ لوح۔ کیا ان بے وقوفوں سے تو ایسی امید رکھ سکتی ہے جس کا بھانڈا تو نے پھوڑا ہے۔ اور جن کے عیوب کو ظاہر کر دیا ہے۔ دنیا نوسی جنگ آوروں کو ان سے جرات و شجاعت میں فوقیت لیجانے والی نوجوان۔ نبرد آزما کیا پسند آئے گی۔ بڑے حریص و متکبر مدبر آن کو جن کے ہاتھوں میں عنان حکومت ہو ان سے زیادہ ہوشمند۔ تیز فہم۔ قابل کار نوجوان کیا انھیں منظور نظر ہو سکتے ہیں۔ مذہبی پیشواؤں کی حرمت و عزت کسی زاہدہ و عابدہ کے ہاتھوں کم ہونا کیا انکو مرغوب الطبع ہو سکتا ہے۔ اے بھولی بھالی۔ سیدھی سادی لڑکی اگر میں بھی حریص و لالچی بندہ ہوتا تو تجھسے یقیناً حسد و رشک کرتا۔

جون ۔ ان تمام امیروں میں صرف تو ہی ایک ہمدرد و ہم ساز دکھائی دیتا ہے۔ جیک تیری ماں ضرور کوئی دیہاتی ہو گی۔ اب پیرس کو فتح کرنے کے بعد میں اپنے گاؤں کو چلی جاؤں گی۔

ڈوان ۔ مجھے توقع نہیں کہ حاسد بجھے شہر پیرس پر قبضہ کرنے دیں گے۔

جون ۔ (چونک کر) کیوں۔

ڈوان ۔ اگر ان لوگوں میں استقامت و استقلال ہوتا تو میں کب کا پیرس کو لے لیتا۔ اور اس میں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کی دلی خواہش ہے کہ پیرس خود بجھی کو فتح کرلے۔ اِس لئے ہوشیار رہ۔

جون ۔ جیک سچ پوچھو تو یہ دنیا لایق دلبستگی نہیں ہے "گذریں و برگزیدیاں" مجھے مارنے میں کامیاب نہوں تو یہ فرنچ خود مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ میرا خدا اگر مددگار نہوتا تو میں کبھی کی ہمت ہار جاتی۔ اب رسم تاج پوشی انجام پاتے ہی میں خدا کے گھر میں عبادت کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ اب تجھ سے ایک بات کہنے کی اجازت چاہتی ہوں۔ کہ گرجا کے گھنٹوں کی آوازیں مجھے جو خدائی آواز سنائی دیتی تھی۔ مگر آج جب یہ سب گھنٹے بجنے لگے تو وہ آواز مخفی سنائی نہیں دی۔ بلکہ یہ ایک قسم کی صرف جھنجھناہٹ تھی۔ یہ ندائے ہاتف سر بفلک فضا میں یا میرے دیہات کے لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں جہاں باد نسیم کی لہریں چلتی ہیں یہ آواز سنائی دیتی تھی۔ (گرجا کی گھڑی میں پاؤ گھنٹہ گونج رہا ہے) سنو (عطیہ الٰہی سے بے خود ہو جاتی ہے) تم نے سنا " اے اللہ کی پیاری بچی " جو ابھی میرے لئے تمہاری زبان سے نکلا تھا وہی جملہ اس میں گنگنا رہا ہے نصف گھنٹہ کے بعد

یہ سنائی دیگا کہ "میں تیرا ہاتھ بٹاؤنگی" اور سالم گھنٹہ کے میٹھے میٹھے سروں میں یہ آواز آئے گی۔ کہ "ملک فرانس کے بچانے میں خدا تیرا مدد و معاون ہوگا" سنٹ مارگریٹ۔ سنٹ کیاتھرین اور بعض وقت میکائیل فرشتہ سے مجھے ایسی ہدایت ہوتی ہے جس کا تذکرہ قبل از قبل کرنے سے میں مجبور ہوں۔ تب تو۔

ڈوان ۔ (کسیقدر متانت سے) تب تو جون اس گھنٹوں کے آواز میں جو تصور کیا جائے وہی آواز کان میں گنگناتی ہے۔ جب تو ندائے ہاتف کا تذکرہ کرتی ہے تو مجھے فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ حضرۃ سنٹ کیاتھرین کے احکام کی تعمیل کرنے کا تذکرہ جس طرح تو دوسروں سے کرتی ہے اسیطرح مجھ سے بھی دوھراتی ہے لیکن اگر مجھے اس کا علمی ثبوت نہ ملتا تو میں تجھ کو کسیقدر خبطی خیال کرتا۔

جون ۔ (منھ بنا کر) اسی وجہ تیرے لئے تو مجھے وجوہات کی جستجو کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ تجھے آواز غیب پر یقین نہیں ہے تاہم مجھے تو ضرور صدائے ہاتف سنائی دیتی ہے۔ اور متعاقب اس کے اسباب و بواعث میں ڈھونڈلیتی ہوں۔

ڈوان ۔ جون۔ کیا یہ تجھے برا معلوم ہوا۔

جون ۔ (تبسم سے) ہنیں مطلق نہیں۔ مجھے بعض وقت یہ خیال آتا ہے کہ کیا اچھا ہوتا کہ تو کسی دیہات کا چھوٹا بچہ ہوتا۔ جو میرے لئے باعث مسرت ہوتا۔

ڈوان ۔ کیوں۔

جون ۔ کہ تیرے ساتھ لہو لعب کرتی۔ تیری آپا بن سکتی۔

ڈوان ۔ تو پھر تجھ میں تھوڑی سی نسوانیت ضرور ہے۔

جون ۔ نہیں مطلق نہیں۔ میں سپاہی ہوں۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ سپاہیوں کو جب موقع ملتا ہے، تو بچوں کے ساتھ کھیلنا انھیں زیادہ پسند آتا ہے۔

ڈوان ۔ اس میں صداقت و اصلیت ضرور ہے۔

(کھل کھلاتا ہے۔)

(شاہ چارلس۔ لاہیر۔ اور بلیو بیرڈ۔ کے ساتھ بجانب راست جو دروازہ ہے وہاں سے اندر داخل ہوتا ہے۔ چارلس نے شاہی لباس اُتار دیا ہے جون ستون کے عقب میں چھپ جاتی ہے۔ اور چارلس و لاہیر کے درمیان ڈوان آجاتا ہے)

ڈوان ۔ بالآخر آپ کی تخت نشینی کا جلوس انجام پا ہی گیا۔ اب آپ حقیقی بادشاہ بن گئے۔

چارلس۔ کرۂ آفتاب و مہتاب کا بادشاہ بننے کے لئے بھی اس تقریب سے گزرنا نہیں چاہتا۔ یہ تمام شاہی خلعت و لباس کا وزن خدا کی پناہ جب ان حضرات نے میرے سر پر اس زرنگار خالص طلائی وزن دار تاج رکھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں اس کے وزن سے دبا جا رہا ہوں۔ گر رہا ہوں اور وہ پاک مطہر پیلیل جسکی نسبت بہت شہرت سنی جا رہی تھی وہ تو بالکل بدبودار تھا۔ تھو تھو۔ آرچ بشپ تو قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں مگر ان کی پوشاک کا وزن تقریباً (۳۰) من سے کیا کم ہوگا۔ اور

ہنوز خلوت گاہ میں لباس اوتارا جا رہا ہے۔

ڈوان ۔ (بے توجہی سے) آپ کو تو زرہ بکتر پہننے کی مہارت پیدا کرنی چاہیئے۔ تاکہ شاہی لباس کا وزن برداشت کرنیکی عادت پڑ سکے۔

چارلس۔ ہاں۔ یہ تو ایک آپ کا چلتا ہوا جملہ ہے۔ میں کبھی بکتر نہ پہنونگا۔ لڑنے جھگڑنے کا کام میرا نہیں ہے۔ دوشیزہ کہاں گئی۔

جون ۔ (چارلس اور لاہیر کے درمیان آکر دو زانو ہوکر) حضور پرنور اِس ناچیز نے آپ کو تخت نشین کیا۔ اب میرے فرائض پورے ہوچکے اب میں اپنے باپ کے مزرعہ کو واپس جاتی ہوں۔

چارلس (حیرت وطمانیت سے) آہا۔ کیا تم جا رہی ہو۔ جاؤ بہت اچھا۔ بہت اچھا۔ (جون نا اُمید ہوکر) کھڑی ہو جاتی ہے۔

چارلس۔ (بلا غور کیئے کہتا جا رہا ہے) جنگل کی فضا صحت کے لئے خوبتر ہے۔

ڈوان ۔ مگر یہ زندگی بے لطف ہے۔

بلیو بیرڈ ۔ ایک عرصہ سے زنانی ملبوسات پہننے کی عادت تجھے نہیں ہے۔ اِسوجہہ پہلے پہلے تو ذرا دوبھر معلوم ہوگا۔

لاہیر ۔ تجھے میدان جنگ بھی خوب یاد آئیگا۔ مگر یہ شوق اچھا نہیں ہے۔ لیکن اس کا ترک کرنا بھی بہت مشکل ہے۔

چارلس۔ (متفکر ہوکر) اگر تو گھر جانا چاہتی ہے تو ہم تجھے روکنا نہیں چاہیئے

جون ۔ (سختی و تندی) سے میں جانتی ہوں کہ میرے چلے جانے سے کسی کو رنج نہ ہوگا۔ (چارلس کے نزدیک سے ہٹ کر ڈوان ولا ہیر کے پاس جا کر کھڑی ہو جاتی ہے)۔

لا ہیر ۔ میں یہ کہنے سے باز نہیں آ سکتا کہ تیرے چلے جانے کے بعد مجھے بدزبانی کرنے کا موقع مل جائے گا۔ مگر تیری مفارقت بھی ستاتی رہے گی۔

جون ۔ لا ہیر۔ تیرے گناہِ عظیم اور بدزبانی و بدلگامی کے باوجود تیری اور میری ملاقات فردوس بریں میں ہوگی۔ چونکہ میرے پالتو کتے (پی ٹو) کے جیسا میں تجھے چاہتی ہوں۔ میرا یہ چالاک و وفادار کتا۔ دغا باز بھیڑیئے کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے۔ اسی طرح یہ انگریز بھیڑیئے اپنے وطن کو واپس ہو کر خدا کے پالتو کتوں کے مانند حلیم و نرم نہوں۔ اس وقت تک میں بھی ان کو تاخت و تاراج کرتی رہوں گی۔ کیا تو ان کو یہاں سے بھگا دیگا۔

لا ہیر ۔ تیرا اور میرا ساتھ رہے تو ضرور۔

جون ۔ اب یہ نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک ہی سال تک میں ایسا کر سکتی تھی۔ مدت قریب الختم ہے۔

جملہ حضار (اوھو۔ کیا خوب۔ اوھو)

جون ۔ وجوہ غیر ظاہر۔ مگر ایسا ہوگا ضرور۔

ڈوان ۔ اس میں صداقت نہیں۔ یہ بالکل لغو ہے۔

جون ۔ کیا تم کو اطمینان ہے کہ انھیں نکال باہر کرو گے۔

ڈوان ۔ (نہایت طمانیت سے) جون میں ان کو ضرور نکال باہر کرونگا
آج تک جو وہ شکست دیرہے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے
جنگ کو بازیچۂ اطفال سمجھ رکھا تھا۔ جس وقت کہ "گڈ یمنز"
گھمسان لڑائی کو ایک شدید اور اہم مہم سمجھتے تھے۔ اس وقت
ہم لہو لعب میں وقت خراب کرتے تھے۔ مگر اب ہم کو سبق
مل چکا ہے۔ اور اس کی لَو بھی ہاتھ لگ چکی ہے۔ یہاں
ان کی جڑیں کچھ گڑی ہوئی نہیں ہیں میں نے انھیں شکست
فاش دی ہے۔ اور آیندہ بھی دونگا۔

جون ۔ مگر ساتھ ہی ساتھ تو بے رحم و سنگدل و ظالم تو نہوگا جیک۔

ڈوان ۔ مگر گڈ یمنز نرمی و ملائمت و پر رحم سلوک سے راستے پر نہ
آئیں گے۔ کیا یہ طریقہ پہلے اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ اور کیا
اس کو پہلے آزمایا نہیں گیا تھا۔

جون ۔ (ایکدم) جب تک میں اپنے گھر واپس جاؤں اس کے پہلے
شہر پیرس کو تو کیا فتح کر لیگا۔

چارلس ۔ (ڈر کر) نہیں۔ نہیں۔ اب تک جو کامیابی ہوئی ہے اسکو
بھی کھو بیٹھوگے۔ اب لڑنا بھڑنا موقوف کردو۔ فی الوقت
امیر برگنڈی سے ایک اچھی صلح کرنے کا موقع
ہاتھ آیا ہے۔

جون ۔ صلح (زور سے پیر ٹھوکتی ہے)

چارلس ۔ کیوں نہیں۔ اب تو میں تخت و تاج کا مالک بن گیا ہوں۔

اوف رے تیل (اس طرح کہ بد بو اب تک ناک سے نہیں گئی۔ آرچ بشپ۔ داخل ہوتے ہیں اور شاہ چارلس و بلیو بیرڈ کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں) تقدس آب اس دوشیزہ نے لڑنے پر اور کمر باندھی ہے۔

آرچ بشپ ۔ کیا لڑائی بند ہو گئی۔ کیا صلح ہو چکی۔

چارلس ۔ نہیں۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ صلح کا حقیقی موقع اس وقت آ چکا ہے۔ بخت آوری اور اقبال مندی جب تک قایم رہیگی سب کچھ حاصل ہوگا مگر یہ خاص وقت ایسا ہے کہ نصیب کے پلٹنے کے قبل جو کچھ کہ حاصل ہو جائے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

جون ۔ نصیب۔ خدائے پاک نے ہمیں لڑائی میں مدد دی اور تم اس کو نصیب کی یاوری سمجھ رہے ہو۔ اور اس پاک زمین پر انگریزوں کا وجود جب تک باقی ہے ایسی صورت میں اطمینان کے ساتھ بیٹھ جانا بالکل سزاوار نہیں ہے۔

آرچ بشپ ۔ (ترش روئی سے) حضور اقدس مجھسے متکلم تھے۔ نہ کہ تجھسے۔ تو آداب شاہی کو بھی بھول گئی ہے۔ اور اکثر اوقات اس سے تجھے غافل پایا گیا۔

جون ۔ (بلا خجالت و تندی سے) تو آپ ہی فرمایئے اور سمجھایئے کہ موقتی کام کو آئندہ کے لئے اٹھا رکھنا کیا حکم الٰہی ہے۔

آرچ بشپ۔ میں خدا کا نام ہر گھڑی دریان میں تجھ جیسا لانا نہیں چاہتا
خدا کے احکام کی تشریح، میں اپنے عہدہ اور چرچ کے
منشاء کے تحت کرتا ہوں۔ اس وقت جس طرح تو زبان
درازی کر رہی ہے اس سے قبل تو ایسا نہیں کرتی تھی۔
اس وقت عاجزی و انکساری تجھ میں کوٹ کوٹ کر
بھری ہوئی تھی اور جب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے
ایسے کار عظیم و مہم میں کامیاب ہوئی تو اب غرور و تکبر کر کے
کیا لعنت کی زندگی میں گرفتار ہونا چاہتی ہے۔

چارلس۔ یہ تو اس خیال خام میں مبتلا ہے کہ تمام دنیا کی عقل اس میں
آگئی ہے۔

جون ۔ (غور سے دیکھکر) آپ کو جس قدر زیادہ عقل کا دعویٰ
ہے اس سے کیقدر زیادہ ہی میں سمجھتی ہوں۔ میں
متکبر نہیں ہوں۔ اور جب تک مجھے سچ پر اعتماد نہیں
ہو جاتا اس وقت تک زبان پر کوئی حرف نہیں
لاتی ہوں۔

بلیو بیرڈ و چارلس۔ (طنز سے بول اٹھتے ہیں) ٹھیک ٹھیک
ایسا ہی تو ہے۔

آرچ بشپ۔ تو سچی ہے۔ یہ کس طرح معلوم ہو۔

جون ۔ مجھے آواز غیب سے اطلاع ملتی ہے۔

چارلس ۔ یہ تیری آواز غیب۔ یہ تیری صدائے مخفی مجھے کیوں
نہیں سنائی دیتی۔ جبکہ میں صاحب تاج ہوں۔

جون ۔ آپ کو بھی القاء ہوتا مگر اس کے لئے آپ نے کبھی مراقبہ نہیں کیا۔ کسی وقت تنہائی میں کسی اونچی جگہ پر بیٹھ کر اسکا انتظار نہیں کیا۔ سر مغرب جب کلیسا کے گھنٹے بجتے ہیں تو صرف صلیب کی علامت سینہ پر کر کے چھٹکارہ پا لیتے ہو۔ مگر دل ہی دل میں خدا کی عبادت کی جاتی ہے اور جب ان گھنٹوں کی گونج بند ہو جاتی اس وقت اس دل خوش کن سن سناہٹ میں آواز غیب کے سننے کی کوشش کی جاتی تو جس قدر صاف ان صداؤں کو میں سنتی ہوں اسیطرح آپ بھی سنتے۔ مگر ایک آہنگر سے جو بات تم کو معلوم ہو سکتی ہے اس کے لئے آواز غیب کی کیا ضرورت ہے۔ چونکہ گرم لوہا ہی پیٹا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہم غالب ہیں جس طرح اورلیان کو فتح کیا گیا اسیطرح کو تمپائین پر بھی حملہ بول دیا جائے تو خود بخود پیارس کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور اگر نہ کھلے تو ان کو توڑ دیا جائے گا۔ دار الحکومت کے بغیر اس تخت و تاج کی کیا قیمت و وقعت ہو سکتی ہے۔

لاہیر۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ جس طرح ایک سیر بھر بسکے میں سے لال گرم توپ کا گولہ ہوا بن کر نکلتا ہے۔ اسیطرح ہم بھی دشمنوں میں گھس جائیں گے۔ اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ ڈوان۔

ڈوان ۔ اگر ہماری توپوں کے آہنی گولے بھی تمہارے مزاج جیسے گرم ہوتے اور تعداد میں بھی زیادہ ہوتے تو تمام دنیا پر برتری حاصل کر کے غلبہ پا لیتے۔ ہمت و جرأت اولوالعزمی واقعی بے حد سود مند ہے۔ مگر اعتدال سے زاید غیر مفید و مضرت رساں مگر جتنے وقت اس پر بھروسہ کیا گیا اتنے ہی بار انگریزوں سے زک و خفت اٹھانی پڑی۔ اور یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ کتنی دفعہ شکست اٹھانی پڑی اس سے بے خبر رہے۔

جون ۔ مگر اس سے بھی فاش غلطی یہ ہے کہ کب ظفر مندی و نصرت حاصل کرنے کا موقع ہے۔ اس سے بے خبری برتی جائے۔ دشمنوں نے معرکہ آرائی میں تمہاری ناک و کان کا صفایا نہیں کیا۔ یہ بتلانے کے لئے کیا آئینے مہیا کرنے پڑیں گے اگر میں نے حملہ آوری و یلغار پر مجبور نہ کیا ہوتا تو آج تک اورلین کے میدان ہی میں چکراتے رہتے۔ جنگ میں ہمیشہ یورش و چڑھائی کی ضرورت ہے۔ تم کو جنگ کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہ معلوم نہیں اور توپ کا استعمال کس طرح کیا جائے اس کا ملکہ نہیں اور ان دونوں کاموں میں مجھے مہارت ہے۔ (بچہ کی طرح مچلکر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چبوترے پر بیٹھ جاتی ہے

ڈوان ۔ (آوازہ ولواز ہ سے) میرے لئے تیرے کیا خیالات ہیں اس سے میں واقف ہوں چونکہ میں فوج کا جنرل ہوں۔

جون ۔ یہ بات تو رہنے دیجئے۔ مگر آپ کی کیا رائے میرے لئے ہے۔

اس کا تو پہلے اظہار کیجئے۔

ڈوان - اس کو میں بلا چون وچرا قبول کرتا ہوں کہ تجھ پر خدا کی رحمت نازل تھی تیرے آنے کے قبل بادِ مراد خلاف تھی مگر تیرے آتے ہی اس نے کس طرح رخ بدل دیا یہ میرا دل ہی جانتا ہے اور تیرے ہی پرچم کے تلے میدان کارزار میں فتح نصیب ہوئی ہے۔ اس کو میں بلا حیل وحجت تسلیم کرتا ہوں اور اس رحیم کی رحمت وبخشش کا دلی اعتراف کرتا ہوں مگر ایک سپاہی کی طرح یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بندہ پرور کسی بندہ کا چاکر یا کسی باندی کا بندہ ہر وقت بن نہیں سکتا۔ مگر تم اس مالکِ ارض کے رحم وکرم کے مستحق ہو تو بعض وقت موت کے طمانچہ سے وہ نجات دلا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ ایک وقت پاؤں جم گئے تو اپنے میں جتنی قوت اور ہمت وطاقت ہے اس کو رزم گاہ میں صرف کئے بغیر علاج نہیں چونکہ الطاف حقیقی کا منبع کسی کا حمایتی وطرفدار نہیں ہے۔ اِس عدل گستر کو دشمن کے ساتھ بھی عدل کرنا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جنگ گاہ اور لیان میں تیری ہمت وکمک نے ہم کو کامیاب کیا اور جو شہرت ونا موری حاصل ہوئی ہے۔ وہ خون آشام لڑائی کی بدولت ہے۔ اور اس کی رحمت نے تخت نشینی کے جلوس تک ہم کو پہونچا دیا ہے۔ مگر اب اس پر زیادہ بھروسہ نہ کیا جائے اور جو کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دینا چاہیئے اُسکے

لئے اللہ تعالیٰ کا آسرا ڈھونڈنا اپنی بے ہمتی کا باعث ہوگا۔ اور اس کے بہر طور ہم مستحق ٹھہریں گے۔

جون ۔ یقیناً۔

ڈوان ۔ (قطع کلامی کر کے) چھ چھ۔ ذرا توقف کیجئے اور مجھے بات ختم کر لینے دیجئے۔ تو اس خیال میں نہ رہنا کہ یہ سب لڑائیاں بلا امداد مجاہد اعظم فتح ہوئی ہیں شاہ چارلس کے تخت نشینی کے جلوس کو سر انجام دینے میں ان مہلک لڑائیوں نے جو حصہ لیا ہے۔ اس کی نسبت ایک لفظ تحسین بھی تیری زبان سے نہیں نکلا۔ اور اس کے لئے میں ایک لفظ بھی شکایتاً زبان پر نہیں لانا چاہتا۔ چونکہ اب میرے لئے جو کچھ کل انسانی تو کرے گی وہ ظاہر ہے۔ مگر اس سپہ سالار کو عساکر میں سپاہیوں کی بھرتی اور ان کے لئے خوراک وغیرہ فراہم کرنے کے مشکل کام کے نسبت کسی کی توجہ متوجہ نہ ہوگی اور عوام تو محض اس دوشیزہ اور اس کے کرامات کے قائل رہیں گے اور اس کا علم مجھے برابر ہے کہ خدائے پاک نے اس دوشیزہ کے ذریعہ میرے سر پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد فرمائی ہیں۔ اب تیرے معجزات بتلانے کا موقع ختم ہو چکا ہے۔ اور اب فن صف آوری میں جو مہارت رکھیگا اسی کو فتح نصیب ہوگی اور جب تک اس کا اقبال زوروں پر ہے۔

جون ۔ آہ۔ جو۔ جو۔ اگر۔ مگر یہ جلدی سے لگے نہ پھٹکری۔ رنگ بھی چوکھا آئے“ تو پھر رنگ ریز کی ضرورت ہی کیا ہے (تن کر

کھڑی ہو کر میں تم سے کہتی ہوں اے پرستارزادے کہ تمہارا فن سپاہی بیکار ہے۔ اور تمہارے فوجی افسر کمان کے لئے نالایق ہیں۔ لڑائی اور چڑھائی کو تو انھوں نے چوگان بازی خیال کر رکھا ہے۔ اور اس تصور میں مصروف رہتے ہیں کہ واجبی کیا ہے۔ اور غیر واجبی کیا ہے۔ جنگ میں خدنگ حکمی سے بچنے کے لئے زرہ بکتر پہنتے ہیں اور غریب بے زبان توسن کو بھی اسی سے آراستہ کرتے ہیں اور جب زمین پر آپڑے ہیں تو زرہ بکتر کے بھاری بوجھ کی وجہ اٹھنے سے قاصر رہتے ہیں اور ان کے ساتھ کوئی پیادہ ہو تو ان کو زمین سے اٹھاتا ہے۔ اور جس نے ان کو پچھاڑ دیا اس کو کس قدر فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس کا تصیفہ کیا جاتا ہے۔ کیا اب آپ کو اس کا احساس نہیں ہے کہ یہ زمانہ بدل گیا ہے اب توپ کے گولوں کے سامنے زرہ بکتر کیا کام آسکتا ہے؟ اگر کچھ کارآمد ہو بھی تو کیا اپنے ملک فرانس کے لئے لڑنے والوں کا قیمتی وقت رقمی معاملہ کے تصیفہ میں برباد کرنا مناسب ہے۔ خدا اور فرانس کے لئے لڑنے والوں کو صرف ظفرمندی ہی کے لئے لڑنا چاہیئے اور لڑائی میں شریک ہوتے وقت جس طرح میں کیا کرتی ہوں اسیطرح سر کو ہتیلی میں لے کر میدان جنگ میں جانا چاہیئے۔ عام سپاہی اس طریقہ سے واقف ہیں چونکہ زرہ بکتر اور فدیہ ادا کرنے کے لئے ان کے پاس رقم نہیں رہتی۔ باوجود اس کے نصف جسم برہنہ

رکھکر میرے پرچم کے سایہ میں مورچوں۔ خندقوں سیڑھیوں اور قلعہ کے حصاروں پر چڑھ جاتے ہیں اور دل میں یہی ٹھان رکھتے ہیں کہ ماریں گے یا مریں گے۔ خدا سبھوں کا نگہبان ہے نیک جیک تو میرا مذاق کیوں نہ اڑا۔ اور بلیو بیرڈ اپنی مقطع داڑھی کو کیوں نہ جنبش دے۔ مگر اورلیان کے میدان میں انگریزوں پر چڑھائی کرنے کے لئے تم امیروں نے میرا ساتھ دینے سے انکار کیا تھا مگر دہقانوں اور گاؤں کے رہنے والوں نے میرا ہاتھ بٹایا۔ اور انھوں نے قلعہ کے مضبوط دروازہ کو توڑ کر سب کو بتلا دیا کہ اسی کا نام حقیقی جنگ ہے۔

بلو بیرڈ۔ (غلطان و پیچان ہوکر) جون تو زاہدہ و عابدہ ہو کر قانع نہیں ہوئی تو کیا تجھے اب سکندر اعظم یا جولیس سیزر بننا ہے۔

آرچ بشپ۔ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ جون۔

جون ۔ میں نہیں اس کی بحث ہی فضول ہے۔ اور میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں سچائی ہے۔ یا نہیں اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔

لاہیر۔ یہ بالکل سچ کہتی ہے۔ ہم میں تقریباً آدھے تو ایسے ہیں کہ جن کو اپنے خوبصورت و نوکدار ناک کی حفاظت کا خیال رہتا ہے۔ اور بقیہ نصف فدیہ کو بے باق کرنے کی تدابیر میں لگے رہتے ہیں۔ ڈوان اس کو اپنے راستہ پر چلنے دے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ اس کو جملہ امور پر عبور نہیں ہے۔

مگر اس کا جو مدعاء اور منشاء ہے اس میں صداقت ضرور ہے۔
اب جنگ وجدل سابقہ طریقہ پر نہیں ہو رہی ہے۔ اور جن کو اسمیں
دخل نہیں ہے۔ ان سے بھی بعض اوقات اہم کام انجام
پا جاتے ہیں۔

ڈوان۔ ان تمام امور سے میں واقف ہوں۔ قدیم طریقہ سے اب میں
نہیں لڑتا ہوں۔ شہر ریمن کور۔ یو پیرس۔ اور کرسی کے میدان
ہائے جنگ میں مجھے اچھا سبق مل چکا ہے۔ اب مجھے معلوم
ہو جاتا ہے کہ جنگ کے کس اصول سے کتنے آدمی کھیت
ہوں گے۔ اور اس قربانی کے مقابلہ میں کامیابی زاید ہو تو
وہی راہ اختیار کی جاتی ہے مگر جون تو نے کبھی اس پر توجہ
نہیں کی تو تو خدا پر بھروسہ رکھکر میدان میں کود پڑتی ہے جس سے
یہ عیاں ہو رہا ہے۔ کہ تو خدا کو ہمیشہ اپنے ساتھ لئے پھرتی ہے
اب تک جو فتح ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری فوج دشمن کی
فوج سے زیادہ تھی مگر میں اصول جنگ کو جانتا ہوں۔ اب
ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ جس معرکہ آرائی میں (۱۰۰) سپاہیوں
کی ضرورت ہو وہاں صرف (۱۰) سپاہیوں کے ساتھ تو یلغار
کر گئی۔ اس وقت تجھے یہ ضرب المثل یاد آجائے گی۔ کہ "جسکی
لاٹھی اس کی بھینس" مگر کسی وقت اگر تو دشمن کے ہاتھ
گرفتار ہو جائے تو واقعی گرفتار کنندہ خوش نصیب ہو گا۔
چونکہ امیر واریق نے سولہ ہزار پونڈ بطور انعام دینے کا
وعدہ کیا ہے۔

جون ۔ (پھولے نہ سماکر) سولہ ہزار پونڈ اور وہ بھی میری گرفتاری کے لئے۔ میں نہیں جانتی کہ اتنی زیادہ رقم دنیا میں کسی کے پاس ہو۔

ڈوان ۔ انگلینڈ میں تو موجود ہے۔ اب میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی وقت جون انگریزوں کے ہاتھ گرفتار ہو جائے تو اس کو بچانے کے لئے کون جائے گا۔ تم میں سے کوئی اس کے لئے ایک انگلی بھی اٹھانے کو تیار ہے۔ میں تو چرچ کی جانب سے اپنی رائے کا اظہار کر دیتا ہوں کہ جس روز گڈیمز یا برگنڈی اس کو گھوڑے پر سے نیچے گرانے میں کامیاب ہو گئے اور اگر فوری موت واقع نہ ہوئی تو اس کو کالی کوٹھری میں مقید کر دیں گے۔ اور اس زندان سے سنٹ پیاٹرک یا کوئی فرشتہ قفل و زنجیر کو توڑ کر نجات نہ دلائے اور دشمنوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جس طرح مجھے وہ شکست دے کر قتل کر سکتے ہیں اسیطرح تجھے بھی بلا دقت ہلاک کر سکتے ہیں اور دوسرے روز ہی تیرا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔ اور تیری قیمت و وقعت ایک سپاہی کے برابر بھی باقی نہ رہے گی کیونکہ میں تیرے ہمدوش ہو کر لڑا ہوں۔ اور تیرے لئے میرے دل میں جگہ ہے۔ اس وجہ ایک ہم شریک سپاہی کی بلا وجہ قربانی مجھے منظور نہیں ہے۔

جون ۔ جب تک میں تجھے قصوروار نہیں ٹھہراتی ۔ تیری بات میں

صداقت ضرور ہے۔ اگر خدا میرا ساتھ چھوڑ دے اور شکست اٹھانی پڑے تو ایسی صورت میں میری قیمت و قربانی مقابلتاً ایک ادنیٰ سپاہی سے زاید نہوگی۔ مگر جب خدائے تعالیٰ نے ملک فرانس کو میرے ناتواں ہاتھوں سے اسقدر فائدہ پہونچایا تو اب فرانس کا فرض ہے کہ وہ میری حفاظت کرے۔

چارلس۔ میں پہلے ہی سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اور اس تخت نشینی کی رسم کی ادائی میں جس قدر قرض لینا پڑا تھا وہ تمام رقم بھی صرف ہو چکی ہے۔ اور اب ایک پائی بھی سلک نہیں ہے۔

جون۔ مگر وا لیان چرچ۔ آپ سے زیادہ دولت مند ہیں ان پر میرا بھروسہ ہے۔

آرچ بشپ۔ اے چھوکری۔ تجھے تو وہ چڑیل قرار دیکر راستے سے پکڑ کر اور گھسیٹ کر جلا دینگے۔

جون۔ تقدس مآب آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ میں ڈائن کسطرح ہوسکتی ہوں؟

آرچ بشپ۔ پیئر توشون۔ اپنا کام بخوبی جانتے ہیں۔ تجھسے جو کچھ کہ کام سرانجام ہوا اس سرانجامی میں خدائے پاک کی تائید تھی ایسی رائے کے ظاہر کرنے پر جامعہ پیرس نے ایک عورت کو زندہ حوالہ آتش کیا ہے۔

جون۔ کیوں۔ کس لئے۔ اس کو آگ میں جھونکا گیا۔ اس میں کیا

عقلمندی تھی۔ مجھسے جو کچھ بھی کام سرزد ہوا ہے۔ اس میں خدا کی مرضی شریک تھی۔ سچ کہنے پر کیا عورت جلائی جا سکتی ہے۔

آرچ بشپ۔ تاہم انھوں نے تو اس کو سپرد آتش کر ہی دیا۔

جون۔ مگر آپ کو تو اس کا علم تھا کہ وہ عورت جو کچھ کہہ رہی تھی اس میں سچائی تھی۔ کیا آپ اسی طرح مجھے بھی جلوا دیں گے۔

آرچ بشپ۔ میں ان کو کس طرح روک سکونگا؟

جون۔ آپ چرچ کے اقتدار سے ایسا کر سکتے ہیں۔ چونکہ آپ چرچ کے بہت بڑے پیشوا ہیں۔ میری واجبی حمایت کے لئے آپ کی دعائیں شریک رہیں تو میں آگ میں کودنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

آرچ بشپ۔ جب تک تجھ میں غرور ہے۔ اور جب تک تو احکام چرچ کی فرمانبردار نہوگی تب تک تجھے دعاؤں کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

جون۔ ہر وقت آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں۔ میں مغرور نہیں ہوں اور نہ آپ کی نافرمان۔ میں تو ایک غریب و مفلس لڑکی ہوں۔ اور اس قدر نادان ہوں کہ ایک لفظ بھی لکھنا پڑھنا نہیں آتا۔ تو ایسی صورت میں کیونکر خود پسند بن سکتی ہوں۔ البتہ صدائے ہاتف کی تعمیل میں ہمیشہ مستعد ہوں۔ خدائے پاک کے احکام اور ندائے غیب کی آوازوں پر سر تسلیم خم کرتی ہوں۔ اس پر بھی آپ کا یہ فرمانا کہ میں حکم کی تعمیل سے گریز کرتی ہوں۔ یہ کہاں تک

بجا ہے یہ آپ کی توجہ کا محتاج ہے۔

آرچ بشپ۔ خلاقِ عالم کو جو کچھ اپنی مخلوق سے کہنا ہو وہ بلا توسط چرچ ہو نہیں سکتا۔ اور تجھے جو آوازِ غیب سنائی دیتی ہے۔ یہہ صرف تیرے دل کے ترنگ ہیں۔

جون۔ نہیں۔ کیا اس میں سچائی نہیں ہے۔

آرچ بشپ۔ (آتش بیکر بنکر) تو اہل اللہ کو خدا کے گھر میں جھوٹا کہنے کی ہمت کر رہی ہے۔ کیا یہ تکبر نہیں ہے۔ اور پھر اس پر فرمابرداری کا دعویٰ۔

جون۔ میں نے آپ کو جھٹلایا نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ میری آوازِ غیب میں صداقت نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کو اس پر اعتقاد نہو اور یہ میرے دل کی ترنگ ہی سہی تاہم کیا وہ صحیح ثابت نہیں ہوئی اور کیا آپ کا دنیوی مشورہ ہمیشہ غلط ثابت نہیں ہوتا رہا۔

آرچ بشپ۔ (ابرو پر بل ڈالکر) تجھے سمجھانا اندھے کو آرسی بتلانا ہے۔

چارلس۔ ان تمام گفتگو کا مدعا آخر میں ایک ہی ہے۔ کہ جو کچھ کہ وہ کہتی ہے تمام صداقت سے مملو ہے۔ اور دوسروں کا کہنا صداقت سے دور ہے۔

آرچ بشپ۔ یہ تجھے میری آخری تنبیہ ہے اس کو خوب یاد رکھ کہ اگر تو اپنی ذاتی رائے پر چلیگی اور اس کی وجہ کسی آفت میں

گرفتار ہو جائے گی تو چرچ کسی قسم کی مدد نہیں کرے گا
اور تیرے کئے ہوئے اعمال کا ثمرہ بھگتنے کے لئے اور تیرے
مقسوم میں جو کچھ کہ لکھدیا گیا ہے اس کو برداشت کرنے
کے لئے تنہا چھوڑ دیجائے گی پرستار زادہ نے بھی تجھے
بخوبی واقف کر دیا ہے کہ سرداروں کی رائے کے خلاف
اپنی بڑائی اور واقفیت کا دعویٰ کر کے حسب مرضی عمل
کیا گیا تو۔

ڈوان۔ میں اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ جس طرح
میدان اورلیان میں دشمنوں کے مقابلہ میں تیری امداد
کے لئے اپنی فوج کی تعداد زیادہ تھی اس طرح کثیر لشکر
ہمراہ رکھے بغیر کمپائین پر حملہ کی کوشش کی گئی تو۔

آرچ بشپ۔ تو ایسی صورت میں لشکر تیرا ساتھ چھوڑ دے گا۔ اور
تجھے بچانے کی بھی کوشش نہ کرے گا۔ اور حضور یہ
اقدس کا یہ ارشاد عالی ہے کہ حکومت کے پاس بھی اتنی رقم
سلک میں نہیں ہے کہ تجھے بچانے کے لئے فدیہ ادا
کیا جا سکے۔

چارلس۔ واقعی ایک پائی بھی سلک میں نہیں ہے۔

آرچ بشپ۔ دیکھ تو تنہا کھڑی ہے۔ تیرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ اپنے
غرور اور اپنی حماقت میں اور وہم اور گمان باطل پر
تجھے جو یقین ہے۔ اور لامذہبیت کیوجہ جو گناہ تجھے سرزد
ہو رہے ہیں اس کو خدائی الہام کے پردہ وسایہ میں چھپا لیگی

جو عیاری و شاطری کی جا رہی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور جب
تو اس بڑے مقدس گرجا سے باہر نکلیگی تب ایک
انبوہ کثیر تیرا استقبال کر کے تجھے عزت دے گا۔ اور
صدائے آفریں بلند کریں گے۔ اور اپنے چھوٹے چھوٹے
بچوں کو تیرے سامنے ڈالکر تجھسے دعا کے طالب ہونگے
اور تیرے دست و پا کو تعظیمی بوسے دیں گے۔ یہ بیچارے
ناسمجھ نادان بھولے بھالے لوگ یہ سمجھنے سے مجبور
و معذور ہیں کہ ان کی وجہ تیرا دماغ کس قدر خراب
ہو رہا ہے۔ اور دن بدن نخوت و فرعونیت کے غار
میں گر کر تیرے روح کی بربادی ہو رہی ہے۔ وہ تجھسے
جیسا چاہیں پیش آئیں۔ مگر یاد رکھ کہ تو اکیلی ہے اور یہ لوگ
تیری حفاظت نہیں کر سکتے۔ حال ہی میں ایک غریب
کم عقل عورت کو جامعہ پیارس نے بھڑکتی ہوئی چتا پر
اپنے ہاتھوں سے جلا دیا۔ اس جلتی ہوئی آگ سے کسی کو
بچانے کی کوئی قوت و قدرت رکھتا ہے تو وہ صرف
ہم ہیں۔ ہمارے سوائے تیرا کوئی مددگار و غمخوار نہیں ہے۔

جون - (آسمان کی طرف دیکھکر) تم جو چاہو تہمت لگاؤ۔ اوپر والا
تو دیکھ رہا ہے۔ تم سے زیادہ وہ میرا محسن۔ مددگار۔
اور صلح کار ہے۔

آرچ بشپ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے سمجھانا پتھر سے پانی نکالنا ہے
تو ہمارا سہارا چھوڑ کر ہم سب کو اپنے خلاف بنا رہی ہے،

جیسی تیری مرضی۔ جا۔ جا۔ تیرے راستے سے۔ اگر تو ہارے اور برباد ہو جائے تو خدائے پاک تیری روح کو نجات بخشے!!

ڈوان ۔ تقدس مآب۔ جو کچھ کہ فرما رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔ تو اب بھی اگر مان جائے تو خیر ہے۔

جون ۔ اگر اِس سچائی پر عمل کیا جاتا تو آج تمہاری کیا نوبت ہوتی تم میں سے کسی سے نہ سچی مدد مل سکتی ہے۔ اور نہ سچا مشورہ۔ مجھے اس کا احساس ہے کہ میں اس دنیائے فانی میں بالکل تنہا اور اکیلی ہوں۔ جب فرانس لڑائیوں سے بے حد گھائل ہو کر ایڑیاں رگڑ رہا تھا جان کنی کی اذیت میں مبتلا تھا اس وقت میرے والد نے میرے بھائیوں سے کہا تھا کہ اگر میں گھر میں رہکر بکریوں کو نہ چراؤں تو مجھے دریا برد کر دیا جائے۔ اگر اس ڈر سے بکریوں کی گلہ بانی اختیار کرتی تو ایسی صورت میں فرانس پر جو کچھ کہ افتاد پڑتی وہ محتاج تشریح نہیں ہے مجھے توقع تھی کہ فرانس کے دربار میں ملک و بادشاہ کے بہی خواہ ہوں گے۔ مگر میں نے ان کو وطن فروشی پر ہمیشہ آمادہ پایا۔ اور ایک دوسرے کو آپس میں دست و گریبان دیکھا۔ مجھے امید تھی کہ خدا کے یہ سب اچھے بندے ہوں گے۔ چونکہ وہ سب کا نگہبان ہے۔ اور میں نے غلط فہمی سے یہ خیال کیا تھا کہ اس وقت جو وہ مجھے بہ نظر حقارت دیکھ رہے ہیں

بوقت ضرورت میری پشت پناہی کریں گے۔ مگر اب
مجھے عقل آرہی ہے اور اس عقل انسانی سے کسی کو
زیاں نہیں پہونچ سکتا۔ اس خیال باطل میں بتلا رہنا
کہ میں اکیلی ہوں اس وجہ ڈر جاؤں گی۔ مگر فرانس بھی
تنہا ہے۔ خدا بھی وحدہ لاشریک ہے۔ ایسی صورت میں
جب میرا ملک تنہا ہے۔ اور میرا پروردگار بھی واحد ہے تو
پھر مجھے تنہائی کی کیا پرواہ ہے۔ اب میں دیکھ رہی ہوں کہ
جب میرا خدا واحد و لاشریک ہے اور اسی وجہ وہ قادر و
توانا ہے۔ مگر وہ تمہاری کوتاہ نظری اور رشک و بغض
سے بھرے ہوئے خیالات کو معلوم کرلے تو تمہاری نسبت
کیا خیال کرے گا؟ اس وجہ سے میں بھی اپنی تنہائی کو ذاتی قوت
بناؤں گی۔ چونکہ خدا کے ساتھ اکیلے رہنے میں بڑا لطف
ہے۔ اپنے رحم و کرم سے وہ مجھے محروم نہ رکھیگا۔ اس پر
بھروسہ رکھکر جب تک جان میں جان ہے ہمت سے
کام لوں گی تنہا کھڑی رہوں گی۔ اب میں عوام کے پاس
باہر جاتی ہوں۔ تمہارے قہر آلود نظروں سے جو حقارت
کی شعائیں نکل رہی ہیں اس سے مجھے روحانی صدمہ
ہو رہا ہے۔ اس کو ان عوام کی نظر محبت سے رفع
کروں گی۔ مگر یہ خوب یاد رکھو کہ اگر مجھے جلایا جائے گا تو
اس دھکتی آگ سے نکل کر ہمیشہ کے لئے ان کے
دلوں میں گھر کرلونگی۔ خدا تو میرا نگہبان ہو (جون چلی جاتی ہے)

سب کے چہرے اتر جاتے ہیں اور بنظر حیرت اس کو دیکھتے
ہیں اور لاہیر اپنی مقطع ڈاڑہی کو بل دیرہا ہے ۔)

بلو ہیرڈ ۔ اس لڑکی کی حرکت ناقابل برداشت ہے۔ میں اس کو بنظر
نفرت نہیں دیکھ رہا ہوں ۔ مگر اس فطرت و طبیعت کے
انسان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے ۔

ڈوان ۔ خدا گواہ ہے ۔ کہ اگر یہ دریائے لوّریں کو دپڑتی تو اُس کو
بچانے کیلئے میں زرہ بکتر پہنے ہوئے ہی کود پڑتا ہے مگر
کمپائین میں اس سے کچھ ایسی مجنونانہ حرکت سرزد ہو
اور اس کے باعث یہ گرفتار ہو جائے تو پھر نوشتہ تقدیر کو
بھگتنے کے سوا اس کو بچانا ناممکن ہوگا ۔

لاھائیر ۔ مجھے پا بہ زنجیر کردو ۔ تاہم جب میں اس کے جوش و خروش
کو دیکھتا ہوں تو اس کے ساتھ بہت بڑی آفت کو اٹھانے
کی ہمت مجھ میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے ۔

آرچ بشپ ۔ یہ میرا دل بھی ہلا دیتی ہے ۔ اس کے اس جوش و خروش
میں ضرور کوئی غیبی قوت ہے ۔ مگر اس کے لئے جو عمیق قبر
کھودی جا رہی ہے اس کی بھلائی یا برائی کے لئے ہے
لیکن افسوس کہ ہم اس کو دفن ہونے سے بچا نہ
سکیں گے ۔

چارلس ۔ یہ خاموش رہے یا گھر چلی جائے تو کافی ہے ۔ (سب اسکے
پیچھے مایوسی کے ساتھ جا رہے ہیں)

چھٹا ایکٹ

چھٹا سین

منظر۔ شہر روان۔ زمانہ۔ ۳۰ رمئی ۱۴۳۱ء کے علی الصباح قلعہ کے اندرونی حصہ میں ایک سنگ بستہ کمرہ دکھائی دیرہا ہے جس میں دارالقضاء کا اجلاس منعقد ہے۔ اور یہ ایک مذہبی عدالت ہے۔ اجلاس کے ممبر پر دو بلند کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک پر مذہبی پیشوا بشپ۔ اور دوسرے پر حاکم دارالقضاء متمکن ہیں۔ مقدمہ کی سماعت کا آغاز ہونے والا ہے اور اجلاس کے دونوں بازو کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ جس پر پادریوں وکیلوں۔ محتسبوں اور حواریوں کی نشست کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور اہل جیوری شریک ہیں۔ اس کمرہ کے

ایک گوشہ میں میز ہے اور اس کے روبرو ایک اسٹول منشی عدالت کے لئے اور ملزمہ کے لئے ایک ناتراشیدہ کھرڈ کھرڈا چوبی اسٹول رکھا ہوا ہے۔ اس اجلاس کے دوسرے جانب جلوہ خانہ ہے۔ جہاں کمانوں اور دالانوں سے گزر کر جانے کا راستہ ہے اور سردی سے بچنے کے لئے کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اجلاس کے درمیانی دروازہ سے امیر واریق داخل ہوتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ایک مصاحب بھی ہیں۔

مصاحب ۔ (تیزی سے) والا قدر آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ اجلاس دارالقضا ہے۔ اور اپنا تعلق انتظام مملکت سے ہے۔

امیر واریق۔ ہاں مجھے اس کی خبر ہے۔ براہ مہربانی بودے کے بشپ کو اطلاع دیجائے کہ وہ مجھے تھوڑی دیر کے لئے شرف ملاقات بخشیں۔ تاکہ کچھ عرض کیا جا سکے۔

مصاحب ۔ بہت خوب۔

امیر واریق۔ یاد رکھو۔ نہایت ادب سے عرض کرنا۔ قاضی ۔ ناجی ۔ مت کہنا۔

مصاحب ۔ جی نہیں حضور۔ میں مودبانہ عرض کرونگا۔ مگر جب دوشیزہ حاضر عدالت کی جائے گی اس وقت یہ قاضی۔ یا جی آتش کا مینار تیار کروائے گا۔

(قوشون۔ ایک عمر رسیدہ اور ایک نوجوان پادری کے ساتھ اجلاس

کے لئے آرہے ہیں۔ نوجوان پادری کے ہاتھ میں مقدمہ کی مثل کا
بلندہ ہے۔)

مصاحب۔ بودے کے بشپ صاحب اور دوسرے دو محترم پادری
تشریف فرما ہو رہے ہیں۔

امیر واریق۔ تم باہر ٹھہرو۔ اور دیکھو کہ کوئی بلا اجازت اندر داخل نہ ہو۔

مصاحب۔ بہت خوب۔ جناب عالی (تن کر باہر چلا جاتا ہے۔)

قوشون۔ امیر واریق صبح بخیر۔

امیر واریق۔ صبح بخیر۔ تقدس مآب۔ آپ کے ان دونوں دوستوں
سے ملکر مجھے بیحد مسرت ہوئی۔

قوشون۔ (تعارف کراتے ہوئے) امیر واریق یہ میرے برادر
جون لیمتر جن کا فرقہ سنٹ ڈومیک سے تعلق ہے اور اس وقت
حاکم دار القضاء کے تحت ملک فرانس میں اہم مذہبی مقدمات کی
تحقیقات فرماتے ہیں۔ برادر جون یہ امیر واریق ہیں۔

امیر واریق۔ مجھے آپ سے نیاز سندی حاصل کر کے بیحد خوشی ہوئی ہمارے
یہاں انگلینڈ میں عدالت دار القضاء نہیں ہے۔ اور اس کی میں
سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں اور بالخصوص اس موجودہ نوعیت
کے مقدمات میں۔

قوشون۔ (دوسرے پادری سے تعارف کراتے ہوئے) امیر صاحب
جیہون ڈسٹی ویٹ سے ملیئے یہ اس وقت پیروکار عدالت کی
حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

امیر واریق۔ عدالت دار القضاء کے پیروکار صاحب۔ بہت خوب۔

بہت خوب۔ میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ (دستی ویٹ تعظیماً سر خم کرتے ہیں۔ ان کی عمر تخمیناً (۳۰) سال ہے۔ اور آتش پیکر معلوم ہوتے ہیں)۔

امیروا اریق۔ اِس مابہ البحث مقدمہ کی تحقیقات کس نوعیت پر ہے۔ برگنڈیوں نے اس دوشیزہ کو "کمپائین" کے میدان میں گرفتار کیا۔ جس کو (۸) ماہ کا عرصہ منقضی ہوا۔ اب عدالت سے اس کا جلد تصفیہ ہوجانا چاہیئے۔ اس غرض سے برگنڈیوں کو معقول رقم دیکر اس کو خرید اگیا ہے۔ اور اس کو بھی چار ماہ کا عرصہ گزر چکا۔ اور اس کے بے دین و ملحدہ ہونے کی بنا و پر (۳) ماہ پیشتر چالان عدالت کی گئی ہے۔ مگر ایک معمولی اور سیدھے مقدمہ کے لئے جو تاخیر ہو رہی ہے اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس مقدمہ کا تصفیہ جلد نہ ہوگا۔

حاکم عدالت — (خندہ زن ہوکر) مگر امیر صاحب ہنوز مقدمہ کی تحقیقات کا آغاز ہی نہیں ہوا ہے۔

امیروا اریق۔ کیا ابھی تحقیقات کا آغاز نہیں ہوا۔ حالانکہ اس مقدمہ کو دایر ہوکر (۱۱) ہفتہ گزر چکے ہیں۔

توشون ۔ یہ مدت بیکار نہیں گزری ہے۔ (۱۵) دفعہ دوشیزہ سے تفتیشی سوالات کئے گئے ہیں۔ جس میں (۶) مرتبہ کھلے طور پر اور (۹) مرتبہ خفیہ طور پر۔

حاکم عدالت ۔ (مسکراکر) اس تحقیقات میں مجھے صرف دو مرتبہ شریک ہونے کا موقع ملا۔ اب تک جو تحقیقات عمل میں آئی ہے وہ تمام آرچ بشب سے متعلق ہے۔ اور عدالت دار القضا سے

اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اس تحقیقات میں میری شرکت کا
تصفیہ بحیثیت حاکم عدالت ابھی طے پایا ہے۔ ابتداء میں تو مجھے
یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اس مقدمہ کا تعلق جرم لامذہبی سے نہیں ہے
اور میں سمجھتا تھا کہ یہ ایک سیاسی مقدمہ ہے چونکہ ملزمہ میدان جنگ
کی گرفتار شدہ ہے۔ مگر دو وقت اس مقدمہ کی جو میں نے سماعت
کی اس سے بادی النظر میں یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ یہ لڑکی لامذہبیت کے
سنگین جرم میں ماخوذ ہے۔ اس سبب سے اب قانون و ضابطہ کے تحت
سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور آج صبح ہی سے اس کی تحقیقات شروع
کی جا رہی ہے (عدالت کی کرسی کی جانب جا رہا ہے۔)

قوشون۔ اگر آپ فرماتے ہیں تو اسی وقت تحقیقات کا آغاز
کیا جا سکتا ہے۔

امیر واریق۔ (فرط مسرت سے) آپ نے تو یہ اچھا مژدہ سنایا اگر
سچ پوچھئے تو ہم انتظار میں صبر و قرار کھو چکے ہیں۔

قوشون۔ دوشیزہ جون کی تائید کرنے والے ہمارے آدمیوں
کو غرق آب کرنے کی دھمکی تمہارے سپاہیوں نے جو دی تھی اس پر
یہ ہی اندازہ میں نے لگایا تھا۔

امیر واریق۔ افسوس۔ افسوس۔ کیا ان سے ایسی ناشائستہ حرکتیں سرزد
ہوئیں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کے لئے ان کے دلوں میں عزت
و حرمت ہوگی۔

قوشون۔ (ترش روئی سے) مجھے ایسی عزت و مہربانی کی مطلق
ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عہد راسخ کر لیا ہے کہ تمام مقدمہ کے

واقعات متعلقہ دوشیزہ نہایت صاف دلی اور بے لوثی سے سماعت
کئے جائیں۔ عدالت دارالقضاء کا فیصلہ کچھ بازیچۂ طفلاں نہیں ہے۔
جناب عالی۔

حاکمِ عدالت ۔۔ (لوٹ کر) اتنی اچھی۔ اتنی بے لاگ و آزاد
و غیر طرفدار تحقیقات آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ دوشیزہ کو اپنی
جانب سے کسی وکیل کو مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے
جانب سے تمام خیر خواہ جو اس کی روح کو آگ سے بچے دل سے
بچانا چاہتے ہیں اس کی جانب سے پیروی کر سکتے ہیں۔

وسٹی ویٹ۔ جناب والا۔ میں مذہبی عدالت کا پیرو کار ہوں۔ اور میرے
لئے دوشیزہ کے خلاف مقدمہ چلانا ایک نہایت رنج دہ
فریضہ ہے۔ مگر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر مجھسے زیادہ
خدا ترس فضیلت و علمیت اور پارسائی رکھنے والے لوگوں نے اسکو
نیک مشورہ نہ دیا ہوتا اور یہ ذہن نشین نہ کرایا ہوتا کہ وہ گمراہ ہے
اور کس طرح نجات حاصل کر سکتی ہے تو میں عدالت کی وکالت کو
چھوڑ کر اس کی جانب سے پیروی کرتا (وکیلانہ تقریر و بحث
و چرب زبانی سنکر کرسی نشینان عدالت ناراض دکھائی دیتے
ہیں۔) عوام کا یہ خیال ہے کہ اس مقدمہ کی تحقیقات ہم تعصب
و طرفداری سے کر رہے ہیں۔ مگر خدا شاہد ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے
ہیں اس میں رتی برابر صداقت نہیں ہے۔ کیا ہم نے اس کو خوب
مارا ہے۔ اور اچھی طرح ظلم و زیادتی کی ہے۔ نہیں بالکل نہیں۔ ایسا
نہیں کیا گیا۔ البتہ راہ راست پر آنے کی جو تلقین دیجاتی تھی وہ اب

موقوف کر دیگئی ہے۔ کیا اس کو گمراہی سے بچانے کے لیئے ہم نے عاجزی و انکساری سے کام نہیں لیا کیا ہم نے اس کو متنبہ نہیں کیا تھا۔ کیا وہ ایک مذہب سے منحرف اور بھٹکی ہوئی لڑکی نہیں ہے۔ چرچ کے سایۂ عاطفت میں آجانے کے لیئے کیا ہم نے اس کو سمجھانے میں کوئی کسر باقی رکھی ہے۔

توشون۔ (قطع کلام کرتے ہوئے) مگر خوب یاد رکھیئے پیر دکارصاحب آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سب سچ ہے۔ اگر آپ نے زور بیان اور فصاحت سے اس کے غیر متزلزل یقین و اثق کو بدل دینے میں کامیاب ہوگئے تو پھر میری اور آپ کی جان کی سلامتی کی توقع ایرداریق سے رکھنا فضول ہے۔ اور اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔

امیر واریق۔ (گفتگو ناپسندیدہ مگر سچائی سے معترف) آہا۔ تقدس مآب آپ بیچارے غریب انگریزوں سے بہت سختی سے پیش آرہے ہیں۔ مگر یہ سچ ہے کہ دوشیزہ کو بچانے کی آپ کو جیسی پاک تمنا ہے ویسی ہم کو نہیں ہے۔ دراصل مجھے وضاحت سے عرض کر دینا چاہیئے کہ اس کی موت سلطنت کے لیئے ضروری و لازمی ہے۔ گو کہ یہ فعل مرغوب طبع نہیں ہے۔ مگر اس کا دوسرا علاج بھی نہیں ہے۔ اور اگر اتفاق سے چرچ نے اس کو بری کر دیا تو۔

توشون۔ (سختی و دھمکی سے) اگر چرچ نے اس کو رہا کر دیا تو خبردار اگر کسی نے اس کی طرف انگلی بھی اٹھائی تو اس کی خیر نہیں ہے خواہ وہ ملک معظم ہی سہی۔ چرچ حکومت کے مصالح کے تابع نہیں ہے۔

حاکم عدالت۔ (آہستہ سے درمیان میں قطع کلام کرتے ہوئے) میرے امیر نتیجہ آخر کے لئے فکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ایک فریق مقدمہ نے اس کا تہیہ کر لیا ہے کہ وہ جلانے کی مستحق ہے۔ اور یہ آپ کے حسب منشا ہے۔

امیر واریق۔ خوب۔ وہ کون فریق ہے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

حاکم عدالت۔ وہ خود مدعی علیہ ملزمہ ہے۔ اس کا منہ بند بھی کر دیا جائے لیکن جب وہ کہلیگا تو اس کو دس گناہ زیادہ خطا وار بنائے گا۔ اور اس وقت کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

پیروکار عدالت۔ واقعی اس میں صداقت ہے امیر۔ چرچ کے خلاف اسکی گفتگو سن کر میرا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔

امیر واریق۔ آہا۔ اگر اس کی بے گناہی کا آپ کو اطمینان ہو جائے اور وہ بے جرم ثابت ہو تو آپ سے جو کچھ بھی بن پڑے اس کے بچانے میں کمی نہ کرنا۔

(قوشون کی طرف دیکھکر)۔ چرچ کی عنایت بغیر کوئی قدم اٹھانا میرے لئے ٹھیک نہیں ہے۔

قوشون۔ (بہ نظر نفرت) اس قدر صاف گوئی کے باوجود آپ کو منافق و مکار کیوں کہا جاتا ہے؟ اپنے ضمیر کو خطرہ میں ڈالکر بھی اپنے فرقہ کی تائید کرنا و نیز آپ کی حب الوطنی کی میرے دل میں بیحد قدر و منزلت ہے گو کہ ضمیر کے خلاف کرنے کی میں خود ہمت نہیں کر سکتا۔ چونکہ مجھے خدا کے عذاب کا ڈر ہے۔

امیر واریق۔ اگر ہم دل میں کسی کا ڈر رکھیں۔ تقدس مآب تو انگلستان پہ

ہم حکومت نہیں کر سکیں گے۔ کیا اب میں فریقین کی حاضری کا انتظام کر دوں؟

توشون ۔ ہاں اب آپ تشریف لیجائیے۔ اب عدالت اپنا کام آغاز کرے گی۔

(ایمروا ریق باہر چلا جاتا ہے۔ توشون عدالت کی کرسی پر فروکش ہوکر۔ اور وسٹی ویٹ پیروکار عدالت مینز کے پاس بیٹھ کر مقدمہ کے متعلقہ کاغذات کو بہ نظر تعمق دیکھ رہا ہے)۔

توشون ۔ (اطمینان سے عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے) یہ سب انگریز کس قدر بد ذات اور بد اطوار ہیں۔

حاکم عدالت ۔ (جو توشون کی جانب چپ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے) واقعی ہر قسم کی حکومت انسان کو ذلیل و رسوا بنا دیتی ہے۔ حکومت کرنے کی تعلیم ان کو نہیں دیگئی ہے۔ اور ان پر کسی محتسب کی نگرانی بھی نہیں ہے۔ اپنے امراء بھی ایسے ہی خراب واقع ہوئے ہیں۔

(چپلین ڈ۔ اسٹرابنرگ۔ اور ڈاکٹر توسریل پادری معمر (۳۰) سالہ دونوں ملکر آرہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے ممبران جیوری ہیں۔ منشی عدالت اپنی نشست پر بیٹھ جاتا ہے۔ مگر ایک کرسی پیروکار عدالت وسٹی ویٹ کے روبرو خالی رکھی ہوئی ہے۔ ممبران جیوری حلقہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنی اپنی نشست پر متمکن ہیں۔ عوام کھڑے رہکر عدالت کے کام کو آپس میں آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ڈ۔ اسٹرابنرگ کیقدر اپنی توہین سمجھ کر کرسی پر نہیں بیٹھتا ہے۔ اور اسی طرح ڈ۔ توسریل بھی کھڑا رہتا ہے)۔

قوشون - آیئے. ڈ. اسٹرابنرگ (حاکم عدالت سے) یہ انگلینڈ کے پیشوائے
دین کے چیپلین ہیں۔

چیپلین - (جلدی سے تصیح کرتے ہوئے) ونچسٹر کے بڑے پیشوائے
دین تقدس مآب. مجھے کچھ عذرداری کرنی ہے. میرے لارڈ.

قوشون - آپ معترض تو ہمیشہ کے ہیں۔

چیپلین - اس عذرداری کے لئے میں تنہا نہیں ہوں. پیرس کے
یہ پادری مسٹر ڈ. قوسریل بھی میرے ساتھ شریک ہیں.

قوشون - چلئے کہئے. اور کیا عذر پیش کرنا ہے.

چیپلین - مجھ پر تقدس مآب کا اعتماد نہیں ہے. یہ تو صاف ظاہر ہے
اسوجہ ڈ. قوسریل آپ ہی فرمائیے. (ناراض ہوکر قوشون کے
جانب راست بیٹھ جاتا ہے)۔

قوسریل - تقدس مآب ہم نے نہایت عرق ریزی. تکلیف اور محنت
برداشت کرکے ملزمہ کے خلاف (۶۴) الزامات کا چالان پیش کیا
تھا. اب عدالت سے ان الزامات کی تعداد بلا ہمارے استمزاج
کے گھٹائی جارہی ہے۔

حاکم عدالت - مسٹر قوسریل. الزامات کی تعداد کم کرنے کا باعث تو
میں ہوں. مگر (۶۴) الزامات قایم کرکے چالانات مرتب کرنے میں
جو سرگرمی جوش اور مستعدی بتلائی گئی ہے. ہم اس کو دیکھکر متحیر
و متعجب ہیں مگر ایک بے دین ملحدہ پر الزام قایم کرنے کے لئے اختصار
سے کام لینا کافی ہے اور یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئیے کہ سب
حاضرین عدالت آپ جیسے زیرک. دانشمند. اور عاقل نہیں رہا کرتے۔

اور بعض عقل کے دشمن آپ کی دانائی و عقلمندی دیکھکر کہہ اٹھینگے
کہ آپ کی عقل کے طوطے اُڑ گئے ہیں۔ اس لئے بعد غور و خوص
کے (۶۴) الزامات کے بجائے صرف (۱۲) قایم رکھے گئے ہیں۔

قوسریل۔ (نہایت حیرت زدہ ہوکر) صرف (۱۲)

حاکم عدالت۔ ملزمہ کو مجرم قرار دینے کے لئے یہ (۱۲) الزامات بہت
کافی ہیں۔

چیپلین۔ مگر چند اہم و سنگین الزامات کو معمولی تصور کر کے جو گھٹا
دیا گیا ہے۔ اس کی نسبت یہ عرض کرنا ہے کہ ملزمہ نے صاف طور پر
اقبال کیا ہے۔ کہ سنٹ مارگریٹ۔ کیا تھرین۔ و مقدس مائیکل
زبان فرنچ میں اس سے ہمکلامی کرتے تھے۔ اور یہ نہایت اہم
الزام ہے۔

حاکم عدالت۔ میں آپ کے اس اعتراض کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کیا
آپ کا یہ کہنا ہے کہ ان نفوس قدسیہ کو زبان لاطینی میں گفتگو کرنی
چاہیئے تھی۔

قوشون۔ نہیں۔ ان کا منشاء یہ ہے کہ انھیں انگریزی میں بولنا
چاہیئے تھا۔

چیپلین۔ جی ہاں۔ تقدس مآب۔

حاکم عدالت۔ سنیئے میں اس کی تشریح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب اس سے
متفق ہیں کہ جو آواز غیب اس دوشیزہ کو سنائی دیتی تھی اور جس کی
وہ تعمیل کرتی رہی وہ الہام نہیں تھے۔ بلکہ وسوسہ شیطانی اور اسی
باعث وہ عفریت میں مبتلا ہوگئی ہے۔ اس خاص امر کے نسبت

عدالت کی توجہ مبذول کرانا آپ کے لئے زیادہ زیبا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ انگلینڈ کے ملک معظم جس کے تم نمایندہ ہو ان کے بھی شایان شان تھا۔ اگر یہ تصفیہ کر دیا جائے کہ انگریزی زبان مردود شیطان کی مادری زبان ہے تو کیا آپ اس کو پسند کرینگے لہذا ان تمام نامفید باتوں کو چھوڑ دو۔ (۱۲) الزامات میں سے یہ مسئلہ بھی بالکل خارج از بحث قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اب حضار اجلاس بیٹھ جائیں۔ مقدمہ کی سماعت شروع ہوتی ہے۔ (حضار بیٹھ جاتے ہیں)

قوسریل۔ ہماری اس قدر محنت جو آجکل برباد ہو رہی ہے۔ لعیب دشمنان اس سے صاف عیاں ہے کہ اس چڑیل نے اپنے شیطانی اثرات سے کس قدر عدالت کو بھی مغلوب کر لیا ہے (چیپلین کے جانب راست بیٹھ جاتا ہے)۔

قوشون۔ کیا مجھ پر بھی تم یہ اعتراض کرنے کی ہمت کر سکتے ہو۔ کہیں بھی اس کے شیطانی اثرات سے متاثر ہو چکا ہوں۔

قوسریل۔ میں عدالت پر کسی قسم کا حرف رکھنا نہیں چاہتا تقدس مآب ”سینٹیل“ کے بشپ کا گھوڑا جو اس لڑکی نے چرایا تھا اس الزام پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہونا دکھائی دے رہا ہے۔

قوشون۔ (غصہ کو بمشکل چھپا کر) یہ کوئی عدالت کو توالی نہیں ہے کہ ایسے تعزیری معمولی جرم کی تحقیقات میں وقت برباد کیا جائے۔

قوسریل۔ (صدمہ کی ضرب سے برہم ہو کر) تقدس مآب آپنے بشپ

کے اسپ تازی کو کیا اس قدر ذلیل تصور کیا ہے۔

حاکم عدالت۔ (بردباری سے) پادری قوسریل۔ ملزمہ کا یہ بیان ہے کہ اس نے بشب کے گھوڑے کے لئے اچھی قیمت ادا کی تھی۔ اگر یہ رقم بشب صاحب کو نہیں ملی ہے تو اس میں اس لڑکی کا کوئی قصور پایا نہیں جاتا۔ اس کا بیان قرین قیاس ہے اس وجہ اس الزام سے وہ بری کی جاتی ہے۔

قوسریل۔ ہاں یہ گھوڑا کسی دوسرے کا ہوتا تو لایق درگزر تھا۔ مگر چونکہ یہ گھوڑا بشب کا ہے۔ لہذا اس الزام سے یہ کس طرح بری ہوسکتی ہے۔ (انصاف سے نا امید ہوکر بیٹھ جاتا ہے)

حاکم عدالت۔ میں آپ کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسے چھوٹے چھوٹے اور ناقابل لحاظ الزامات و اتہامات جس سے وہ برات حاصل کرلے گی تو ممکن ہے کہ اہم لامذہبی الزام سے بھی نجات پاجائے گی اس وجہ سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ملزمہ کو حاضر عدالت کیا جائے تو گھوڑے کے سرقہ کا واقعہ دیہاتی بچوں کے ساتھ پریوں کے درخت کے اطراف اس کا رقص۔ اور بھوت پریت سے پر۔ کنوئیں کے پاس اس کی عبادت ایسے ایسے معمولی معمولی واقعات پر جو گہری توجہ کیجا رہی ہے اس کو ترک کردیا جائے تو بہتر ہے۔ اس فرانس میں ایک بھی ایسی لڑکی نہ ملیگی۔ جو بھوت و پریت کے درخت کے روبرو نہ ناچتی ہو۔ اور ناپاک ارواح سے پٹے ہوئے کنوئیں کے سامنے بندگی نہ کرتی ہو۔ اور چند ایسی شریر ہیں کہ موقع ملنے پر تقدس مآب

پوپ کے گھوڑے کو بھی چرا لینے سے باز نہ آئیں گی۔ دیکھیئے صاجبین ہم کو الزام متعلقہ بے دینی کی تحقیقات کرنا ہے۔ اور اس کی بے دینی کی اصلیت کی چھان بین کر کے اس کا قلع و قمع کرنا میرے عین فرائض میں داخل ہے۔ یہاں حاکم دار القضاء کی حیثیت سے میں اجلاس کر رہا ہوں یہ کوئی معمولی عدالت فوجداری نہیں ہے۔ اس وجہ صرف الزام شرک (الحاد) پر توجہ کر کے دوسروں کو نظر انداز کیا جائے گا۔ ایسی ہی مجھے آپ کی ذات سے توقع ہے۔

قوشون۔ میں یہاں اِس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کی نسبت دیہات میں جو تحقیق کی گئی تو اس کے خلاف کوئی اہم الزام ثابت نہیں ہوا۔

چیپلین و قوسریل۔ (دونوں ساتھ کھڑے ہو کر شور مچاتے ہیں) کوئی اہم واقعہ نہیں۔ پریوں کا افسانہ نہیں۔

قوشون۔ (مستقل مزاجی سے) چپ رہو خاموش رہو۔ اگر کسیکو عدالت سے کچھ کہنا ہو تو یکے بعد دیگرے توجہ دلا سکتے ہو۔ (قوسریل دب کر اپنی نشست پر بیٹھ جاتا ہے)

چیپلین۔ (کشیدہ خاطر ہو کر) دوشیزہ نے بھی ہم کو گزشتہ جمعہ کو یہی کہا تھا۔

قوشون۔ اگر اس کی اس صلاح پر عمل کرتے تو بہتر تھا۔ میں نے جو غیر اہم واقعہ کا تذکرہ کیا ہے اس کا صرف یہی مفہوم ہے کہ تحقیقات کنندہ حاکم جس قدر دقیق النظر ہوا کرتے ہیں اس لایق یہ واقعات نہ تھے۔ ہم مقدمہ لامذہبی کی تحقیقات کرنے والے ہیں۔ اس کی نسبت

میں اپنے شریک فاضل کی رائے سے بالکل متفق ہوں۔

لارڈ وینو ۔ دیہ ایک نوجوان پادری ہیں۔جن کے چہرہ پر نورانی تجلی اور پارسائی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔اور تو سہیلی کے بازو بیٹھے ہیں) کیا اس لڑکی کی اس بے دینی سے کوئی ہرج و نقصان ہو رہا ہے؟ کیا یہ اس کی سادہ لوحی نہیں ہے۔کیا دوسرے مقربین الٰہی نے جون کے جیسا آواز غیب کی نسبت نہیں کہا ہے؟

حاکم عدالت۔ (ملائمت کو چھوڑ کر نہایت سنجیدگی سے) جناب مارٹن۔ لارڈ وینو۔الحاد کی نسبت مجھے جس قدر معلومات ہیں اسی قدر کیا اچھا ہوتا کہ آپ کو بھی واقفیت ہوتی۔ بادی النظر میں الحاد بالکل معصومیت اور مذہب سے ملوا اور بعض وقت پر شوکت و مقدس پہلو لئے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔اس کو خفیف و لطیف وحقیر نہ سمجھئے۔جو شخص عوام میں زیادہ پرہیزگار ومتقی دکھائی دے اسی سے ابتدا میں لا مذہبیت شروع ہوتی ہے۔کوئی سعادت مند پاک ذہن پارسا لڑکی یا کوئی نیک چلن پاک سیرت نیکوکار جوان صالح حکم الٰہی سے متاثر ہوکر اپنی تمام زر و نقدی غریب حاجت مندوں میں تقسیم کرکے مسکینی و مفلسی اختیار کرکے نفس کشی سے جتنی زندگی گزار رہے ہیں باوجود اس کے وہ ایک ایسا ملحدی فرقہ تیار کرتے ہیں کہ اگر بر وقت سختی سے اس کی بیخ کنی نہ کی جائے تو چرچ اور حکومت کو برباد و غارت وتباہ کر دینے کا باعث ہوں گے عدالت دار القضا میں ایسے بہت سے نظائر موجود ہیں جن کو دنیا میں آشکار نہیں کرسکتے۔چونکہ جوانان صالح و عفت مآب عورتوں کی سادہ فہم و ادراک اسکو جذب نہیں کرسکتی۔ آپ کو

معلوم ہوگا کہ تمام ہدایات کی ابتدا و فرقوں کی پہل ایسے ہی پاک طینت سادہ لوحوں کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اور ایسے متواتر مشاہدے ہو چکے ہیں۔ مجھے جو کچھ کہ کہنا ہے اس پر آپ کی خاص توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ جو زن باکرہ زنانی پوشاک ترک کرکے مردوں کا لباس زیب تن کرے اس کی ایسی ہی حالت ہے کہ جیسے کوئی اپنی زرق و برق شیروانی اتار کر کفنی پہن لے۔ جس طرح دن کے پیچھے رات آتی ہے۔ اسی طرح اس کے پیچھے فاتر العقل سودائی جنونی مرد و عورتوں کی بھیڑ بھاڑ لگی رہتی ہے۔ جو آگے چل کر کپڑے پہننے ہی سے صریح انکار کر دیتے ہیں۔ جب کنواری لڑکی کی شادی نہ ہو یا کتخدائی کا رشتہ نہ جوڑا جائے اور اسی طرح جب مرد کتخدائی کے زمرہ میں داخل نہ ہوں اور اپنی قوت نفسانی کو علم تصوف میں بر باد کریں تو اس کا واحد نتیجہ یہ مستنبط ہوگا کہ جس طرح خزاں کے بعد موسم بہار آتا ہے۔ اسی طرح زیادہ سے زیادہ نکاحوں کی ضرورت اس کو داعی ہوگی۔ اور ان کی زندگی انتہائی آوارہ گردی میں ختم ہوگی۔ لا مذہبیت بظاہر نہایت ہی جائز و معصوم و صحت بخش قابل تحسین معلوم ہو مگر انتہا میں بیحد ہولناک و وحشتناک و زشت و زبون ثابت ہوگی۔ آخر میں تمہارے جیسے رحمدل و رقیق القلب بھی چلا اٹھیں گے کہ چرچ جو رعایت و چشم پوشی کر رہی ہے وہ نہایت ہی نامناسب ہے۔ دو سو سال سے چرچ ان ملحدوں کی شیطانی کارستانی کو دور کرنے کے لئے برابر مصروف ہے۔ اور جانتے ہیں کہ فرقہ الحاد کی ابتدا ہمیشہ بیہودہ و خود پسند نادانوں سے ہوئی ہے۔ جنھوں نے اپنی عقل و نادانی کو چرچ

کے خلاف کام میں لاکر علم غیب کو ظاہر کرنے کا عزم بالجزم کر لیا ہے
ان جاہل انسانوں کو صرف مجسمہ دروغ یا دینی ریاکار و منافق سمجھنے
کی غلطی جس طرح عوام کرتے ہیں ہم کو نہ کرنا چاہیئے اور خلوص نیت و
سچائی سے اس ملعون آواز کو الہام الہی باور کرنے میں جو فطرتی
رحم و کرم سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سے احتیاط برتنی لازمی ہے۔
مجھے اس کا علم ہے کہ آپ ایک مجسمہ رحم اور نہایت ہی دلسوز واقع
ہوئے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو فیض رساں دریائے رحمت و بخشش
کے سمندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آپ تمام عمر خدمت گار کیسے
بن سکتے۔ اس وقت آپ کے روبرو ایک نوعمر دیندار صالح و پاکیزہ
دامن دوشیزہ کھڑی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انگریزوں نے
اس کے لئے جو تہمت باندھی ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے کوئی
شہادت لسانی و زبانی پیش نہیں کی گئی۔ برخلاف اس کے یہ پوری طرح
ثابت ہو رہا ہے کہ اس کے جملہ کام مسیحائی۔ بھلائی و دانائی سے مملو تھے
آپ نے بہت سی ایسی عورتوں کو دیکھا ہوگا کہ جس کے بے ڈول
چہرے اور بدشکل و مہیب صورت۔ اُن کی سخت دلی و بے مہری
کا عکس و ثبوت ہے۔ یہ کریہہ منظر ان کے اعتراف گناہ سے قبل
ہی ان کو مجرم ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔ مگر یہ لڑکی ایسی نہیں ہے۔
بیہودہ سری و لاف زنی کی بدولت یہ آج اس مصیبت میں مبتلا
ہوگئی ہے اس کی شکل سے لاف و گزاف کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود پسندی و خود بینی و انکساری و خاکساری
ایک انسان میں توام ہیں۔ اس وجہ سے آپ ہوشیار و باخبر رہیئے۔

خدا شاہد ہے کہ میں آپ کو سنگدل بننے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ اگر
اس کو خطاوار و گنہ گار قرار دیا جائے تو اس کی سزائے سخت کسقدر
مہیب و مہلک ہوگی۔ وہ ظاہر ہے۔ اس لئے اگر رمق برابر بھی نفسانیت
بغض و کینہ اپنے سینہ میں ہوگا تو ہم خداوند عالم کے رحم و کرم کے سطلق
سزاوار نہ ہوں گے۔ تاہم اگر آپ اس بے لوث فتوئی کو بہ نظر حقارت
دیکھتے ہو اور حضار میں سے بھی کوئی اس سزا کی نسبت تنفرت رکھتا ہو تو
میں حکم دیتا ہوں کہ اجلاس عدالت کو چھوڑ کر باہر چلا جائے۔ میں نے
اس وقت جو کچھ کہ کہا ہے اگر اس کے خلاف بے رحمی و بے دردی سے
نفرت کیجائے تو یاد رکھو کہ اس کے بدلے بداعتقادی و بے دینی کو
برداشت کرنا پڑے گا۔ اور ایسا کرنا بے انتہا دردانگیز و رقت خیز
ہوگا۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عوام کا جو خیال الحاد کی نسبت ہے
وہ اس قدر بے محل و سخت ہے کہ اتنی بے دردی سے عدالت میں
کام نہیں لیا جاتا کوئی بھی ملحد چرچ کے نزدیک قبل ازالزام ظلم و
زیادتی سے محفوظ ہے۔ اور اس کو عدل و انصاف کی توقع رکھنی
چاہیئے۔ اور اگر وہ اپنے گناہ سے توبہ و استغفار کرلے تو باوجود جرم
سنگین کے موت کی سزا صادر نہیں کی جاتی۔ اس دارالقضا سے انکی
تحقیقات انصاف کے تحت ہوگی اس کا اطمینان عوام کو ہونے کی
وجہ بہت سے بے دینوں کو سپرد عدالت کیا گیا ہے۔ اور اس لئے
اکثروں کی زندگی بچ گئی ہے ایسے عدالت دارالقضا کے افتتاح
کے قبل اور اب بھی جہاں ایسی عدالت کی حکومت نہیں ہے۔ بہت سے
ناداں ملحدوں کو بلا تحقیقات محض وہم و گمان پر ان کے ٹکڑے

پرزے اڑائے گئے یا زندہ پانی میں ڈبو دیا گیا۔ اوران کے سکونتی مکانات
معہ بال بچوں کے کسی قسم کے انصاف بغیر جلا دیئے گئے۔ اور کتوں
کی موت مارے گئے ان تمام ناجائز افعال کو جناب باری تعالےٰ
پسند نہیں فرماتے۔ اور بنی نوع آدم کے لئے یہ نہایت ہی نازیبا و
نامناسب ہے۔ حاضرین عدالت۔ میں طبیعت و فطرت سے مکمل
رحم دل واقع ہوا ہوں۔ اور جن کو اس کا علم نہیں ہے کہ ان فرائض
کی عدم بجا آوری میں کس قدر بغیر انصافی و ضمیر فروشی ہے وہی
ان فرائض کی نسبت ہرزہ سرائی کر سکتے ہیں۔ اگر ان فرائض کے
انجام دہی مذہبی نقطۂ نظر اور شفقت و رحمت سے نہ ہوگی تو اس کو
مکمل کرنے کے بغیر میں خود چتا میں جل جاتا۔ مجھے توقع ہے کہ اسی
اصول کے تحت تحقیقات کا کام آغاز کیا جائے گا۔ چونکہ غیض و
غضب جو نہایت ہی خراب جذبات ہیں اس کا ہرگز دخل نہ ہوگا۔
اور انصاف و معدلت کو پہلی جگہ دیجائے گی (قوشون سے)
تحقیقات کے شروع ہونے سے قبل آپ بھی کچھ فرمائیں گے۔

قوشون ۔ آپ کی مدلل بسیط تقریر سے مجھے لفظ بلفظ اتفاق ہے
اور یہ تمام الفاظ میرے ہی ہیں۔ آپ نے مجھ سے بہتر طریقے پر اس
مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اس کے ایک لفظ پر بھی کوئی سنجیدہ
شخص حرف گیری کر نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ چند ایک الفاظ کا میں
اضافہ کرسکوں۔ آپ نے جس ناقص بے دینی کی وضاحت فرمائی ہے
وہ ایک متعدی طاعونی بیماری کے مماثل ہے جو کسی خاص وقت
پر شائع ہو کر خود بخود دفع ہو جاتی ہے۔ اس کے پھیلانے کے لئے

حتی الامکان کوشش کی جائے مگر اس کی عریانی اور آوارہ گردی کسی عقلمند و دانشمند سے پوشیدہ رہ نہیں سکتی۔ مگر جائے افسوس ہے کہ تمام یورپ میں ایک ایسا فرقہ الحاد پیدا ہوا ہے۔ اور ان کی یہ لامذہبیت ایسی متعدی ہے کہ ضعیف الاعتقاد و کم عقل کی جماعت کثیر میں ہی سرایت نہیں کر گئی۔ بلکہ مستقل مزاجوں میں بھی شرک زیادہ پھیل رہا ہے۔ مگر اس میں متعجبانہ و مجنونانہ جوش مذہبی یا پر شہوت نفس پرستی نہیں ہے جس کی وجہ عوام کو نفرت و کراہیت ان کی طرف پیدا ہو۔ مگر اس تمام الحادی فرقہ کے خیالات خام یکساں ہوتے ہیں۔ ایک ایسا احمق الناس جو خطا و نسیان کا پتلا ہو اس کی بے عقلی اور غیر مہذب انوکھے خیالات فاسد چرچ کے پروقار سنجیدہ سفید الشال پسندیدہ دانائی وعقاید حسنہ کے خلاف عمل پیرا ہو کر لامذہب کی تحریص دلاتا ہے۔ کیتھولک مذہب پر اعتقاد رکھنے والے کی دنیا کی سر بفلک المعمور عمارت ایک بوالفضول ابو جہل یا یاجوج ماجوج سے منہدم و پامال نہیں ہو سکتی تاہم بیت العزل کے ساکنین کے عقاید متزلزل ہونے کا اندیشہ ہے۔ جس کو ایک انگریز سپہ سالار نے پروٹسٹنٹ فرقہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ممبران جیوری (آپس میں ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرتے ہوئے)۔ یہ پروٹسٹینزم کیا بلا ہے۔ بشپ صاحب کے فرمانے کا کیا مطلب ہے۔ کیا یہ کوئی دوسرا الحادی گروہ پیدا ہوا ہے۔ اور وہ بھی انگریز سپہ سالار کے زبانی پروٹسٹینزم کا لفظ سننے میں آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

قوشون ۔ یاد آجانے سے میں ایک بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اگر یہ لڑکی سرکشی سے اپنی ضد پوری کرے اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے اور لوگوں کو اس پر ترس و رحم آجائے تو ایسی صورت میں امیر وارِیق نے حکومت کے اِنتظام میں رخنہ نہ پڑے اس کا کیا اہتمام کیا ہے۔

چیپلین ۔ تقدس آب۔ اس کی نسبت آپ کو پریشان ہونے کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ نیک خوا یمونے (۸۰۰) باہتیار سلح سپاہیوں کو عدالت کے دروازے پر تیار رکھا ہے۔ اور اس کی تائید وحمایت میں اگر تمام باشندگان شہر بھی ہوں تاہم وہ ہمارے پنجے سے بچکر نکل نہیں سکتی۔

قوشون ۔ (بہ نظر حقارت) شاید آپ اس قدر اضافہ کرنے سے ہچکچا رہے ہیں کہ خدا کرے کہ یہ گناہ کبیرہ سے توبہ کرکے عذاب الٰہی سے نجات پائے۔

چیپلین ۔ نفس معاملہ سے اس کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تاہم میں آپ سے متفق ہوں۔

قوشون ۔ (اس شخص کو منہ لگانا نامناسب سمجھکر خاموش ہو جاتا ہے۔

اب عدالت کا کام شروع ہوتا ہے۔

حاکم عدالت۔ ملزمہ کو حاضر عدالت کیا جائے۔

لارڈ وینو ۔ (آواز دیتا ہے) ملزمہ اندر لائی جائے۔ (قیدیوں کے بیٹھنے کے لئے جو اسٹول ہے اس جانب جو محراب دار دروازہ ہے وہاں سے ملزمہ انگریز سپاہیوں کے پہرہ میں لائی جاتی ہے۔

وہ پا بہ زنجیر ہے۔ اسٹول کے پاس لاکر اور بیڑیاں نکال کر سپاہی پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قیدیوں کا سیاہ پوشاک اس کے جسم پر دکھائی دے رہا ہے۔ بہت عرصہ سے قید کی مصیبت اور تفتیش کی زحمت برداشت کرنے کے آثار اس کے چہرہ پر نمایاں ہیں۔ مگر تیزی و پھرتی کا وہی عالم ہے۔ عدالت کا دبدبہ۔ اجلاس کے تزک و احتشام کا کوئی اثر اس پر مترشح ہوتا پایا نہیں جاتا۔)

حاکم عدالت۔ (مہربانی سے) بیٹھ جاؤ۔ جون۔ بیٹھ جاؤ۔ (جون قیدی کے اسٹول پر بیٹھ جاتی ہے) آج تیرا چہرہ کچھ پژمردہ سا دکھائی دے رہا ہے۔ کیا تیری طبیعت بحال نہیں ہے۔

جون۔ جناب کا بے حد شکریہ۔ میں بالکل اچھی ہوں۔ مگر بشپ صاحب نے سڑی ہوئی دولہ مچھلی بھیجی تھی جس کے باعث طبیعت پر کچھ متلی ہے۔

قوشون۔ واقعی مجھے اس کا افسوس ہے۔ میں نے خاص طور سے حکم دیا تھا کہ تازہ مچھلی کا انتظام کیا جائے۔

جون۔ مجھے اس کا علم ہے کہ جناب کی نظر شفقت مجھ پر ہے۔ مگر اس قسم کی مچھلی مجھے موافق نہیں آتی۔ انگریزوں نے تو یہ رائے قایم کی ہے کہ آپ مجھے زہر دینا چاہتے ہیں۔

قوشون وچیپلین۔ (دونوں ایک ساتھ) کیا یہ سچ ہے۔ بالکل نہیں۔ تقدس مآب۔

جون۔ (سلسلہ گفتگو قایم رکھکر) انھوں نے تو مجھے ڈائن سمجھکر جلا دینے کا مستحکم ارادہ کر لیا ہے۔ تاہم میرے علاج و معالجہ کے لئے

ڈاکٹر کو طلب کیا گیا تھا اور جب وہ میری فصد کھولنا چاہتا تھا تو اس کو
منع کیا گیا چونکہ عوام کا خیال ہے کہ اگر کسی دائن کے رگوں میں سے
خون بہہ جائے تو شیطانیت باقی نہیں رہتی۔ اس وجہ اس نے بجائے
علاج کے جی کھول کر مجھے گالیاں دیں۔ عدالت نے مجھے انگریز سپاہیوں
کے قبضہ ونگرانی میں کیوں رکھا ہے؟ مجھے تو چرچ کی حوالات میں
رکھنا چاہیئے تھا۔ اور میرے پیروں کو زنجیروں سے جکڑنے کی کیا
ضرورت ہے؟ کیا آپ کو اس کا ڈر ہے کہ میں اڑکر فرار ہو جاؤنگی؟

وسٹی ویٹ۔ (تندی سے) اے چھوکری۔ تو عدالت سے سوالات نہیں
کرسکتی۔ سوالات کرنیکا حق تو ہم کو حاصل ہے۔

تو سریل۔ جب تجھے زنجیروں سے جکڑا نہیں گیا تھا تب کیا فرار ہونے
کے لئے تو نے ایک ساٹھ فیٹ اونچے مینار پر سے جست
نہیں لگائی تھی۔ کہ اگر تو چڑیل کی طرح پرواز نہ کرتی تو آج تک زندہ
کیوں کر رہتی۔

جون ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت یہ مینار اس قدر بلند نہ تھا
مگر جب سے ایسے سوالات مجھ سے پوچھے جا رہے ہیں
اس دن سے اس مینار کی بلندی دن بدن ترقی پر ہے۔

وسٹی ویٹ۔ تو نے مینار پر سے جست کیوں لگائی۔

جون ۔ تم کو کیونکر معلوم ہوا کہ میں نے جست لگائی تھی۔

وسٹی ویٹ۔ تو خندق میں پڑی ہوئی ملی۔ تو نے برج کو کس وجہ سے
چھوڑا۔

جون ۔ اگر انسان باہر جا سکتے ہیں تو پھر قید خانہ چھوڑنے کی ضرورت

ہی نہیں۔

وسٹیویٹ ۔ تونے فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔

جون ۔ ضرور۔ یہ کوشش کوئی پہلی مرتبہ نہ تھی۔ اگر تم قفس کا دروازہ کھلا رکھو تو پرند کا اڑ جانا لازمی ہے۔

وسٹیویٹ۔ (کھڑا ہوکر) یہ لا مذہبیت کا اقرار واثق ہے۔ عدالت کی توجہ مودبانہ طور پر اس جانب متوجہ کراتا ہوں۔

جون ۔ کیا اس کا نام شرک ہے۔ میں نے قید سے نجات پانے کی کوشش کی تو کیا یہ کوشش لامذہب قرار پائے گی۔

وسٹیویٹ۔ ضرور ۔ اگر تو چرچ کے تحویل میں ہو اور بالارادہ قبضہ سے فرار ہونے کی کوشش کرے تو چرچ کو چھوڑ دینے کا الزام تجھ پر عائد ہوگا اور ایسا کرنا الحاد میں داخل ہے۔

جون ۔ یہ تو بے وقوفوں کی جیسی بات ہے۔ کوئی ایسا بیہودہ خیال کر نہیں سکتا۔

وسٹیویٹ ۔ آپ نے سنا تقدس مآب۔ میں اپنے فرائض کو ادا کر رہا ہوں اور یہ بیہودہ عورت ازالہ حیثیت عرفی کر رہی ہے۔

توشون ۔ اس کے قبل ہی تجھ کو متنبہ کر دیا ہوں جون۔ ایسے شوخ و تیز جوابات تیرے حق میں مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔

جون ۔ مگر یہاں متعلقہ سوالات ہی نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر آپ بھی سیدھے سوالات کریں تو میں بھی جوابات راستی سے دونگی۔

حاکم عدالت ۔ (قطع کلام کرکے) ہنوز عدالتی تحقیقات ضابطہ کے تحت آغاز نہیں ہوئی ہے۔ چونکہ سوالات متعلقہ مقدمات اس وقت

ہو سکتے ہیں جبکہ اس کو سچ کہنے کے لئے حلف دیا جائے۔

جون - ایسا تو آپ نے بہت دفعہ کہا ہے۔ اور میں نے متعدد بار آپ کی توجہ اس جانب منعطف کرائی ہے کہ نفس مقدمہ کی نسبت جو واقعات ہوں گے میں من وعن بیان کردونگی مگر میں جملہ واقعات کو صداقت کے ساتھ پیش نہیں کر سکتی۔ چونکہ حاکم حقیقی سے ان جملہ واقعات کو بلاکم وکاست بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور میری اس گزارش میں کیا مفہوم مضمر ہے اس کے سمجھنے سے آپکی عقل قاصر ہے۔ ایک پرانی ضرب المثل ہے کہ "سچ بولنا آدھی لڑائی ہے" میں اس مناظرہ سے اکتا گئی ہوں۔ چونکہ آپ نے نو دفعہ اس بات کو دھرایا ہے۔ حلف جتنے وقت اٹھانا تھا اٹھا چکی ہوں اب زیادہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

قوسریل۔ تقدس مآب۔ اس کو شکنجہ میں کھینچنا چاہیئے۔

حاکم عدالت۔ تو نے سنا جون۔ صدیوں پر ایسی نوبت آتی ہے اس وجہ جواب دینے کے پہلے سوچ بھال لے (جلاد سے) کیا اس نے ان اوزاروں کو دیکھ لیا ہے۔

جلاد - سب آلات تیار ہیں۔ تقدس مآب۔ اور اس کی نظر اس پر پڑ چکی ہے۔

جون - میرے ہر ایک عضو کو چیر کر جدا کر دیا جائے۔ اور میری جان دوبھر ہو جائے یا مجھے قتل کیا جائے تو بھی جو کچھ کہ میں نے کہدیا ہے اس سے اور کچھ زیادہ آپ نکال نہیں سکتے۔ اب کیا کہنا باقی رہگیا ہے۔ جس کی تم کو ضرورت ہے۔ مجھے یہ سزا د تکلیف برداشت نہیں

ہو سکتی اور اگر مجھے مزید تکلیف دیجائے گی تو اس سے چھٹکارا
پانے کے لئے جو کچھ بھی تم کہو گے اس جھوٹ موٹ کو دہرا دونگی
مگر عدالت میں تو اس اقبال کو واپس لے لونگی۔ ایسی صورت میں
آپ کو کیا مفاد حاصل ہوگا۔

لارڈ وینو۔ اس کا یہ بیان بھی ذرا توجہ کے قابل ہے۔ ہم کو حکمت
اور رحم سے کام لینا چاہیئے۔

قوسریل۔ شکنجہ میں کھینچنے کا تو دستور ہے۔

حاکم عدالت۔ مگر اس کا ناجائز استعمال قانوناً ممنوع ہے۔ مرتکب جرم
خوشی سے اقبال کرلے تو پھر اس کا استعمال انصافاً ناجائز ہے۔

قوسریل۔ مگر یہ سب قانون کے بالکل مغائر اور عدالتی اصول کے برعکس
ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ خود حلف اٹھانے سے صریح انکار کر رہی ہے۔

لارڈ وینو۔ (بنظر حقارت) تو کیا صرف محظوظ ہونے کے لئے تم اس کو
شکنجہ میں کھینچنا چاہتے ہو۔

قوسریل۔ (پریشانی سے) مگر اس میں کوئی مذاق کی بات نہیں ہے
صرف قانونی بحث ہے۔ اور یہ تو عمل درآمد ہے۔ اور ایسا ہوتا
ہی آیا ہے۔

حاکم عدالت۔ جہاں تحت ضابطہ کام ہوتا ہو وہاں یہ طریقہ رائج ہوگا۔
مگر جو کچھ کہ تم کہہ رہے ہو یہ نہ تو قانون ہے اور نہ رواج۔

قوسریل۔ مگر یہ عورت تو ملحدہ ہے۔ میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں
کہ اس کے متعلق ایسا دستور ہے۔

قوشون۔ (تصفیہ کن لہجہ میں) اگر اس کی ضرورت بھی ہے تو آج اس کو

کام میں نہ لایا جائے گا۔ لہذا یہ بحث اب ختم کردو۔ میں کسی کو اعتراض کا موقع دینا نہیں چاہتا کہ جبراً و قہراً اقبال کرایا گیا اور عدالت میں کام چلایا گیا۔ اِس ضدی لڑکی کو سمجھانے اور خود اپنے پر رحم کرنے اور اپنے خاکی جسم و روح کو آگ سے بچانے کے لئے نہایت درجہ محتاط مستقل مزاج اور انصاف پرست عاقل و ہمدرد ناصح روانہ کیے گئے تھے۔ اب اس کے خلاف جلاد کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قوسریل۔ آپ فطرتی فرشتہ خصلت واقع ہوئے ہو۔ مگر کیا ایک قدیم عملدرآمد کے خلاف عمل کرنا قابل بازپرس نہیں ہے۔

جون ۔ تو ایک خبطی معلوم ہو رہا ہے۔ کیا کسی قدیم عملدرآمد پر چلنا کوئی قانون ہے۔ مجھے تو تو "لکیر کا فقیر" معلوم ہو رہا ہے۔

قوسریل۔ اے بے شرم عورت۔ کیا تو مجھے خبطی کہنے کی جراءت رکھتی ہے۔

حاکم عدالت۔ ذرا ادب سے۔ تہذیب سے۔ صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہوسکیگی۔

قوسریل۔ (خود ہی بڑبڑاتے ہوئے) خبطی۔ پاگل۔ یہ کوئی بات ہے (برا مان کر بیٹھ جاتا ہے)۔

حاکم عدالت۔ ہم کو ایک گلہ بان کی چھوکری کی درشت کلامی سے غصہ میں نہ آنا چاہیئے۔

جون ۔ جس طرح گھر کے کام میں سب مدد دیتے ہیں اسی طرح۔ میں بھی بکریوں کو چرانے میں ہاتھ بٹاتی تھی۔ میں کوئی چرواہے کی لڑکی نہیں ہوں ایک اچھے گھرانے کی صاحبزادی کی طرح سینے پرونے اور

کاتنے و بننے میں مصروف رہی ہوں۔ اور شہر ڈوان کی کسی خاتون
کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ یہ کام مجھے بہت اچھا آتا ہے۔

حاکم عدالت۔ یہ وقت بڑائی ہانکنے کا نہیں ہے۔ اس وقت تو بڑے
خطرے میں پڑی ہوئی ہے۔

جون ۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے تکبر کی بدولت تکالیف اٹھانا پڑا
اگر بدقسمتی سے میدان میں زرہ بکتر پر سنہرہ چوغا نہ پہنتی تو برگنڈی
کا سپاہی گھوڑے پر سے مجھے نہ گراتا۔ اور آج یہاں نہ آتی۔

چیپلین ۔ اگر خانہ داری کے کام میں تو اس قدر چالاک ہے تو گھر ہی
میں بیٹھ کر کام کاج کیوں نہیں کرتی؟

جون ۔ گھروں میں بیٹھ کر کام کاج کرنے والی لڑکیاں تو بہت
ہیں۔ مگر میرے ہاتھ میں لئے ہوئے کام کو سرانجام دینے والی
کوئی نہیں ہے۔

توشون ۔ چلئے چلئے۔ معمولی باتوں میں بہت سا وقت خراب کیا
جا رہا ہے۔ جون۔ میں ایک نہایت اہم سوال دریافت کرنا چاہتا
ہوں۔ اس کا جواب نہایت احتیاط و غور و خوض کے ساتھ دے۔
چونکہ اس جواب پر تیری زندگی و موت کا انحصار ہے۔ آج تک
تونے جو کچھ کہ کہا اور کیا وہ اچھا ہے یا خراب اس کی نسبت مقدس
چرچ سے جو تصفیہ پائے اس کو تو قبول کرتی ہے یا نہیں۔ عدالت
کے پیروکار نے تیرے خلاف جو جو الزامات عائد کئے ہیں اسکی
نسبت عدالت بعد تحقیقات جو نتیجہ اخذ کرے اس کا تجھے اعتراف
ہوگا یا نہیں۔

جون ۔ میں مقدس چرچ کی ایک تابعدار خادمہ ہوں۔ بسر و چشم حکم عدالت قبول و منظور رہے۔

قوشون۔ (خوش ہو کر اور ذرا جھک کر) کیا تجھے منظور رہے۔

جون ۔ اگر یہ احکام قابل تعظیم و تعمیل ہوں۔

قوشون ۔ (آہ بھر کر۔ کرسی پر جم کر۔ اور حاکم عدالت ہونٹوں کو دبا کر تیوری چڑہاتا ہے اور لارڈ دینو رحم سے اپنے سر کو جنبش دیتا ہے۔)

دستیوییٹ۔ اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مقدس چرچ اس کے خیال کے مد نظر نا قابل تعمیل احکام دینے میں غلطی اور سراسر حماقت کرسکتا ہے۔

جون ۔ اگر مجھے یہ حکم دیا جائے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ یا جو کچھ کر کیا ہے اور مجھے جو آواز غیب سنائی دیتے ہیں اور جو کچھ بھی القا ہوتا رہا ہے وہ بجانب خدا نہ تھے۔ تو یہ ناممکن ہے میرا حشر جو کچھ بھی ہو منظور۔ مگر جھوٹا اقبال کرنے سے میں ہوں مجبور خدائے برتر نے میرے کمزور ہاتھوں سے جو کام انجام دلوایا ہے اس سے قطعاً انکار کر نہیں سکتی۔ اور وہ جو کچھ کہ فرما چکا ہے۔ یا فرمائے گا۔ اس کی تعمیل سے کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔ اسوجہ عدالت کا ایسا بیان جو حاکم حقیقی کے خلاف ہو اس کو ہرگز تسلیم نہ کروں گی۔

ممبران جیوری۔ (ناپسندیدگی سے آپس میں) آہ مقدس چرچ۔ خدا کے خلاف اب کیا ہوگا۔ صریح بے دینی و لامذہبیت۔ یہ

کیوں کر لایق درگزر ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

وسٹیویٹ ۔ (مقدمہ کی مثل کو میز پہ ٹپک کر) اس سے زیادہ اب کسی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں ہے ۔

توشون ۔ اے ملزمہ (۱۰) ملحدوں کو آگ میں جلانے کے لئے کافی ہو اتنا تو کفر تو کہہ چکی ہے ۔ اب بھی تو احتیاط نہ کریگی ۔ نہ مانے گی ۔

حاکم عدالت ۔ اگر مقدس چرچ یہ حکم محکم دے کہ یہ تیرے الہامات اور تیرے یہ خیالات پریشان ۔ شیطان لعین کے وسوسے تھے ۔ اور عذاب الٰہی میں مبتلا کرنے کے لئے شیطان تیرے کان پھونک رہا تھا تو کیا اس کو تسلیم نہ کرکے تو چرچ سے بھی زیادہ خردمند و دانشمند اپنے آپ کو خیال کرتی ہے ۔

جون ۔ ہاں میں جانتی ہوں کہ خدا مجھسے زیادہ دانا و بینا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل بسر و چشم کرونگی ۔ مگر جس کو آپ گناہ سے تعبیر کر رہے ہیں یہ سب خدا کے احکام سے ہی عمل میں آیا ہے ۔ اور مکرر دعویٰ رکھتی ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ خدا کے حکم ہی سے کہا ہے اور اس کے سوائے دوسرا میں کچھ نہیں جانتی ۔ اس حکم کے خلاف چرچ کا کوئی شخص مجھسے کہے تو اس پر میں مطلق توجہ نہ کرونگی ۔ میری پوری نظر میرے مالک حقیقی پر ہے ۔ اور میں اس کے احکام کی فرمانبردار بندی ہوں ۔

لارڈ ونیو ۔ (اس کو جذبات سے بچانے کے لئے) میری بچی تو نہیں جانتی کہ تو کیا کہہ رہی ہے ؛ کیا تو مرنا ہی چاہتی ہے ۔ سن کیا تو

اس دنیا میں مقدس چرچ کے تابع نہیں ہے۔ کیا اس کو تسلیم نہیں کرتی؟

جون ۔ ہاں اس سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا ہے۔

لارڈ وینو ۔ بہت ٹھیک۔ اس کے تو یہ معنے نکلے کہ عیسائی مذہب کے بڑے مقدس آب پاپائے روم اور دوسرے پیشوایان دین جن کے حکم سے اس عدالت میں مذہبی حکام بیٹھے ہیں انکے احکام کی تو تابع ہے۔

جون ۔ مگر خدا کے احکام کی تعمیل سب سے پہلے ہونا چاہیئے۔

لارڈ وینو ۔ تو کیا آواز ہاتف تجھے یہ کہتی ہے کہ چرچ کے احکام کی بجا آوری نہ کر۔

جون ۔ میری آواز غیب یوں نہیں کہتی کہ چرچ کے احکام کی نافرمانی کر بلکہ خدائی حکم کی تعمیل سب پر مقدم سمجھ۔

لارڈ وینو ۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ چرچ کے ذریعہ نہیں بلکہ تیرے ضمیر سے خود تصفیہ ہونا چاہیئے۔

جون ۔ میں اپنے ضمیر کے تابع رہکر اگر تصفیہ نہ کروں تو پھر کس کی ایما پر۔

ممبران جیوری ۔ (چرچ کی بے حرمتی سے ہیبت زدہ ہو کر) ہو۔ ہو۔ (بولنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے)۔

قوشون ۔ تو نے اپنے زبان سے خود اپنے کو خطادار ٹھرایا ہے۔ ہم نے خود کو گناہ کے کنارے تک لیجا کر تیری مخلصی کے لئے جد و جہد کی تھی اور متواتر تیری نجات کے لئے کوشاں رہے

مگر تو نے ہمارے اور خدا کے خلاف ہو کر اس کو ٹھکرا دیا۔ اسوقت جو تو نے کہا ہے اس کے بعد کیا یہ کہنے کی ہمت کرسکتی ہے کہ تجھ پر خدا کی رحمت ہے۔

جون۔ اگر نہیں ہے۔ تو خدا مجھے برکت دے۔ اور اگر ہے تو ہمیشہ قایم و دائم رکھے۔

لارڈ وینو۔ تقدس مآب۔ یہ جواب تو اس نے خوب دیا۔

توسریل۔ جب تو نے بشب کا گھوڑا چرایا تھا اس وقت کیا خدا کی برکت تجھ پر نازل تھی۔

قوشون۔ (آتش مزاج ہو کر) تو اور تیرے بشب کا گھوڑا شیطان کے ساتھ فی النار رہوں۔ یہاں لامذہب کے مقدمہ کا تصفیہ ہونا ہے۔ اور جب ہم کسی خاص آخری نتیجہ پر پہونچتے ہیں تو ان بے وقوفوں کو سوائے گھوڑے کے اور کچھ نہیں سوجھتا جس کی وجہ نفس معاملہ کے تصفیہ میں طوالت ہو رہی ہے۔

(غضب کے مارے آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔)

حاکم عدالت۔ آپ حضرات کا چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھنے سے ملزمہ کی ایک طرح تائید ہو رہی ہے۔ تقدس مآب۔ جو تم پر غصہ میں آگئے ہیں اس سے میں متعجب نہیں ہوں۔ عدالت کے وکیل صاحب اب کیا کہنا چاہتے ہیں کیا وہ بھی ایسے ناقابل لحاظ قضیہ کو پیش عدالت کرنا چاہتے ہیں۔

دسٹیویٹ۔ میرے ذاتی فرائض کے تحت جملہ واقعات پر عدالت کی توجہ مبذول کرانا واجب ہے۔ مگر جب ملزمہ نے خود بے دینی کے

الزام کو قبول کر لیا ہے۔ جس گناہ عظیم کی انتہائی سزا مذہب سے اخراج ہے۔ تو ایسی صورت میں خفیف الزامات عاید کرنا جس کی سزا بھی خفیف ہو۔ اس سے کوئی فائیدہ نہیں ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیئے تقدس مآب نے جو خفگی و بیزاری ظاہر فرمائی ہے اس سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ یہاں صرف دو سنگین جرایم یعنے مذہب کی توہین اور دین کے خلاف کفر گوئی ہے۔ جس سے اس کو اعتراف بھی ہے۔ اس کی نسبت ادب سے وضاحت کے ساتھ عرض کرنا میرے فرائض میں داخل ہے۔ اول اس کا ناپاک روحوں کے ساتھ تعلق ہے۔ جس کی وجہ یہ خود بھوتنی بن گئی ہے۔

دوم خلاف فطرت و قدرت غیر مہذب و ناشائستہ و شرمناک طریقہ اختیار کر کے مردانہ لباس پہنا ہے۔ اور بہت کچھ اصرار و عاجزی کرنے پر بھی لباس مردانہ ترک کرنے سے صریح انکار کر رہی ہے۔

جون ۔ کیا مقدس سینٹ کیتھرین ایک چڑیل ہے۔ اور کیا سینٹ مارگریٹ و فرشتہ مائکل بھی اسی کے مماثل ہے۔

قوسریل ۔ یہ کس طرح معلوم ہو سکے کہ جو بھٹکتی ہوئی روح تیرے پاس آتی ہے وہ ایک پاک فرشتہ ہے۔ کیا تجھے وہ عریانی حالت میں نہیں دکھائی دیتا۔

جون ۔ کیا یہ تیرا خیال ہے کہ خدا کے پاس ان کے کپڑے بنانے کے لیئے پیسے نہیں ہیں (قوسریل کو اس جواب سے ہنسی آتی ہے۔ اور ممبران جیوری بھی ہنس پڑتے ہیں)۔

لارڈ وینو۔ بہت خوب جون۔ نہایت اچھا جواب دیا۔

حاکم عدالت۔ واقعی یہ جواب برجستہ ہے۔ گر جو شیطان اس نوجوان دوشیزہ کو ورغلاتا ہو وہ اتنا نادان تو نہ ہوگا کہ جس سے اسکی نسبت کراہیت و نفرت پیدا ہو ایسے روپ و شکل میں اس کے پاس آتا ہوگا اور یہ بتلانا چاہتا ہوگا کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہے۔ جون۔ عدالت سے تجھے مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ کہ جو پلید صورتیں و شکلیں تجھے دکھائی دیتی ہیں یہ تیری روح کو برباد کرنے والے آسیب و عفریت ہیں۔ کیا تجھے اس سے انکار ہے؟

جون۔ خدا کے پیامبر مجھے منظور ہیں۔ مقدس چرچ۔ اس سے کسطرح انکار کر سکتے ہیں؟

قو شون۔ اے نصیبوں کی جلی۔ میں تجھ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا تو جو کچھ زبان پر لاتی ہے اس کے نتیجہ سے با خبر ہے۔

حاکم عدالت۔ جناب عالی۔ اس کی روح کو مردود شیطان سے بچانیکی آپ جو کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بے سود ہے۔ آپ کو اس کے مردانہ لباس پہننے کے مسئلہ کو پہلے طے کرنا ہوگا۔ میں یہ آخری وقت دریافت کرتا ہوں کہ اس غیر مہذب پوشاک کو ترک کر کے اپنا اصلی زنانی لباس زیب تن کرے گی یا نہیں۔

جون۔ نہیں۔ نہیں۔ میں نہیں پہنونگی۔

و سٹیو یٹ۔ عدالت کی عدول حکمی کا صریح جرم۔ تقدس مآب۔

جون۔ (تڑپ کر) مجھے آواز غیب سے حکم ہوا ہے کہ سپاہیانہ مردانہ لباس زیب تن کیا جائے۔

لارڈ وینو۔ جون۔ جون۔ کیا تو محسوس نہیں کرسکتی ہے کہ یہ شیطان کی کارستانی ہے۔ خدائی پیامبر تجھے ایسی شرمناک صلاح کیوں دینے لگے۔ اسکی نسبت کیا کوئی معقول وجوہ تو پیش کرسکتی ہے۔

جون - ہاں ضرور۔ اس سے زیادہ آسان وصاف بات کیا ہوگی۔ میں ایک آوارہ بیگنی ہوں اور سپاہیوں کے ساتھ مجھے رہنا تھا۔ اور فی الوقت بھی سپاہیوں ہی کے نگرانی و پہرہ میں مقید ہوں۔ اگر میں زنانی لباس زیب تن کروں تو یہ لوگ مجھے ایک جنس لطیف سمجھکر بُری نظروں سے دیکھیں گے۔ اور پھر میرا کیا حال ہوگا وہ زیادہ محتاج تشریح نہیں۔ میں سپاہی کی وردی میں رہوں تو یہ لوگ مجھے سپاہی سمجھکر ایسا برتاؤ کریں گے جس طرح میں اپنے مکان میں بھائیوں کے ساتھ کیا کرتی تھی۔ اس بھیس میں ان کے ساتھ وقت گزارنا آسان ہے اور یہی خاص وجہ تھی کہ مقدس سینٹ کیاتھرین نے مجھے کہا تھا کہ جب تک اجازت نہ دوں زنانی لباس نہ پہننا

تو سریل۔ اب یہ تجھے کب اجازت دیں گے۔

جون - جب مجھے انگریز سپاہیوں کے قبضہ سے نجات ملے۔ میں نے متواتر عرض کیا تھا کہ مجھے چرچ کے زیر نگرانی رکھنا چاہیئے۔ ایسروارڈ کے چار سپاہیوں کے ہمراہی میں رات دن چھوڑ دینا مناسب نہ تھا کیا آپ کے اس اعتراض کا یہ منشا ہے کہ ان کے ساتھ انگیا دلہنگا پہنکر رہوں؟

لارڈ وینو۔ تقدس مآب۔ خدا گواہ ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہی ہے اِس میں بالکل بے حیائی وبے غیرتی ہے۔ مگر دنیاداری کے مد نظر اِس میں

ضرور کچھ صداقت ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک دہقانی لڑکی ان وجوہ
سے مکر و فریب میں گرفتار ہو سکتی ہے۔

جون - تم محلوں اور عالیشان عمارتوں کے رہنے والے ہو اور تمہارے
جیسے ہم دہقانی سادہ لوح ہوتے تو پھر تمہارے لئے روغنی روٹیوں
کے واسطے اناج بھی میسر نہ آتا۔

قوشون - آپ اس کو بچانا چاہتے ہیں مگر اس کا یہ احسان دیکھ لو؟

لارڈ وینو۔ جون - ہم سب تجھے بچانے کے لئے کوشاں ہیں۔ تقدس مآب
بھی تیری سلامتی و مخلصی کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور حاکم عدالت
اپنی صاحبزادی پر جس طرح نظر الطاف رکھ سکتے ہیں اسیطرح تیرے
حق میں بھی رکھتے ہیں مگر تیری خود پسندی و خود سری نے تجھے گمراہ
و برباد کر دیا ہے۔

جون - آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ میں نے کوئی خراب کام تو
نہیں کیا ہے۔ میری سمجھ اس سے قاصر ہے۔

حاکم عدالت - مقدس سینٹ ایتھنےسیس۔ اپنے فلسفانہ کتاب میں لکھتے
ہیں کہ "جو نہیں سمجھتے ہیں وہ عقوبت میں مبتلا ہوں گے" محض سادہ
لوحی سے نجات نہیں ملسکتی۔ صاف دل دبے وقوف لوگ جس کو
پارسائی کہتے ہیں۔ اِس میں اصلیت کہاں ہے۔ بے عقلی کی سادگی و
بھولاپن ایک بھولے بھٹکے حیوان مطلق کے مماثل ہے۔

جون - میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ جانوروں کے اس بھولےپن میں بھی
بہت کچھ دانائی مضمر ہے۔ اور اکثر عالموں کے پر فریب دانائی اور
فراست میں بھی بڑی حماقت و نادانی پائی جاتی ہے۔

لارڈ وینو - ہم اس سے باخبر ہیں. جون. گر تو جتنا سمجھتی ہے اتنے ہم نادان نہیں ہیں. گستاخ و چالاک جوابات دینے کی عادت پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کر. تیرے عقب میں جو ایک انسان کھڑا ہے اس کو دیکھ (جلاد کی طرف اشارہ کرکے)

جون - (پھر کر جلاد کو دیکھ کر) یہ آپ کا جلاد! تقدس مآب نے فرمایا تھا کہ اب مجھ پر ظلم و زیادتی نہ کی جائے گی۔

لارڈ وینو. ہاں تجھے آزار و تکلیف پہونچانا نہیں ہے. چونکہ الزام ثابت کرنے کے لئے جس کی ضرورت ہے. اس کا خود تونے اقبال کرلیا ہے. اس آدمی کا کام صرف اذیت و تکلیف ہی پہونچانا نہیں ہے. بلکہ سولی پر چڑھانے والا چتا پر جلانے والا بھی یہی ہے.

اے جلاد. میں جو دریافت کروں اس کا جواب ایسا دے کہ یہ لڑکی سن سکے۔

کیا ایک ملحدہ کو جلانے کے لئے تم تیار رہو؟

جلاد - جی ہاں۔

لارڈ وینو۔ کیا چتا تیار ہے۔

جلاد - جی ہاں. بازار کے چوک میں وہ تیار رکھی گئی ہے. مگر انگریزوں نے اس چتا کو اس قدر عمدگی سے اونچی تیار کی ہے کہ اس کے نزدیک جاکر بھی میں اس کی موت کو آسان نہیں کرسکتا وہ نہایت ہی بری طرح مریگی۔

جون - (خوفزدہ ہوکر) ابھی تو تم مجھے نہ جلاؤگے؟

حاکم عدالت. اب آخر میں عقل آئی۔

لارڈ وینو۔ جس وقت حکام عدالت تجھے ملحدہ قرار دے چکے اس وقت سے آٹھ سَو انگریز سپاہی بازار کے چوک میں تجھے لیجانے کے لیئے تیار کھڑے ہیں اب صرف چند لمحہ کا انتظار ہے۔

جون ۔ (کوئی اس آفت سے بچائے اس لیئے اِدھر اُدھر دیکھتی ہے۔) اے میرے مولا!

لارڈ وینو۔ ناامید مت ہو۔ جون۔ چرچ نہایت ہی مہربان و دریا دل ہے مگر تو خود ہی اپنے کو بچا سکتی ہے۔

جون ۔ ہاں مجھے ہاتف نے آواز دی تھی کہ مجھے جلایا نہ جائے گا سینٹ کیاتھرین نے ہمت دیتے ہوئے یہی کہا تھا۔

قو شون۔ اے عورت۔ کیا تو دیوانی ہے۔ تو دیکھ نہیں سکتی کہ آواز غیب نے تجھے دہوکہ دیا ہے۔

جون ۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

قو شون۔ بالکل ممکن۔ انھوں نے تو تجھے بے دین بنا کر دھکتی چتا تک لا چھوڑا ہے۔

لارڈ وینو۔ (تائید کرتے ہوئے) کمپائین کے میدان جنگ میں جب تو گرفتار ہوئی تو اس وقت کیا قول و قرار کی پابندی انھوں نے کی تھی۔ یہ صرف تجھے شیطان نے بھکایا ہے۔ تجھے نجات دلانے کے لئے مقدس چرچ اپنا دست رحمت آگے بڑھا رہا ہے۔

جون ۔ (مایوس ہوکر) آہ۔ آہ۔ یہ سب سچ ہے۔ بالکل سچ ہے۔ مجھے آوازِ غیب نے فریب دیا۔ شیطان لعین نے گمراہ کیا۔ میرا ایمان متزلزل ہو رہا ہے۔ میں نے ہمت کرنے میں کوئی کسر باقی

نہیں رکھی۔ مگر اپنے ہاتھوں آگ میں کودنا کوئی بدبخت جاہل کودن ہی پسند کرسکتا ہے۔ خدائے پاک نے جب عقل سلیم مجھے بخشی ہے تو میں ایسا کیوں کروں۔؟

لارڈ وینو۔ واہ۔ مرحبا۔ بارک اللہ! خدا تو نے آخری گھڑی اس بچی کو نجات بخشی۔ تیری جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ (میز کے پاس خالی کرسی پر ایک دم بیٹھ کر۔ عجلت سے کاغذ پر لکھنا شروع کرتا ہے۔)

قوشون۔ آمین۔ ثم آمین۔

جون۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

قوشون۔ بے دینی کا اقبال کرکے ضابطہ کے اقرار نامہ پر دستخط ثبت کرنا ہوگا۔

جون۔ دستخط! یہ تو مجھے میرا نام لکھنا ہوگا۔ لیکن مجھے لکھنا نہیں آتا۔

چیپلین۔ (جس کا غیض وغضب ان تمام باتوں سے بڑھ رہا تھا) تقدس مآب کیا اس سے یہ مطلب ہے کہ چڑیل کو ہمارے گرفت سے چھڑا دیا جائے۔

حاکم عدالت۔ پادری اسٹونگبر۔ پوری تحقیقات قانون وضابطہ کے تحت ہونا چاہیئے۔ جملہ آئین سے تو آپ بخوبی واقف ہیں۔

چیپلین۔ (غصہ سے لال ہوکر) میں جانتا ہوں کہ ایک بھی فرنچ قابل اعتماد نہیں۔ سب دغاباز ہیں۔ اس امر کی اطلاع جب ونچسٹر کے بڑے پیشوائے دین کو ہوگی تو وہ کیا فرمائیں گے۔ یہ میں جانتا ہوں اور جب اس کی خبر امیر واریق کو ملے گی کہ تم نے دغا وفریب دیا تو؟

اس کی نسبت کیا عمل کریں گے اس سے بھی میں واقف ہوں ۔ مگر خیر کوئی فکر کی بات نہیں ہے ۔ دروازہ پر آٹھ سو سپاہی باہتیار کھڑے ہیں وہ اس ڈائن وچڑیل کو زندہ جلا دیں گے تمہارے آنکھوں کے سامنے حوالہ آتش کر دیں گے (ہنگامہ برپا کر کے بیٹھ جاتا ہے ۔)

ممبران جیوری ۔ (چیپلین جب بول رہا تھا تو آپس میں) یہ کیا بات ہے اس نے کیا کہا ۔ ہم کو دغا باز کہا ۔ یہ قابل برداشت نہیں ۔ کیا ہم اعتبار کے قابل نہیں ۔ یہ تو کوئی احمق الذہن ہے ۔ یہ کون ناقابل برداشت مردک ہے ۔ کیا انگریز اور پادری ایسے ہوتے ہیں یہ شخص کوئی دیوانہ ہے یا بادہ خوار ۔

حاکم عدالت ۔ (کھڑے ہو کر) خاموش ۔ براہ کرم خاموش ۔ چیپلین تھوڑی دیر کے لئے اپنے عہدہ و رتبہ کا تو خیال کرو ۔ تم کون ہو اور کہاں ہو ۔ اس پر تو غور کرو ۔ حکم دیتا ہوں کہ بیٹھ جاؤ ۔

چیپلین ۔ (ضد سے منہ بگاڑ کر) کبھی نہ بیٹھونگا ۔

قوشون ۔ شریک فاضل ۔ اس شخص نے پہلی مرتبہ میرے منھ پر مجھے دغا باز کہا ہے ۔

چیپلین ۔ اس میں کیا شک ۔ تم سب دغا باز ہو ۔ تم صرف اس چڑیل کو پشیمان و نادم کرنے کے سوا اور کچھ کر ہی نہ سکے ۔

حاکم عدالت ۔ اگر تم بیٹھنا نہیں چاہتے ہو تو کھڑے رہو ۔

چیپلین ۔ میں کھڑا نہیں رہونگا ۔ (کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

لارڈ وینو ۔ تقدس مآب ۔ اس ملزمہ کی دستخط کے لئے یہ اقرارنامہ

پشیانی تیار ہے۔

حاکم عدالت۔ اس کو پڑھکر سناؤ۔

جون ۔ (بے قراری سے) تکلیف فرمانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

حاکم عدالت۔ اے عورت تو نے کس کاغذ پر دستخط کی یہ تو تجھے جاننا ہی چاہیئے۔ پیروکار صاحب اس کو سنائے اور سب خاموش رہیئے۔

لارڈ ویفو۔ (اقرار نامہ پشیانی ہاتھ میں لے کر اور کھڑے ہو کر پڑہتا ہے)

میں جون۔ جو عوام میں دوشیزہ کے نام سے مشہور ہوں۔ بہ رضا و رغبت اس امر کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں ایک پاپی گنہگار ہوں۔ اور متذکرۂ ذیل افعال قبیح وشنیع کی میں مرتکب ہوئی ہوں۔ مجھے جو آواز غیب سنائی دیتی تھی اس کو میں نے خدائی آواز و فرشتوں وزاہدوں کی طرف سے آئی ہوئی ندا سے غلط منسوب کیا تھا۔ یہ میری فریب دہی تھی۔ اور چرچ نے از راہ مہربانی اس گمراہی سے بچانے کے لئے بے حد تلقین و تعلیم دی۔ تاکہ میں اس شیطانی فریب سے بچوں۔ باوجود اسکے اس تلقین کی پروا نہ کرکے میں گناہ عظیم سے باز نہ آئی۔ میں نے خدائی حکم اور شرعی فتوے کے خلاف مردانہ لباس پہنکر سنگین گناہ کیا ہے۔ میں نے اپنے بالوں کو کٹوا کر مردوں کے مانند رکھا تھا۔ اور عورتوں کے رسم و رواج کے خلاف عمل کرکے تلوار کمر سے باندھی تھی اور انسانوں کا خون بہانے

میں ممد و معاون ہوئی تھی۔ اور عوام کو اشتعال دیکر و بھڑکا کر غلط ترغیب دی تھی۔ اصرار و ضد سے یہ تمام افعال بد مذہبی احکام کے خلاف اللہ کا نام لے کر انجام دینے کی محرک ہوئی ہوں۔ میں شرک کا سنگین الزام قبول کرتی ہوں چرچ کی عدول حکمی کے جرم کا اعتراف کرتی ہوں۔ میں لا مذہبیت کے سنگین خطا سے انکار نہیں کر سکتی۔ ان تمام گناہ کبیرہ کو ایک طرف رکھکر اب تمام علماء و فضلاء و پیشوائے دین کی بیحد ممنون و مشکور ہوں کہ مجھے گمراہی سے نجات دلا کر صراط مستقیم پر لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سایۂ عاطفت میں لاکر چھوڑا۔ اب میں اقرار واثق کرتی ہوں کہ آئندہ ایسی ناشائستہ حرکات مجھسے سرزد نہوں گی اب مقدس چرچ کے احکام کے تابع رہکر اپنے بزرگ باپ پاپائے روم کے ارشاد کی تعمیل بسروچشم کروں گی۔ خدا میرا گواہ ہے اور آسمانی کتاب انجیل مقدس کا حلف لیکر اس اقرار نامہ پر بقلم خود دستخط ثبت کی ہے۔

حاکم عدالت۔ تو نے سنا و سمجھا۔

جون ۔ (بے قراری و بے چینی سے) سب صاف و واضح ہے۔

حاکم عدالت۔ اور کیا یہ تمام اقبال صحیح ہے۔

جون ۔ ممکن ہے کہ یہ سب سچ ہو۔ سچ نہوتا تو بازار میں میرے لئے پہلے ہی سے چتا کیوں تیار کرائی جاتی؟

لارڈ وینو ۔ (یہ کچھ مزید کہکر رخنہ ڈالے گی اس وجہ سے جلدی کتاب

دکھا غذ دے کر اس کے پاس جاتا ہے۔) چلو بیٹیا میں تیرا ہاتھ پکڑ کر دستخط کراتا ہوں۔ یہ قلم لو (قلم لے کر کتاب کے سہارے دستخط کرتی ہے)۔

ج۔ و۔ ن۔

ٹھیک اب تیرے ہاتھ سے علامت کر دے۔

جون ۔ (علامت کر کے قلم واپس دیتی ہے۔ مگر اندرونی بے چینی وپریشانی چہرہ پر صاف نمایاں ہے)۔

لارڈ ویٹو ۔ (قلم و رجسٹر میز پر رکھکر اقرارنامہ قوشون کے حوالہ کرتا ہے) حضار عدالت کو خدائے برتر کا لاکھ لاکھ شکریہ بجالانا چاہئیے کہ ایک گمراہ بندی خدائے پاک کی طرف رجوع ہو گئی اور (۹۹) فیصدی گمراہ انسانوں کو راہ راست پر آنے سے چرچ کو جس قدر خوشی حاصل ہوتی اس سے بڑھکر شادمانی وخرمی ہو رہی ہے۔ (کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

حاکم عدالت ۔ (قوشون سے اقرارنامہ لے کر) تیرے اس اقرار واثق کی وجہ ہم حکم دیتے ہیں کہ لامذہبیت کے الزام سے تو برآت پا چکی ہے۔ (اقرارنامہ میز پر رکھ دیتا ہے)۔

جون ۔ (بے قراری سے) میں آپ کی بڑی احسان مند ہوں۔

حاکم عدالت ۔ مگر خدائے برتر اور چرچ کے خلاف جو گناہ کبیرہ سرزد ہوئے ہیں وہ تیرے پشیمانی کے لئے اور آئندہ تجھے عبرت ہو اور اس سے تو احتراز کرے اور تنہائی میں یاد الٰہی میں مصروف رہکر اپنے نجات کا راستہ کھول سکے اس لئے حکم دیتا ہوں کہ سوکھی روٹی

اور کھارے پانی پر تمام زندگی جب تک کہ تو زندہ رہے قید تنہائی
میں بسر کرے۔

جون ۔ (نہایت ہی بے چینی اور غصہ سے کھڑی ہو کر) حبس دوام
کی سزا۔ کیا اب رہائی کی امید نہیں؟

لارڈ وینو۔ رہائی کی امید۔ وہ بھی ایسے گناہ عظیم کے بعد۔ تو کس خوا
ب و خیال میں ہے۔

جون ۔ وہ اقرارنامہ میرے پاس لاؤ (ایکدم میز کے پاس جا کر
اقرارنامہ کو اٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔) تمہاری چِتا کو آ
سلگنے دو۔ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ ایک چوہے کے مانند بل میں ہمیشہ
پڑے رہنے کے مقابلہ میں اس آگ کو میں ترجیح نہ دونگی۔ واقعی
میری آواز غیب صداقت سے مملو تھی۔

لارڈ وینو۔ جون! جون!۔

جون ۔ ہاں۔ آواز غیب نے مجھے کہا تھا کہ تم سب بے وقوفوں
کے سردار ہو۔ (اس طنز سے سب کو برا لگتا ہے) اور تمہاری
عقلمندی کی باتوں پر مطلق بھروسہ نہ کرنا اور تم سے کوئی رحمدلی
کی توقع نہ رکھنا تم نے مجھے زندگی بخشنے کا قول دیا تھا۔ مگر یہ وعدہ
جھوٹا نکلا۔ (پُر قہر ہو کر) تمہارے خیال میں انسان کی جان باقی
ہے۔ جب تک کہ وہ زندہ ہے۔ اس کے سوائے اصول زندگانی
تمہارے نزدیک اور کچھ نہیں ہے۔ میں پانی اور سوکھی روٹی
سے نہیں ڈرتی۔ میں صرف سوکھی روٹی سے بھی کام لے سکتی
ہوں اور اس سے زیادہ کا میں نے کب مطالبہ کیا تھا۔ پانی اگر

صاف و پاک ہے تو پینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ میں محض روٹی اور پانی کے لئے حیران یا پریشان نہیں ہوں۔ بلکہ آفتاب کی روشنی۔ لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے خوشگوار مرغزار اور خوبصورت مہکتے ہوئے پھولوں سے محروم۔ اور پابہ جولاں کرنا تاکہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر شریک لشکر نہ ہو سکوں۔ کہسار کی سیر نہ کر سکوں۔ اور مجھے بدبودار اندھیری کوٹھری میں مقید کرنا کیا یہ تمہاری ناشائستہ حرکت اور نہایاں حماقت مجھے خدا سے منحرف کر کے گناہ میں گھسیٹ لے جائیگی۔

یہ تمام قدرت جو اس کی عبادت و تعریف کی مستحق ہے مجھے پرستش پر مجبور کرتی ہے۔ اس سے مجھے محروم رکھا جا رہا ہے اور یہ تمام حرکت دوزخ کی آگ سے بھی بدتر ہے۔ میں اپنے اسپ تازی بغیر چلائے سکتی ہوں زنانی لباس بھی زیب تن کر سکتی ہوں اور جس طرح عورتوں کو چھوڑ کر سپاہی میدان جنگ میں چلے جاتے ہیں اسی طرح لشکری پرچم قرنے ونقارے و سپاہی یا سردار جوشیلے مجھے چھوڑ کر چلے جائیں تو بھی اس کی پروا نہیں ہے۔ مگر میٹیل میدان کا جھلکنا۔ آبشار کا گنگنانا۔ نسیم سحر کے جھونکے۔ سوز و گداز کے لمحے۔ سبزے پر مسرت کی لہر۔ کلیوں کا ساز۔ طیور کی بیداری کا راگ۔ گلابی روشنی۔ خوشبو سے مست ہوا۔ چھوٹی چھوٹی چڑیوں کا گانا۔ پھدک پھدک کر۔ چہک چہک کر گنگناتے ہوئے چشمے سے پانی کا بہنا۔ ہر صدا جو لحن سے ڈوبی ہوئی جس سے مجھے گلبانگ کی جھنکار سنائی دے۔ یہ تمام مناظر

قدرتی میرے آنکھوں سے دور نہ کئے جاتیں۔ اس کے بغیر زندگی بیکار ہے۔ اور ان تمام قدرتی مناظر کو مجھسے چھین لینا اور اس سے محروم کرنے میں تمہاری جو خواہش مضمر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا صلح کار شیطان لعین ہے۔ اور میرا مالک وہ خداوند عالم ہے۔

ممبران جیوری۔ (نہایت اضطراب سے ہل چل کرتے ہوئے) لا مذہب بالکل کفر۔ اس کو بھوت نے گھیر لیا ہے۔ شیطان سر پر چڑھ گیا ہے۔ یہ کیا کہہ رہی ہے کہ ہمارا صلح کار مردود شیطان ہے۔ اور اس کا خدا برتر۔ چنڈال یہاں شیطانیت پھیلی ہوئی ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

دسٹیویٹ۔ (زور سے چلا کر) یہ پھر مشرک بن گئی ہے۔ یہ ضدی بدکار (چڑیل) اپنے رحم کرم کی رتی برابر مستحق نہیں ہے۔ اس کو یکلخت مذہب سے عاق کرنے کی میری اِلتجا ہے۔

چیپلین۔ (جلاد سے) جا سلگا دے تیری چتا۔ آگ کو کر دے مشتعل اور نار دوزخ میں اس کو جھونک دے۔ (جلاد اور اس کے مددگار چوک کی طرف جاتے ہیں)

لارڈ وینو۔ افسوس اے بے دین چھوکری اگر تیرا حامی و مددگار خدا ہے تو اس وقت وہ کیوں تجھے نہیں بچاتا۔

جون۔ اس کی حکمت نیاری ہے۔ اور اس کا راستہ بالکل جداگانہ ہے اس کا منشا ہے کہ میں اس جلتی ہوئی آگ سے گزر کر اس کے سایۂ عاطفت میں پناہ لوں۔ چونکہ میں اسی کی

ناچیز بندی ہوں۔ اور میں تمہارے ساتھ رہوں۔ اس کے لائق تم نہیں ہو۔ یہ میرا آخری کہنا ہے (سپاہی اس کو لیجانے کے لئے پکڑتے ہیں)۔

قوشون۔ (کھڑے ہوکر) ابھی نہیں (سپاہی ٹھہر جاتے ہیں۔ خاموشی چھا جاتی ہے۔ قوشون حاکم عدالت کو استفسارانہ نظر سے دیکھتا ہے۔ حاکم عدالت سر کی حرکت سے اتفاق کرتا ہے۔ اور حسب ذیل جملے یکے بعد دیگرے نہایت بردبارانہ لہجہ میں زبان سے نکالے جا رہے ہیں)۔

قوشون۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ تو پھر مشرک بن گئی ہے۔

حاکم عدالت۔ چرچ کی حمایت سے دور کر دی گئی ہوئی ملحدہ و کافرہ ہے۔

قوشون۔ چرچ کے فرقے سے دور کی ہوئی گنہگار رہی ہے۔

حاکم عدالت۔ لا مذہب کے مرض جذام میں مبتلا شدہ چھوکری۔

قوشون۔ تو مردود شیطان کی مرید و چیلی ہے۔

حاکم عدالت۔ تجھے مذہب سے خارج کر دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔

قوشون۔ ہمارے زمرہ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور تجھے مستحقہ سزا کے لئے ملکی حکومت کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

حاکم عدالت۔ اور اس حکومت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ممکن ہو تو تیری حمایت یا تیرے جسم کے اعضاء کو جدا کرتے وقت کچھ رعایت سے کام لیں۔ (حاکم بیٹھ جاتا ہے)۔

قوشون ۔ اور آخری وقت پر بھی پشیمان ہونے کی کوئی نشانی
اس سے ظہور میں آئے تو پادری مارٹن کو اجازت دیجاتی ہے
کہ وہ اصطباغ کی رسم انجام دیں۔

چیپلین ۔ چلو اب اس چڑیل کو آگ میں جھونکو۔ (جون کو باہر لیجانے
اور سپاہیوں کو مدد دینے میں ہاتھ بٹاتا ہے۔ جون کو چوک میں لیجاتے
ہیں۔ ممبران جیوری سپاہیوں کے پیچھے جا رہے ہیں۔ مگر لارڈ ونیو
اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر وہیں ٹھہر جاتا ہے۔)

قوشون ۔ (نشست سے اٹھکر) نہیں نہیں۔ یہ جو کچھ کہ ہو رہا ہے
ضابطہ کے تحت نہیں ہے۔ ملکی حکومت کے ذمہ دار عہدہ داروں
کو حاضر ہو کر اس کو اپنی تحویل میں لینا چاہیئے۔

حاکم عدالت ۔ (خود بھی کھڑے ہو کر) یہ چیپلین تو بالکل کوردماغ معلوم
ہوتا ہے۔

قوشون ۔ مارٹن ۔ پیروکار صاحب۔ دیکھئے کیا یہ سب تحت ضابطہ
و اصول ہو رہا ہے یا نہیں؟

لارڈ و نیو۔ میرا فرض تو اس کے ساتھ رہنا ہی ہے تقدس مآب۔ آپ
بحیثیت رکن عدالت اس کا خود انتظام فرمالیجئے۔ (جلدی جلدی سے
جون کے پیچھے چلا جاتا ہے۔

قوشون ۔ یہ انگریز تو بڑے بے درد ہیں۔ وہ تو اس کو سیدھے آگ
میں ڈھکیل دیں گے۔ دیکھئے (چوک کی جانب ہاتھ سے اشارہ
کر کے آگ کے شعلوں کو تبلاتا ہے۔ حاکم اور خود وہیں ٹھہر جاتے
ہیں۔)۔

توشون ۔ (جانے کی تیاری کرتے ہوئے) اس کو تو روکنا ہی چاہیئے۔
حاکم عدالت ۔ (اطمینان سے) ہاں مگر زیادہ عجلت کی ضرورت نہیں ہے۔
توشون ۔ (ٹھہر کر) مگر ایک لمحہ بھی برباد کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔
حاکم عدالت ۔ ہم تو اپنے فرائض کو تحت ضابطہ انجام و انصرام دیرہے ہیں۔ اگر انگریز کوئی خلاف ورزی یا خلاف ضابطہ کام کرنا چاہتے ہیں تو اس کی مزاحمت کا کام اپنا نہیں ہے۔ اگر ان کے حرکات میں کوئی نقص یا عیب رہ جائے تو آئندہ یہ کام آئے گا۔ اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے وہ اگر جلد ہو جائے تو اس غریب لڑکی کے لئے بہتر ہے۔
توشون ۔ (عدم توجہی سے) یہ بالکل سچ ہے۔ مگر اس ہیبت ناک کام کا انجام دیکھے بغیر اب چارہ نہیں۔
حاکم عدالت ۔ انسان کو عادت ہو جاتی ہے۔ اور یہ عادت آگے چل کر طبیعت ثانی بن جاتی ہے۔ چونکہ روزمرہ کی عادت ایک بری چیز ہے۔ اور مجھے ایسے آگ کے باغ کو دیکھنے کا محاورہ ہے۔ یہ بہت جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ مگر چرچ اور قانون کی بڑی چکی میں ایک بے گناہ اور معصوم نوجوان دوشیزہ پیسی جا رہی ہے۔ یہ اذیت تکلیف دہ و روح فرسا ہے۔
توشون ۔ کیا آپ ملزمہ کو معصوم و بے گناہ خیال کرتے ہو۔
حاکم عدالت ۔ آہ! بالکل بے جرم۔ و بے خطا یہ چرچ و قانون سے کیا واقف! ہم جو کچھ کہ اس سے کہہ رہے تھے۔ اس کا ایک لفظ بھی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ ہمیشہ تکالیف و مظالم کے شکار معصوم و سادہ لوح

ہی ہوا کرتے ہیں۔ اب چلئے ورنہ تاخیر کا اندیشہ ہے۔

قوشون ۔ (دونوں ملکر جاتے ہیں) تاخیر ہوگی تو مجھے رنج نہ ہوگا مجھے آپ کی طرح ایسے خوفناک مناظر دیکھنے کی عادت نہیں ہے۔ (دونوں باہر نکلتے ہیں سامنے سے امیر واریق آتا دکھائی دیتا ہے)۔

امیر واریق ۔ آہا۔ میں دخل در معقولات تو نہیں ہو رہا ہوں۔ معاف فرمائیے۔ میں نے سنا کہ کام نہایت عجلت کے ساتھ اختتام کو پہونچ چکا ہے (واپس جانا چاہتا ہے)۔

قوشون ۔ آپ واپس نہ جائیے۔ دیکھئے سب ختم ہو چکا ہوگا۔

حاکم عدالت ۔ آگ کے سپرد کرنے کا کام ہمارا نہیں ہے۔ آپ کی اجازت سے اگر اس کا اختتام دیکھ لیا جائے تو بہتر ہے۔ (سر کو تعظیماً خم کر کے چلا جاتا ہے۔)

قوشون ۔ آپ کے لوگ تحت ضابطہ کام کریں گے۔ یا نہیں۔ اس کی نسبت ذرا شک ہے۔

امیر واریق ۔ مجھے اس میں شک ہے کہ آپ کی مذہبی حکومت اس شہر پر ہے یا نہیں۔ چونکہ یہ آبادی آپ کے حدود میں واقع نہیں ہے۔ تاہم اگر اس کی جوابدہی آپ کرنے کو تیار ہیں تو میں جملہ ذمہ داریوں کو اٹھانے پر آمادہ ہوں۔

قوشون ۔ (رعب وداب سے) اس کی جوابدہی تو ہم دونوں کو داور محشر کے سامنے کرنی پڑے گی۔ خدا حافظ۔

امیر واریق ۔ میرے مقدس آب۔ فی امان اللہ (دونوں ایک دوسرے کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد قوشون حاکم عدالت کے پیچھے

جاتا ہے۔ امیر واریق ادھر ادھر نظر ڈالتا ہے۔ اور اپنے کو تنہا
پاکر ملازم کو آواز دیتا ہے)۔

امیر واریق۔ کوئی ہے۔ ادھر آؤ (جواب ندارد) ارے کوئی ہے۔
(جواب ندارد) "براین" اے بے وقوف پاجی تو کہاں ہے (خاموشی)
اے سپاہی (خاموشی) غالباً یہ سب لوگ اس کی چتا دیکھنے کے لیئے
چلے گئے ہیں۔ اور شاید یہ بچہ بھی وہیں چلا گیا ہے۔
(ماتم و آہ زاری و شور و بکا سے خاموشی میں خلل واقع
ہوتا ہے)۔

امیر واریق۔ یہ کیا بلا ہے (چوک کی جانب سے چیپلین دیوانی صورت
بنا کر آرہا ہے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھی
ہوئی ہے۔ اور نہایت حسرت ناک وافسوس ناک آواز امیر واریق
کو سنائی دے رہی ہے۔ وہ ملزم کے نشست کے اسٹول سے ٹکرا تا ہے اور
گھبرا کر اس پر بیٹھ جاتا ہے)

چیپلین۔ (واریق کے ہاتھوں کو تھام کر) میرے لارڈ۔ خدا را۔
میرے گنہگار شرم سار بدبخت ضمیر کے لیئے خدا سے دعا کرو۔

امیر واریق۔ ہاں ہاں۔ ضرور ضرور دعا کرونگا۔ مگر ذرا ٹھنڈے تو ہو لیجئے۔
صبر تو کیجئے۔

چیپلین۔ (نہایت ہی بری طرح روتے ہوئے) میں کوئی خراب آدمی
تو نہیں ہوں۔ میرے لارڈ۔

امیر واریق۔ نہیں بالکل نہیں۔

چیپلین۔ میں نے کسی کا برا نہیں چاہا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ ایسا ہوگا۔

امیر واریق ۔ (ذرا سختی سے) آہ کیا تم نے وہ دیکھ لیا؟

چیپلین ۔ میں کیا کروں ۔ اس کا خیال نہ رہا ۔ میں ایک اندھا بیوقوف ہوں ۔ اور اس کے لئے مجھے جہنم نصیب ہوگا ۔

امیر واریق ۔ اگرچہ یہ خیال خام ہے ۔ مگر پھر بھی پُر از آلام ہے مگر یہ تو تم نے نہیں کیا ہے ۔

چیپلین ۔ (نہایت شیون و سوز سے) میں اس کا محرک ہوا ہوں ۔ اگر میں چاہتا تو ان کے چنگل سے اس کو نجات دلوا سکتا تھا ۔ آپ نہیں جانتے ۔ آپ نے نہیں دیکھا ۔ جب آپ بے خبر ہیں تو ایسی باتیں نہایت آسان ہیں الفاظ ہی سے ہم اپنے ضمیر کو خراب و ناپاک کر سکتے ہیں اور خود بھی نالایق بن جاتے ہیں آگ بھبوکے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جو کام کرنا چاہیئے وہ نہیں کرتے ۔ مگر جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ جب خود ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تب دل پر بڑی چوٹ لگتی ہے ۔ دم گھٹنے لگتا ہے ۔ جگر شق ہو جاتا ہے ۔ (دو زانو ہو کر) اے خدائے برتر ۔ یہ مہیب منظر میری آنکھوں سے دور کر ۔ اے روح القدس مجھے اس جلتی ہوئی آگ سے بچا ۔ آگ میں جلتے جلتے اس نے تجھی کو پکارا تھا ۔ تجھی کو یاد کیا تھا ۔ کہ اے حضرت عیسیٰ ۔ اے حضرت عیسیٰ اس کو تو نجات نصیب ہوگی اور مجھے جہنم ۔

امیر واریق ۔ (اس کو کھڑا کر کے) بس اب حضرت بس ۔ اب آپ کو ہوش و حواس میں آ جانا چاہیئے ۔ اوسان خطا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ نہیں تو اس تمام شہر میں اسی کا دا ویلا مچ جائے گا (میز کے پاس ایک کرسی پر اس کو بٹھا دیتا ہے) جب یہ تماشہ تم دیکھنے کے قابل نہ تھے

تو میری طرح اس سے دور رہتے۔

چیپلین ۔ (ذرا تھم کر) اس نے ایک صلیب کی خواہش کی تھی۔ ایک سپاہی نے دو لکڑیوں کو صلیب نما باندھکر اس کو دیا اور میں خدا کا شکرگزار ہوں کہ وہ سپاہی ایک انگریز تھا۔ میں بھی ایسا کر سکتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ میں نے نہیں کیا۔ میں ایک ڈرپوک شخص۔ اور ایک دیوانہ کتا ہوں۔ نالایق ہوں۔ مگر خیر وہ سپاہی تو انگریز ہی تھا۔

امیر واریق ۔ وہ بڑا احمق تھا۔ اگر پادریوں کے ہاتھ میں آجاتا تو اس کو بھی آگ میں جھونک دیتے۔

چیپلین ۔ (خوف سے تھرتھرا کر) کئی ایک اس کو دیکھکر ہنستے تھے۔ اور یہ ایسے تھے کہ حضرت عیسیٰ کو بھی دیکھ پاتے تو اسی طرح ہنستے مگر یہ ٹھیک ہوا کہ یہ سب فرنچ تھے۔ میرے لارڈ۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ وہ فرنچ ہی تھے۔

امیر واریق۔ اب بس کیجئے۔ خاموش رہئیے۔ دیکھئے کوئی آرہا ہے۔ ہوشیار رہو جائیے (لارڈ دینو چوراہے سے واپس ہوکر امیر واریق کے پاس آرہا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک صلیب ہے۔ اور اس کا چہرہ مغموم و پریشان ہے)۔

امیر واریق۔ میرے مارٹن۔ میں نے سنا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ تکمیل پا چکا ہے۔

لارڈ وینو۔ (بردباری سے) آپ نہیں جانتے میرے لارڈ۔ یہ انتہا نہیں ہے بلکہ ابتدا ہے۔

امیر واریق۔ اس کا کیا مطلب۔

لارڈ ونیو۔ یہ صلیب میں اس کے لئے چرچ سے لے گیا تھا۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اس کو دیکھ سکے۔ مگر اس کے پاس تو صرف دو لکڑیاں ہی تھیں جس کو اس نے اپنے سینہ پر رکھ لیا تھا۔ اور جب آگ خوب پھیل گئی اور زیادہ دیر تک وہاں ٹھہرنا اپنے خود کو جلا دینا تھا اس وجہ دور ہو جانے کے لئے مرتے مرتے بھی اس نے مجھے اشارہ کیا تھا۔

بیسر ے لارڈ۔ جو لڑکی مرتے دم بھی دوسروں کا خیال رکھے وہ کیسے شیطان اور چڑیل ہو سکتی ہے۔ جب مجھے صلیب کو آگ کی قربت کی وجہ ہٹا دینا پڑا اس وقت اس نے آسمان کی طرف نظر ڈالی تو ایسا محسوس ہوا کہ فلک پر شگاف پڑ گیا ہے۔ اور مجھے یقین واثق ہے کہ جان نواز داور دادگر نے اپنے رحم و کرم سے اس کو اپنے ظل حمایت میں لے کر اپنے دیدار سے مشرف کیا ہوگا۔ اس نے خدا کو پکارا۔ اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

امیر واریق۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کا اثر لوگوں پر خراب نہ پڑے۔

لارڈ ونیو۔ میرے لارڈ۔ اس کے قبل ہی کئی ایک پر اس کا اثر پڑ چکا ہے۔ میں نے ہنسی مذاق بھی وہاں سنا ہے۔ مگر مجھے معاف فرمائیے یہ ہنسی و تضحیک کرنے والے سب انگریز تھے۔

جیپلین۔ (نہایت پریشان ہو کر) نہیں ایسا نہیں۔ وہاں صرف ایک ہی انگریز ایسا تھا جس نے اپنی ناشائستہ حرکت سے اپنے ملک کو شرمندہ و خجل کیا ہے۔ وہ پاگل کتا اسٹو نگبر (پاگلوں کی طرح چلا کر بھاگنا شروع کرتا ہے) یہ سب ملکر اس کو آزار پہنچائیں اور

سب مل کر اس کو آگ میں دھکیل دیں۔ مگر میں وہاں جا کر اس خاک پر
دعا کروں گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن "جیوڈس"
کے مانند میں ہوں۔ میں سولی پر چڑھ کر خودکشی کر لوں گا۔ (جس
راستہ آیا تھا اسی راستہ سے دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔)

امیر واریق۔ بھائی مارٹن۔ ذرا اس کے پیچھے جائیے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خودکشی
کرلے۔ جلدی کیجئے۔ جلدی کیجئے (لارڈ دینو۔ امیر واریق کی التجاء
پر جلدی سے اس کا تعاقب کرتا ہے۔ جلّاد اجلاس کے عقب کے
دروازہ سے اندر داخل ہوتا ہے)۔

امیر واریق۔ کیوں بے! تو کون ہے۔

جلّاد ۔ (خودداری سے) آج تک مجھے کیوں بے کہکر کسی نے
مخاطب نہیں کیا میرے لارڈ۔ میں شہر "ڈوان" کا صدر
جلّاد ہوں۔ اور یہ کام نہایت ہنرمندی و استادی کا ہے۔ میں
اس امر کی اطلاع دینے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے ارشاد کی پوری
پوری تعمیل ہو چکی ہے۔

امیر واریق۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ میرے صدر جلّاد صاحب۔ اب
میں دیکھ لوں گا کہ اس مردہ لڑکی کی کوئی نشانی یا یادگار پیچھے
باقی نہ رہے۔ جس کی وجہ ہم کو نقصان برداشت کرنا پڑے۔
میرا اطمینان کرا دیا جائے کہ اس کی کوئی ہڈی ناخن یا کوئی بال
بھی باقی نہیں رہا۔

جلّاد ۔ میرے امیر۔ مگر اس کا کلیجہ خاکستر ہونے سے بچ گیا تھا

جس کو دریا برد کر دیا گیا ہے۔ اب کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اب اس کا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل گیا ہے۔

امیر و اریق۔ (لارڈ وینو کے الفاظ یاد کر کے ذرا بے لطفی سے) اس کا کھٹکا نکل گیا یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے؟
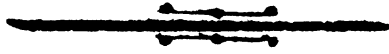
ڈرامہ کا آخری سین

منظر ۔ فرانس کے "چارلس ہفتم" کے محل میں ایک خوابگاہ۔ زمانہ ۱۴۵۶ء کے ماہ جون کی ایک طوفانی رات ۔ موسم گرما کے بعد فلک پر بجلیوں کی چمک ۔ چارلس ہفتم جو "دوشیزہ جون" کی امداد کے قبل ولیعہد تھا۔ اب تخت و تاج کا مالک بن کر فاتح "چارلس کے لقب سے مشہور ہے۔ ایک سنہری مسہری پر استراحت فرما ہے۔ اس وقت اس کی عمر (۵۱) سال کی ہوگی۔ اس آرام گاہ کے ایک کونہ میں یہ مسہری رکھی ہوئی ہے۔ درمیان میں ایک دریچہ ہے اور مسہری کے چھتر پر شاہی نشان زربفت کا بنا ہوا آویزاں ہے۔ اور اگر اس مسہری پر چھتری نہوتی اور بڑے بڑے مخملی تکیہ نہ دکھائی دیتے تو یہ ایک بڑا

موفہ معلوم ہوتا ہے چارلس اس وقت بیدار ہے۔ اور مصنف "قوفی" کی کتاب "بوقیقیا" کے تصاویر گہری نظر سے دیکھ رہا ہے اس مسہری کے بازو پر ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی ہے۔ اور جس پر حضرۃ مریم کی شبیہ پائی جاتی ہے۔ رنگین مومی شمع دان کی روشنی اس پر پڑ رہی ہے۔

خوابگاہ کے دروازہ پر خوبصورت رنگین پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور لگا ہے گا ہے ہوا سے ہلتے ہیں۔ ان پردوں کا رنگ سرخ و زرد ہونے سے جب ان کو ہوا کے باعث جنبش ہوتی ہے تو آتش کے سرخ شعلہ اٹھنے کا گمان ہوتا ہے۔ اس خوابگاہ کے کمرہ کا دروازہ چارلس کے جانب چپ ہے۔ اور مصاحبوں کو طلب کرنے کے لئے ایک چھوٹی روپہلی گھنٹی رکھی ہوئی ہے چارلس اس مصور کتاب کا ایک ورق الٹتا ہے۔ دور کی ایک گھڑی سے نصف گھنٹہ کی مہین رسیلی آواز سنائی دیتی ہے۔ شاہ چارلس پٹاخ کرکے کتاب کو بند کر دیتا ہے۔ اور ایک طرف رکھکر گھنٹی بجاتا ہے اور اس زور سے بجاتا ہے کہ کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں ایسی ناگوار آواز نکلتی ہے۔

لارڈ وینو ۔ جس کی عمر میں اب تقریباً (۲۵) سال کا اضافہ ہو چکا ہے
عجیب وغریب شکل میں شہر روآن کے گرجا سے حاصل کئے ہوئے
صلیب کو لے کر اندر داخل ہوتا ہے۔ چارلس اس کے آنے کا
متوقع نہ تھا۔ مسہری سے کود کر دوسری جانب کھڑا ہو جاتا ہے)

چارلس ۔ تم کون ہو۔ میرا مصاحب کہاں مر گیا۔ تم کو مجھ سے
کیا کام ہے۔

لارڈ وینو ۔ (پر تمکنت سے) میں آپ کے لئے ایک بڑی خوشخبری
لایا ہوں۔ خداوندا۔ خوش ہو جیئے۔ چونکہ آپ کی بدنامی و رسوائی
اور تخت و تاج سے بدگمانی دور ہو چکی ہے۔ ایک مدت مدید کے
بعد انصاف کا بول بالا ہوا ہے۔

چارلس ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تم کون ہو۔

لارڈ وینو ۔ میں پادری مارٹن ہوں۔

چارلس ۔ مگر معاف فرمائیے۔ مارٹن پادری یعنے کون۔

لارڈ وینو ۔ جب دوشیزہ سپرد آگ کی گئی تو اس وقت یہ صلیب
میں تھامے ہوئے تھا۔ جس کو آج (۲۵) سال کا عرصہ گزر چکا ہے
اور تقریباً ہزار دن۔ اور میں نے اس عرصہ میں ہر روز اس
خدائے برتر سے آہ و زاری کے ساتھ منت و التجا کی کہ جس طرح
اس دوشیزہ کو آغوش رحمت میں لے لیا گیا ہے۔ اسی طرح اس
دنیا میں اس کی نیک نامی و عزت و توقیر بھی باقی رہے۔

چارلس ۔ (ہمت آنے کی وجہ مسہری کے پاس بیٹھ جاتا ہے) آہا اب
مجھے یاد آیا۔ میں نے تمہارے متعلق کچھ سنا تھا۔ کیا تمہاری

کوئی خاص رائے اس دوشیزہ کے نسبت ہے ۔کیا آپ اسکی
حالیہ تحقیقات میں شریک تھے ۔

لارڈ وینو ۔ جی ہاں ۔ میں نے اس تحقیقات میں شہادت دی ہے ۔

چارلس ۔ تحقیقات ختم ہوچکی ۔

لارڈ وینو ۔ جی ہاں ۔ ختم ہوچکی ۔

چارلس ۔ خاطر خواہ تصفیہ ہوا ہے ۔

لارڈ وینو ۔ خدا کا دیا ہوا نور یہ کبھی نہوئے دور ۔ خدا کی باتیں خدا
ہی جانے ۔

چارلس ۔ کس طرح ۔

لارڈ وینو ۔ جس عدالت سے ایک زاہدہ کو لامذہب قرار دے کر و
ساحرہ ٹھرا کر چتا پر جلایا گیا تھا ۔جہاں صداقت سے تحقیقات
کی گئی تھی ۔ اور ضابطہ و قانون کی پابندی مد نظر تھی اور خلاف
رواج و عملدرآمد رحم و کرم سے کام لیا گیا تھا مگر افسوس ہیکہ
آخر میں نتیجہ نہایت خلاف اور غلط برآمد ہوا اور نذر آتش کرنے کی
سخت بے رحمی کی سزا صادر کی گئی ۔ باقی تمام امور مبنی بر عدالت
تھے ۔ مگر یہ حالیہ تحقیقات جہاں سے میں آرہا ہوں وہاں خلاف
بیانی اور افترا پردازی جھوٹ و سچ کی آمیزش اور درباری
ناجائز نذرانہ ۔ لالچ و رشوت ۔ غیبت و بدگوئی ۔ عیب جوئی اور
خوف سے اصلیت پر پردہ ڈالنے کی کیفیت کوشش اور عامیانہ معمولی
باتیں جس سے ایک معمولی کسان بھی متاثر نہیں ہوسکتا ۔ ایسے
تمام واقعات کی یہ حامل تھی ۔ مگر یہ سب کچھ ہونے کے باوجود

انصاف کے نام کی بے عزتی چرچ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ اور اسکی بدنامی دور کرنے کے لیے افترا پردازی وکذب بیانی میں اصلیت وسچائی کی تلاش کر کے انصاف رسانی کی گئی۔ ہیزم سوختنی کے بدنما داغ کو معصومیت کی سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ مطہرانہ زندگی کو مقدس قرار دیا گیا۔ اور پاک دل جو سپرد آتش کیا گیا تھا وہ بے گناہ ثابت ہوا اور اس کی قدر و منزلت اب کی جارہی ہے ایک نمایاں نقص وسفید جھوٹ کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے ہوگیا ہے۔ اور ایک بے انتہا ذلیل شرارت وفعل مذموم کو دنیا کی آنکھوں کے سامنے سے دور کر دیا گیا ہے۔

چارلس۔ میرے دوست جب تک کوئی یہ نہ کہے کہ میرے تخت نشینی کی رسم ایک چڑیل وملحدہ کے ہاتھوں ہوئی ہے تب تک یہ تصفیہ کس حکمت وصفائی سے انجام پایا ہے۔ اس کی مطلق مجھے پروا نہیں ہے جو ن بھی اس کی نسبت بے قرار نہوتی اگر خاتمہ بالخیر انجام کو پہونچتا۔ چونکہ میں اس کی طبیعت سے واقف تھا اب تو اس کی فضیلت وعظمت اور قدر و منزلت قایم ہو چکی ہے۔ میں نے پہلے ہی ہدایت دیدی تھی کہ اس میں کسیطرح کی عیاری وچالاکی کام میں نہ لائی جائے۔

لاڈوینو۔ اس کی نسبت سابق میں جو فیصلہ ہوا تھا اس کو منسوخ کر کے اور اس نا انصافی کو دور کر کے اب ناقابل لحاظ قرار دیدیا گیا ہے۔

چارلس۔ ٹھیک بہت اچھا۔ اب تو کسیکو یہ کہنے کی مجال نہوگی کہ میری رسم تخت نشینی خلاف اصول عمل میں آئی تھی۔

لاڈوینو۔ یہ شارل من" اور "شاہ ڈیوڈ" کی رسم تاج پوشی بھی آپ کے

مقابلہ میں زیادہ پاکیزگی اور متبرک طریقہ سے عمل میں
چارلس۔ کچھ مضائقہ نہیں مگر میرے لئے یہ کس قدر تکلیف دہ
ہے اس کا تو کچھ خیال کرو۔
لاڈ و ینو۔ مگر یہ اس دوشیزہ کے لئے کس قدر پسندیدہ اور عمدہ اور
قابل تعریف بات ہے۔ صرف اسی خیال میں میں منہمک ہوں۔
چارلس۔ اس خیال سے تو ہم کو باز رہنا چاہیئے۔ چونکہ وہ کس خیال
میں منہمک رہا کرتی تھی وہ کسی دن ہم پر آشکارا نہو سکا۔ مگر اس کو
تو خود اپنی فکر رکھنا چاہیئے تھا۔ چونکہ اس کی حفاظت مجھسے ممکن نہ تھی
اور نہ حفاظت کرنے کی تمہاری حیثیت تھی۔ اس کی نسبت ایک
بات کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تم اس کو اگر پھر زندہ کر سکو اور یہ سب
اس کی عزت و حرمت کے باوجود بھی (۶) ماہ کی مدت میں مگر زر
اس کو نوالہ آتش کر دوگے۔ اور تم اسی طرح دوشیزہ کے روبرو
صلیب کو پکڑ کر کھڑے رہوگے (صلیب کی اپنے سینہ پر علامت
کرکے) اس لئے اس کو دائمی استراحت میں پڑے رہنے دو
اس کے کام میں مداخلت کرنے کے بجائے بہتر یہ ہوگا کہ ہم اپنے
کام ہی میں مصروف رہیں۔
لاڈ و ینو۔ خدا کی سنوار مجھپر ہو اگر میں اس کے کام میں اور وہ میرے
کام میں حصہ نہ لے (اور یہ کہتا ہوا واپس جارہا ہے) آج سے میرا گزر
شاہی محلوں کے طرف کبھی نہ ہوگا۔ اور خدا مجھے ان کی شکل اور
ہم کلامی سے بچائے۔
چارلس۔ (دروازہ تک اس کے ساتھ جا کر واپس آتا ہے) خدا تیرا

بھلا کرے۔ خدا تیرا بھلا کرے (وسط کمرہ میں آکر خندہ روئی سے کہہ رہا ہے واہ یہ بھی ایک عجیب وغریب شخص ہے۔ مگر وہ اندر کس طرح داخل ہوا۔ میرے خدمت گار کہاں مر گئے۔ (مسہری کے قریب جاکر زور سے گھنٹی بجاتا ہے۔ باد صرصر کے جھونکوں کی وجہ پردوں کو جنبش ہوتی ہے۔ مومی شمع بجھ جاتی ہے۔ اور اندھیرے میں وہ زور سے چیختا ہے) ارے کوئی حاضر ہو کر کھڑکی تو بند کرے۔ سب ادھر ادھر اڑ رہا ہے۔ (بجلی کی کڑک میں کھڑکی دکھائی دیتی ہے۔ اور ایک انسانی شکل پر نظر پڑتی ہے۔) ارے کوئی ہے دوڑو جلدی آؤ۔ الحذر۔ جون۔ جون (بجلی کی گرج۔ کود کر پلنگ پر لیٹ کر چادر سے منہ چھپا لیتا ہے)

جون کی آواز۔ آہستہ آہستہ۔ چارلس اس قدر کیوں چلا رہے ہو کیوں غل مچا رہے ہو۔ تیری آواز پر حاضر ہو ایسا کوئی اسوقت یہاں نہیں ہے۔ تو تو گہری نیند میں ہے (چاند کی دھیمی روشنی میں جون شاہ کی مسہری کے پاس کھڑی دکھائی دیتی ہے)

چارلس۔ (چادر سے منہ نکالکر) جون۔ کیا تو بھوتنی بن گئی ہے۔

جون۔ یہ کہہ نہیں سکتے۔ اے شاہ ایک دہقانی بچاری غریب لڑکی جس کو آگ میں جلوا دیا گیا ہو وہ بھوتنی کس طرح ہو سکتی ہے میں تو تجھے خواب میں دکھائی دے رہی ہوں۔ روشنی پھیل رہی ہے اور وہ دونوں نظر آرہے ہیں۔ چارلس مسہری پر بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا ہے) ماشاء اللہ اب تو کس قدر بڑا ہو گیا ہے۔

چارلس۔ واقعی اب میں بڑا ہو چکا ہوں۔ کیا در اصل میں

نیند میں ہوں۔

جون ۔ تو مخزن اخلاق کتاب پڑھتے پڑھتے سو گیا تھا۔

چارلس ۔ واہ یہ کس قدر لطف خیز ہے۔

جون ۔ مگر میرے عمر کا پیمانہ انڈیل دیا گیا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔

چارلس ۔ کیا دراصل تو مر گئی ہے۔

جون ۔ جس طرح کوئی پیوند زمین ہو سکتا ہے اسیطرح میں بھی مر چکی ہوں میری روح پرواز کر چکی ہے۔

چارلس ۔ بڑا تعجب ہے ؟ کیا وقت نزع تکلیف ہوئی تھی۔

جون ۔ کس تکلیف کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

چارلس ۔ اس آتش افشانی کا۔

جون ۔ آہ وہ مجھے اب ٹھیک یاد نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے کچھ تھوڑی بہت تکلیف ہوئی ہو۔ بعد ازاں سب خلط ملط ہو گیا۔ اور روح قفس عنصری سے جب تک پرواز نہ کر گئی تب تک میرے دل کو قرار نہ تھا مگر تو ہرگز آگ سے نہ کھیلنا یہ تیرے لئے آتش نمرود نہ ہوگی۔ اب تیری کیسی گزر رہی ہے۔

چارلس ۔ آہ ۔ کوئی بات قابل شکایت نہیں ہے۔ تجھے خبر ہے کہ اب میں فوج کا کمان بن کر شریک جنگ رہا کرتا ہوں۔ اب جون ۔ خون آلودہ اور کیچڑ سے لبریز خندقوں میں گھس جاتا ہوں۔ اور قلعہ پر سے برستے ہوئے گرم رال اور لال چول پتھروں کی بارش میں سر ہتیلی پر رکھ کر سیڑھیوں پر سرسراہٹ

سے تیرے مانند چڑھ جاتا ہوں۔ میری جون۔

جون ۔ یہ ممکن نہیں۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بالآخریں نے تجھے مرد میدان بنا کر ہی چھوڑا۔ میرے چارلس۔

چارلس ۔ اب تو عوام مجھے فاتح چارلس کے نام سے پکارتے ہیں تو بہادر تھی اس لئے مجھے بھی بہتر مرد بننا پڑا۔ اور تھوڑی سی ہمت و جرأت "اگینس" نے بھی مجھے دلائی ہے۔

جون ۔ اگینس۔ یہ اگینس کون ہے۔

چارلس ۔ "اگینس شوریل" اس عورت کے ساتھ مجھے محبت تھی گاہے ماہے خواب میں دکھائی دیتی ہے۔ مگر اس کے قبل تو کبھی خواب میں نہ آئی تھی۔

pnew charles}

جون ۔ کیا وہ بھی مجھ جیسی واصل حق ہو چکی ہے۔

چارلس ۔ ہاں۔ مگر یہ تمہارے جیسی نہ تھی یہ تو نہایت ہی حور تمثال اور بیحد حسین تھی۔

جون ۔ (صاف دلی سے خندہ زن ہو کر) آہا۔ مجھ میں تو کچھ حسن و جمال بھی نہ تھا۔ میں تو بڑی سخت جان تھی۔ اس وجہ تم سب پریشان تھے۔ مگر میری نظر عرش پر تھی۔ اور دل میں رب تھا۔ اس وجہ مرد و زن بنکر دونوں حیثیتوں سے میں نے تم کو آزار و اطمینان کی زندگی گزارنے کا راستہ بتلا دیا ہے۔ جب تک تمہاری ناک خاک پر رگڑی جا رہی تھی اور اس پر دہول جمی ہوئی تھی۔ اس وقت تک تم کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا مگر مجھسے کہو تو ذرا کہ تم عقلمندوں نے میرے جسم کو جلا کر خاکستر بنانے کے سوا اور کیا شیر مارا اس کے بعد کیا کیا واقعات گزرے۔

ان کو تو ذرا تفصیل سے بیان کیجئے۔

چارلس۔ تیری ماں اور تیرے بھائیوں نے معروضہ پیش کیا تھا کہ تیرے متعلق مکرر تحقیقات کیجائے۔ اور اب عدالت دارالقضا نے تصفیہ کیا ہے کہ سابقہ فیصلہ مکرو فریب کینہ ولغض جہل وکپٹ۔ اور بے انصافی ورشوت ستانی سے مملو تھا۔

جون۔ نہیں۔ مگر یہ اہل چرچ اچھے دیندار لوگوں کو بھی زندہ درآتش کردیں کیا ایسے فاطر العقل تھے؟

چارلس۔ تیرے لئے سابقہ فیصلہ کو فسخ کرکے اور اس کو غلط وخلاف قانون قرار دے کرنا قابل لحاظ ٹھہرایا ہے۔

جون۔ باوجود اس کے مجھے زندہ جلا دیا گیا اب اس سے کوئی مجھے بچا نہیں سکتا۔ اور نہ زندہ کرسکتا ہے۔

چارلس۔ اگر وہ ایسا کرسکتے تو دوبارہ اس پر غور کرتے۔ مگر انھوں نے حکم دیا ہے کہ جہاں تجھے چتا پر جلایا گیا تھا وہاں ایک خوبصورت صلیب کھڑی کیجائے۔ جس سے تیری یاد ہمیشہ کے لئے قائم رہ کر دائمی مغفرت نصیب ہوسکے۔

جون۔ (عالم استغراق میں) ایسی نیک نامی کی یادگار اور آخرت کی مغفرت سے صلیب کی تقدیس ممکن ہے۔ مگر صلیب سے انسان کی نیک نامی اور آخرت کی بھلائی کی کوئی امید نہیں ہوسکتی (ہٹ جاتی ہے۔ اور چارلس کو بھول جاتی ہے) میرا نام اس صلیب سے زیادہ زندہ رہے گا اور عوام شہر روان کہاں واقع تھا ممکن ہے کہ بھول جائیں مگر میری یاد ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے

تازہ وہ زندہ رہے گی۔

چارلس۔ دیکھو تو پھر اور غرور میں مبتلا ہو گئی۔ جیسے کہ پہلے تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ دو الفاظ احسان مندی کے اپنے متعلق تجھ سے سنوں کہ بالآخر میں نے تجھے انصاف دلوایا ہے۔ یہ کچھ بے جا نہیں ہے۔

قوشون۔ (دونوں کے درمیان کے دریچہ سے جھانکتا ہوا) جھوٹا کہیں کا۔

چارلس۔ شکریہ۔ شکریہ۔

جون۔ یہ تو پیٹر قوشون ہیں۔ جناب کا مزاج تو اچھا ہے۔ مجھے جلا دینے کا حکم دینے کے بعد آپ پر کیسی گزر رہی ہے۔

قوشون۔ گزری تو دل پر گزری۔ لیکن میں انصافِ بشری پر لعنت بھیجتا ہوں۔ یہ انصاف حقیقی انصاف ہے۔

جون۔ کیا انصاف کو ہنوز خواب میں دیکھ رہے ہو۔ پیٹر میرے بارے میں کیسا اچھا عدل و انصاف ہوا تھا۔ اس پر غور کرو۔ مگر آپ کی کیا حالت ہے۔ زندہ ہو یا مر چکے ہو۔

قوشون۔ دنیا چھوڑ چکا ہوں۔ بے عزت و ذلیل ہو چکا ہوں۔ مدفن میں بھی آرام نصیب نہیں ہے۔ وہاں بھی راہبوں نے دخل دے کر قبر سے مجھے باہر نکال کر غلاظت پر پھینک دیا ہے

جون۔ میرے جسم خاکی کو شعلہ فگن آتش سے جس قدر اذیت پہنچی تھی اس قدر اس غلاظت سے تم کو نہ پہنچی ہو گی۔

قوشون۔ انھوں نے جو کچھ سلوک میری بے جان لاش کے ساتھ کیا اس سے انصاف و معدلت کے نام کو بے حد ضرر پہنچا۔ چرچ کی

بنیاد ہل گئی اگر بے گناہ و بے جرم کے ساتھ ظلم و زیادتی قانون کے نام سے کیجائے اور اس کے گناہ عظیم کے داغ۔ صاف باطنوں کی غیبت و بدگوئی سے دھوئے جا سکتے ہیں تو یہ فانی اور بے وفا دنیا انسانوں کے قدموں کے نیچے کانپ و لرز جائے گی۔

جون ۔ بالکل بجا ہے۔ پیٹر۔ مگر مجھے امید ہے کہ میری یاد سے عوام کو ضرور فائدہ ہوگا۔ اگر آپ نے مجھے نہ جلایا ہوتا تو میری یاد اس طرح باقی نہ رہتی۔

قوشون ۔ مگر میری یاد ان کو خراب و برباد کر دے گی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو عذاب کو ثواب پر۔ دروغ کو صداقت پر۔ بے رحمی کو کرم پر دوزخ کو بہشت پر فوقیت حاصل ہو جاتی۔ کیا تیری یاد عوام میں بہادری و اولوالعزمی پیدا کرے گی۔ اور کیا مجھے یاد کرتے ہی ان میں انحطاط پیدا ہو جائے گا۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے جو کچھ کہ کیا وہ مبنی بر انصاف و معدلت تھا۔ میں نے انتہائی رحمدلی و ہمدردی سے کام لیا ہے۔ میں نے جو کچھ کیا ہے۔ تابع ضمیر رہ کر کیا ہے اس کے سوائے میں اور کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔

چارلس ۔ (چادر سے باہر نکل کر پلنگ پر بیٹھ جاتا ہے) بڑی بڑی غلطیاں اور نمایاں نقصان تو بڑے انسانوں سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اب مجھ پر بھی نظر ڈالئے کہ نہ میں اب اچھا چارلس ہوں، عقلمند اور نہ جنگجو۔ میں نے جون کو جلتی ہوئی آگ سے بچایا اس وجہ سے ممکن ہے کہ اس کے طرفدار مجھے زنخا چارلس کہتے۔ تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ مجھ سے بہت کم خرابی واقع ہوئی ہے۔ تمہاری

عقل تو تمام دنیا کو تہہ و بالا کر دینے ہی میں صرف ہوئی ہے۔ مگر مجھ سے
ایسا نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں جو کچھ ہو اس پر میں شاکر و صابر ہوں۔
سر اوپر رہے اور قدم نیچے۔ اس اصول پر میں کاربند ہوں۔ میں
دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ فرانس کے کس بادشاہ نے اپنے فرائض
عمدگی سے انجام دیئے۔ اور کون زیادہ مشہور و معروف ہوا؟

جون ۔ کیا تو واقعی اب فرانس کا شاہنشاہ ہے۔ چارلی۔ انگریز
اس ملک سے چلے گئے؟

ڈوان ۔ (جون کے بائیں جانب کے پردے سے اندر داخل ہوتا ہے
اور اس وقت مومی شمع دان خود بخود روشن ہو جاتی ہے۔ اور
اس کا شاندار زرہ بکتر روشنی میں جگمگاتا ہے) میں نے اپنا وعدہ
پورا کیا۔ انگریز فرانس سے بھگا دیئے گئے ہیں۔

جون ۔ خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عروس الممالک فرانس
فردوس بریں بر زمین ہو چکا ہے۔ اپنی تمام سرگزشت جنگ
مجھ سے بیان کر۔ کیا تو نے بھی لشکر کی کمان کی تھی۔ اور کیا مرتے تک
تو الٰہی خدمتگار بنا رہا۔

ڈوان ۔ میں مرا نہیں ہوں۔ میرا جسم "ساٹودون" کے بستر پر
استراحت کر رہا ہے۔ مگر تیری روح میری روح کو یہاں کھینچ
لائی ہے۔

جون ۔ کیا میری طرح تو بھی ان لوگوں سے برسرِ جنگ رہا ہے۔ فدیہ
کی طمع سے نہیں بلکہ دوشیزہ کے مقصد کے تحت زندگی کے مقابلہ
میں جنگ کے لئے توانا، مضبوط اور بے ریا دل سے فرانس اور

اس کے باشندوں کی مدد کے خیال کے سوا، دوسرا کوئی خیال دامنگیر نہ ہو۔ چونکہ یہی طریقہ میرا رہا ہے۔

ڈوان ۔ مگر در اصل کس طرح جنگ میں زندہ رہنا اسی ڈھنگ کو اختیار کیا گیا تھا۔ مگر جس طریقہ سے جنگ میں فتح ہوئی وہ ترکیب تیری ہی بتلائی ہوئی تھی۔ اور اصلاح و ترمیم میں سب سے تو مقدم تھی۔ اس وقت تیری نسبت جو تحقیقات مکرر ہو رہی تھی اس میں تجھے سچا انصاف ملے اس وجہ سے میں نے نہایت ہی پر اثر اور واجبی سفارش عدالت سے کی تھی۔ لیکن تجھے پادریوں کے ہاتھ سے جلتے ہوئے اس وقت بچانا چاہیے تھا۔ مگر چونکہ میں جنگ میں مصروف تھا اور تحقیقات کا تعلق چرچ سے تھا اس وجہ سے مداخلت کرنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر تیرے ساتھ مجھے بھی جلا دیا جاتا تو اس سے انھیں کوئی فائدہ نہ تھا اور نہ اس سے ان کی مطلب براری ہو سکتی تھی۔

قوشون ۔ ہاں اب تمام الزام پادریوں کے سر تھوپ دو۔ میں جو تعریف و بدنامی سے بالاتر اور مستغنی ہوں۔ یہ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی پاسبانی نہ پادریوں ہی سے ہو سکتی ہے۔ اور نہ سپاہیوں سے۔ بلکہ اس مالک ارض و سما اور مقدس ہستیوں کی بدولت حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس دنیا کے چرچ نے اس عورت کو سپرد آگ کیا تھا۔ مگر اسی جلتی چتا سے خدا کی خوبیاں آشکار ہوئی تھیں (گھڑی میں پون گھنٹہ کے بجنے کی جھنکار سنائی دیتی ہے۔ اور ایک بدسلیقہ شخص کی غیر متوقع بے سری آواز آ رہی ہے)۔

ٹن ۔ ٹن ۔ جوشن ۔ چم ۔ دم ۔ رم

چن ۔ چھن ۔ گھن ۔ کٹ ۔ لٹ

سر ۔ سر ۔ زر ۔ فر ۔ رٹ ۔ جھٹ

آہا ۔ شاہا ۔ گم ۔ شم ۔ صم

(ایک سخت چہرہ کا ونگی انگریزیہ سپاہی پردہ سے باقاعدہ کوچ کرتا ہوا جون اور ڈوان کے درمیان آکر کھڑا ہو جاتا ہے)

ڈوان ۔ یہ کس بے وقوف نے تجھے شکستہ بحر وزٹل قافیہ بتلایا۔

سپاہی ۔ کسی احمق الذی نے نہیں یہ تو کوچ کرتے ہوئے تک بندی کرلی گئی ہے۔

ہم کچھ تعلیم یافتہ نقال نہیں ہیں۔ یہ تو دل سے نکلا ہوا راگ ہے ذرا سنئیے۔

ٹن ۔ بن ۔ جوشن ۔ چم ۔ دم ۔ رم

چن ۔ چھن ۔ گھن ۔ کٹ ۔ لٹ

سر ۔ شر ۔ زر ۔ فر ۔ لٹ ۔ چھٹ

آہا ۔ شہا ۔ گم ۔ سم ۔ صم

یہ تجربہ محل و بے معنے ہے۔ مگر کوچ کرنے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ معزز و محترم خانم صاحبو۔ مقدس سینٹ کو کس نے یاد کیا۔

جون ۔ کیا تم کوئی محترم سینٹ ہو۔

سپاہی۔ جی ہاں۔ محترم خانم۔ بندہ تحت الثرا سے سیدھا چلا آرہا ہے۔

ڈوان ۔ ایک مقدس سینٹ۔ اور وہ بھی دار البوار سے۔

سپاہی ۔ ہاں میرے سردار۔ مجھے ایک یوم کی تعطیل ملتی ہے۔ وہ بھی صرف سال میں ایک دفعہ۔ مجھسے ایک فعل حسنہ سرزد ہوا تھا اسی کا یہ ثمرہ ہے۔

قوشون ۔ بدبخت۔ کیا تیری تمام عمر میں ایک ہی عمدہ کام تجھسے انجام پایا۔

سپاہی۔ مجھے اس کے انجام دینے کا کوئی خیال ہی نہ تھا۔ مگر خود بخود یہ انجام پاگیا۔ اور لوح محفوظ پر لکھدیا گیا۔

چارلس۔ وہ کیا تھا۔

سپاہی ۔ تم نہ مانوگے۔ یہ ایسی بیہودہ اور لچر بات ہے۔ میں نے

جون ۔ (قطع کلام کرکے پلنگ کے نزدیک آکر چارلس کے پاس میٹھ جاتی ہے) اس نے دو لکڑیوں کی صلیب بناکر ایک مظلوم و معصوم دوشیزہ کے جس کو سپرد آگ کیا جارہا تھا۔ حوالہ کیا تھا۔

سپاہی۔ بالکل سچ فرمارہی ہو۔ یہ آپ سے کس نے کہا۔

جون ۔ اس کا کوئی خیال نہ کرو۔ ذرا غور سے نظر ڈالو۔ خود بخود معلوم ہوجائے گا۔

سپاہی - نہیں نہیں - لڑکیاں تو بہت سی ہیں - اور سب یہی چاہتی ہیں کہ ان کو یاد رکھا جائے - کیا دنیا میں صرف ایک ہی دوشیزہ ہے - تاہم وہ ضرور ایک نادرالوجود لڑکی ہوگی - جس کی بدولت ہر سال مجھے ایک دن کی فرصت ملتی ہے لہذا اے محترم خواتین و مکرم امیدوارات کے برابر بارہ بجے تک میں ایک مقدس سینٹ ہوں - اور آپ کے خدمت کے لئے حاضر ہوں -

چارلس - اور بارہ بجنے کے بعد -

سپاہی - بارہ بجنے کے بعد میرے لائق جو ایک ہی جگہ ہے وہاں واپسی -

جون - (کھڑی ہوکر) پھر وہیں - تو نے تو اس دوشیزہ کو صلیب بنا کر دی تھی -

سپاہی - (سپاہی کے مناسب یہ حرکت نہ تھی ایسا بتلاتے ہوئے) اس میں کونسی بڑی بات تھی عوام اس لڑکی کو آگ میں جلا رہے تھے - اور اس نے مجھ سے صلیب کی خواہش کی - چونکہ عوام کی طرح وہ بھی اس کی مستحق تھی - اور اکثروں کے پاس صلیب موجود تھی - اور یہ اس کی موت کی گھڑی تھی - اس میں میں نے کونسی خطا کی -

جون - اے مردک - اس میں تیری کوئی خطا نہ تھی - اگر تو دوزخ کا ایندھن ہے تو یہ میرے لئے سوہان روح ہے -

سپاہی - (خوش ہوکر) اس میں کوئی بری اذیت نہیں ہے - خاتون تو نے تو اس سے بھی زیادہ تکلیف اٹھائی تھی - میں اس سے

بھی زیادہ کا خوگر ہوں۔

چارلس۔ کیا دوزخ سے بھی زیادہ خراب۔

سپاہی۔ فرانس کی لڑائیوں میں پندرہ سال شریک رہا ہوں۔ اس کے مقابلہ میں جہنم کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ راحت و آرام کی جگہ ہے۔

جون۔ (انسانوں کی عجب فطرت سے ناامید ہوکر حضرۃ مریم کی تصویر کے نیچے پناہ لیتی ہے۔)

سپاہی۔ (بولتا جارہا ہے) اب مجھے یہ سازگار ہوگیا ہے۔ پہلے تو یہ تعطیل کا دن بہت مشکل سے کٹتا تھا اور یہ دن باراں کی تعطیل کی طرح مشکل سے گزرتا تھا۔ لیکن اب آسانی سے کٹ رہا ہے۔ اور انھوں نے کہا ہے کہ جتنے دنوں کی چھٹی درکار ہے۔ اب وہ مل سکتی ہے۔

چارلس۔ جہنم کیا ہے۔

سپاہی۔ وہ کچھ برا نہیں ہے۔ جناب عالی۔ نہایت پرلطف۔ وہاں ایک قسم کا نشہ رہا کرتا ہے۔ اور وہ بھی مفت۔ شراب کے بغیر اور وہاں ایک ایسا شاندار انسانوں کا جمگھٹا ہے جس میں شہنشاہوں تاجداروں۔ پیشوائے دین۔ حکماء اور بہت سے دوسرے لوگوں کی صحبت رہتی ہے۔ اور یہ تمام مجھ سے طعنہ زن ہیں کہ میں نے اس چھوکری کو کیوں صلیب بنا کر دی۔ مگر اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور نہ اس کی مجھے رمق برابر پرواہے۔ میں ان کو صاف صاف سنا دیتا ہوں کہ اگر مقدس صلیب پر اس لڑکی کا حق تم سے زائد

نہوتا تو جہاں اس وقت تم پڑے ہو وہاں یہ دوشیزہ بھی رہتی
یہ میری کھری کھری سنکر وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ زبان کیا کھول
سکتے ہیں شیطانوں کی طرح دانت پیس کر رہ جاتے ہیں۔ اور میں
ہنستا ہوا اچکتا ہوا للکارتا ہوں۔

ٹن۔ ٹن۔ جوشن۔ چم۔ دم۔ رم

کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ کون دستک دے رہا ہے۔
چارلس۔ اندر آؤ (دروازہ کھلتا ہے۔ ایک ضعیف عمر رسیدہ
پادری جس کے بال سفید ہو چکے ہیں جس کے چہرہ پر حماقت
آمیز شفقت کی ہنسی ہے۔ اچھلتا۔ کودتا ہوا جون کے پاس
جاتا ہے)
نووارد۔ معاف فرمائیے۔ معزز حاضرین۔ میں مخل ہونا نہیں چاہتا
میں ایک غریب عمر رسیدہ انگریز پادری ہوں۔ پیشوائے
دین ونچیسٹر کے لارڈ بشپ کا سابقہ چیپلین۔ جیھون۔ ڈ۔ اسٹونگیز
آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ (استفسارانہ نظر سے سب کو
دیکھتا ہے) آپ نے کچھ فرمایا۔ میری بدبختی کے باعث میں کچھ
اونچا سنتا ہوں۔ اور میرا دل و دماغ بھی ٹھکانہ پر نہیں ہے۔ میرا
سکونہی گاؤں بہت چھوٹا ہے اور وہاں کے باشندے بالکل
سیدھے سادے ہیں۔ وہ مجھے چاہتے ہیں۔ سب مجھے جانتے ہیں
میں ان کی تھوڑی بہت خدمت کر لیتا ہوں! ان سب کی نظر کرم
مجھ پر ہے۔

جون ۔ غریب بیچارا جیهوں تیری ایسی حالت کیوں ہوئی ؟

ڈ۔ اسٹونگبر۔ میں عوام سے ہمیشہ یہ کہتا ہوں۔ اس کو کان دھر کر سنو اور خوب یاد رکھو کہ کسی کے نسبت تمھارا جو خیال ہو اس کی اندرونی حالت کو دیکھ پاؤ تو تمھاری رائے بدل جائے گی۔ اس سے تم کو بیحد افسوس و رنج ہوگا یہ سن کر سب کہتے ہیں کہ ہاں۔ پادری صاحب ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ مجسم رحم و کرم ہو ایک چیونٹی کو بھی آپ کے ہاتھوں ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ یہ سن کر میرے بے قرار دل کو تھوڑی بہت تسکین ہوتی ہے۔ چونکہ میں فطرتاً بے رحم واقع نہیں ہوا ہوں۔ یہ آپ جانتے ہیں۔

سپاہی ۔ کس نے کہا کہ آپ ایسے رحم دل ہیں۔

ڈ۔ اسٹونگبر۔ دیکھئے بات یوں ہے کہ ایک وقت مجھ سے نہایت سنگدلی و بے رحمی عمل میں آئی تھی۔ چونکہ بے وردی کیا چیز ہے۔ میں اس سے ناواقف تھا۔ یہ ایک نہایت عظیم سانحہ ہے۔ اس سے سب کو باخبر رہنا چاہئے۔ جس کی بدولت دین و دنیا دونوں میں سرخ رو رہو گے۔

قوشون ۔ کیا حضرت عیسی علیہ السلام کے مصائب و تکالیف باعث عبرت نہ تھیں ؟

ڈ۔ اسٹونگبر۔ نہیں نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں نے ان کو تصاویر میں دیکھا تھا۔ کتابوں میں پڑھا تھا۔ اور محسوس کیا تھا کہ اس کا کافی اثر مجھ پر ہو چکا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ کچھ کارآمد نہوا۔ میری نجات حضرت کی بدولت نصیب نہوئی۔ بلکہ ایک دوشیزہ کی

وجہ سے جس کو میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے آگ میں جلتے ہوئے
دیکھا۔ یہ منظر نہایت ہی مہیب و دہشت ناک تھا۔ مگر یہ میری نجات
کا باعث ہوا۔ اس روز سے میری حالت ہی بدل گئی۔ مگر بعض
وقت میرا دل بہک جاتا ہے۔

قوشون ۔ انسانوں میں قوت متخیلہ و متصورہ کی کمی کے باعث
کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر زمانہ میں اذیت میں
مبتلا ہو کر فنا ہو جانے کی ضرورت ہے۔

جون ۔ اگر یہ میرے ساتھ سختی نہ کرتے تو میں ان سب کو بچاتی
کیا مجھے بلا وجہ جلایا گیا۔؟

ڈ۔ اسٹوگبر ۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ تو نہ تھی۔ مجھے ذرا کم دکھائی دیتا ہے۔
(آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر) میں تجھے برابر شناخت نہیں
کر سکتا۔ مگر تو وہ نہیں ہے۔ تو واصل حق ہو چکی ہے۔ جل کر خاکستر
بن چکی ہے۔ (پلنگ کے نزدیک کے پردہ میں سے جلاد چارلس
کے بازو سے نکل کر سامنے آتا ہے)۔

جلاد ۔ یہ تجھ سے زیادہ بقید حیات موجود ہے۔ اے پیر مرد۔
اس کا پاک دل آگ میں جل نہ سکا۔ اور نہ وہ غرق آب
ہو سکا۔ میں اپنے ہنر میں بے نظیر تھا۔ شہر پیرس میں مجھ پر کوئی
فوقیت نہیں رکھتا۔ شہر طلوش کا ماہر فن بھی میری ہمسری کر نہیں
سکتا۔ باوجود اس کے میں اس دوشیزہ کو مار نہ سکا۔ وہ تو سب جگہ
موجود ہے۔

امیر واریق ۔ (پردے سے باہر نکل کر۔ جون کے قریب آکر کھڑا ہوتا ہے)

اس قالب کے بدلنے پر تہہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ مختصر الفاظ میں آپ سے معافی چاہوں۔

جون ۔ آپ کو اس قدر انکسار کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

امیر واریق ۔ (اخلاق سے) یہ آتشزدگی محض سیاست کے باعث عمل میں آئی تھی آپ کے لئے دل میں کسی قسم کا بغض وعناد نہ تھا۔ اس کا میں صمیم قلب سے آپ کو اطمینان دلاتا ہوں۔

جون ۔ میرا سینہ کینہ سے پاک ہے۔ اے امیر۔

امیر واریق ۔ بہت خوب۔ آپ کے اس برتاؤ کا شکریہ۔ اس سے آپ کی شرافت عیاں ہو رہی ہے۔ میں صمیم قلب سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اگر سچ پوچھئے تو بعض وقت انتظام مملکت میں ناقابل درگزر غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں اور یہ ایک نہایت سنگین خطا وقوع پذیر ہوئی ہے۔ چونکہ تم کو جلاکر خاکستر کر دینے پر بھی تمھاری پاک روح سے ہم مغلوب ہو چکے ہیں۔ تاریخی دنیا میں تمھاری وجہ سے میرا نام آشکار رہے گا۔ مگر یہ قابل تعریف نہ ہوگا۔

جون ۔ ہاں اس میں اصلیت تو ضرور ہے۔ مگر تو ایک عجیب شخص معلوم ہو رہا ہے۔ اور عجیب بات کہہ رہا ہے۔

امیر واریق ۔ مگر جب آپ کو یہ لوگ زاہدہ و عابدہ قرار دے کر سینٹ کے لقب سے یاد کریں گے تو اس نیک نامی

کے لئے آپ کو میرا ہی ممنون ہونا پڑے گا جس طرح یہ خوش نصیب بادشاہ اپنے تاج شاہی کے لئے آپ کا شرمندۂ احسان ہے۔

جون ۔ (منھ موڑ کر) دار فانی کی کسی چیز کے لئے میں کسی کی ممنون احسان ہو نہیں سکتی۔ اگر میں کسی کی احسان مند ہوں تو صرف میرے دل میں بسے ہوئے خدائے ذوالجلال حقیقی کی۔ میں زاہدہ ہو جاؤں تو یہ کس قدر تعجب خیز ہوگا! اگر ایک دہقانی دوشیزہ کو سینٹ بنا کر عزت دی جائے تو سینٹ کیا تھرین و مارگریٹ اس کی نسبت کیا کہیں گے؟

(زمانہ حال کا ایک پادری فراک کوٹ و پتلون اور اونچی ریشمی ٹوپی پہن کر ۱۹۲۰ء کے پادری کے پوشاک میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی عجیب و غریب پوشاک کو دیکھ کر سب کھلکھلا کر ہنستے ہیں)۔

نو وارد پادری ۔ بھائیو۔ اس قدر بے اختیار خندہ زن ہونے کی کیا وجہ ہے۔

امیر واریق ۔ آپ نے جو مضحکہ خیز جدید پوشاک کی اختراع کی ہے اس کی مبارکباد قبول فرمائیے۔

نو وارد پادری ۔ یہ میری سمجھ میں نہ آیا۔ البتہ آپ تمام نے بہروپیہ پوشاک زیب تن کیا ہے۔ میرا لباس تو جدید العصر ہے۔

ڈوان ۔ پوست انسانی کے سوا یہ تمام پوشاک ایک سوانگ ہی ہے۔

نو وارد پادری۔ (متحیر طور پر) معاف فرمائیے۔ میں یہاں ایک خاص کام کے لئے آیا ہوں۔ ہنسی و مذاق کے لئے نہیں۔

(جیب سے ایک کاغذ نکال کر حاکمانہ انداز سے) میں یہاں تشہیر کرنے کے لئے یہ مقرر کیا گیا ہوں کہ "جون آف آرک"۔ جو سابق میں دوشیزہ کے نام سے مشہور تھی وہ اب اور لیان کے بشپ کے حکم سے . . . .

جون ۔ کیا ہنوز شہر اور لیان کے باشندوں نے مجھے یاد رکھا ہے۔

نو وارد پادری۔ (دخل در معقولات پسند نہ کرتے ہوئے۔) اور لیان کے بشپ کے حکم کی اتباع میں مکرر تحقیقات عمل میں لائی گئی اور طے پایا کہ" جون آف آرک" کی جو حق تلفی ہوئی تھی اس کی تلافی مافات کی جائے۔

جون ۔ (قطع کلام کر کے) میں نے کسی حق کی نسبت کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔

نو وارد پادری۔ (ناگواری سے) چرچ سے اب نہایت ہی غور و خوض کے بعد مکرر تحقیقات عمل میں آئی۔ اور یہ تصفیہ کیا گیا کہ دوشیزہ جون واجب التعظیم و تکریم ہے۔

جون ۔ (مسکرا کر) میں۔ اور قابل تعظیم۔

نو وارد پادری۔ آخری تصفیہ یہ کیا گیا کہ نہایت بہادرانہ و شریفانہ فضیلت و حرمت سے مملو تھی۔ اور اس میں حقیقت ہے کہ

خفیہ طور پر اس کو آواز غیب سنائی دیا کرتی تھی۔ اور لایق واجب التعظیم و تکریم۔ چرچ نے آپ کو ٹھرایا ہے۔ اور اب وہ "سینٹ جون" کے نام سے مشہور و معروف ہو گی۔

جون ۔ (متعجب ہو کر) سینٹ جون۔

نو وارد پادری۔ ہر ماہ مئی کی تیرھویں تاریخ جو اس مقدس اور قابل عزت دوشیزہ کی برسی کا دن ہے۔ اس روز ہر چرچ میں چراغان کیا جا کر خاص عبادت ہو گی۔ اور اس کے نام سے گرجا موسوم کیا جائے گا۔ اور اس کی مورت بنا کر ہر گرجا میں رکھی جائے گی۔ اور اس کے قدم پاک کو چوم کر ربِ جلیل کی قدرت کا اعتراف کیا جائے گا۔

جون ۔ نہیں نہیں۔ قدم پاک کو چوم کر یاد الہی میں مصروف رہنے کا حق صرف انبیاء و مرسلین و بزرگان دین ہی کو حاصل ہے۔ (دو زانو ہو کر یاد الہی میں مصروف ہو جاتی ہے۔

نو وارد پادری ۔ (فتوی کو جیب میں رکھ کر جلاد کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے) پتہ بزلیکا وشکانہ مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

ڈوان ۔ (جون کو کھڑا کرتے ہوئے) آدھا گھنٹہ تجھے جلا کر خاک کر دینے کے لئے کافی تھا مگر تیری حقیقت و اصلیت کی تلاش و جستجو کے لئے پانچ سو سال درکار ہوئے۔

ڈ ۔ اسٹو نگبر ۔ جناب عالی ۔ میں کسی وقت ونچسٹر کے بڑے بشپ صاحب کا چیپلین تھا ۔ ملک فرانس میں تو ان کو ہمیشہ انگلینڈ کے بڑے

پیشوائے دین کہتے تھے۔ اب ونچسٹر کے عالیشان گرجا میں
اس مقدس دوشیزہ کا ایک خوبصورت مجسمہ قایم کیا
جائے تو مجھے اور میرے آقا بشب کو نہایت ہی شادمانی
وخرمی حاصل ہوگی۔ اور کیا یہ ممکن ہے؟

نووارد پادری۔ سردست یہ شاندار مذہبی عمارت دین سے گمراہ انگریزوں
کے قبضہ میں ہے۔ اس وجہ سے میں اس کی ذمہ داری سے
مجبور ہوں۔ (دریچہ سے وینچسٹر کی شاندار گرجا میں نصب کردہ
سینٹ جون کا مجسمہ دکھائی دیتا ہے)

ڈ۔ اسٹونگبر۔ دیکھئے دیکھئے۔ یہ وینچسٹر کا بڑا گرجا ہے۔

جون۔ یہ کیا میں ہوں؟ اس مجسمہ کے پیروں کے مقابلہ میں زیادہ
طاقت تو مجھ میں تھی (گرجا نظر سے اوجھل ہوجاتا ہے)۔

نووارد پادری۔ حکومت فرانس کے جانب سے مجھے یہ عرض کرنے کی
عزت دی گئی ہے کہ شاہراہ عام پر دوشیزہ کے مجسمے
زیادہ تعداد میں نصب ہونے کی وجہ سدراہ ہونے کا
اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ مگر چرچ کی جانب سے یہ عرض
کرنے کی جراءت کرتا ہوں کہ جون کا گھوڑا کسی دوسرے
گھوڑے سے زیادہ سدراہ نہیں ہے۔

جون۔ یہ سنکر مجھے مسرت ہوئی کہ میرے اسپ تازی کو نہیں
بھولے۔ (ریمز کے گرجا میں نصب کیا ہوا مجسمہ دکھائی
دیتا ہے۔ اور اس کی تلوار ٹوٹی ہوئی ہے)۔

جون۔ کیا یہ عجیب وغریب مجسمہ میرا ہی ہے؟

چارلس ۔ یہ تو وہ کلیسا ہے کہ جہاں تو نے میرے سر پہ تاج شاہی رکھا تھا ۔ یہ تو تیرا ہی مجسمہ ہوگا۔

جون ۔ میری تلوار کس نے توڑ دی ۔ میری شمشیر ٹوٹی ہوئی تو نہیں تھی ۔ یہ تو ذوالفقارِ فرانس تھی۔

ڈوان ۔ اس کی فکر مت کرو ۔ تلوار ٹھیک ہو جائے گی جو زندہ جاوید ہے وہ تو فرانس کی روح ہے ۔

(رمیز کا گرجا آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۔ آرچ بشپ و حاکم دار القضاء قوشوں کے دونوں طرف کھڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔)

جون ۔ میری شمشیر براں ۔ اب بھی مظفر و فتح مند ہو سکتی ہے ۔ اس تلوار نے کسی کا ناحق خون نہیں بہایا تھا بے قدر انسانوں نے میرے خاکی جسم کو جلا کر نیست و نابود کر دیا مگر میری روح کو دیدار خدا نصیب ہوا ۔

قوشون ۔ (جون کے قدم چومتا ہے) لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں دن بھر کام کرتی ہوئی لڑکیاں تیری تعریف میں رطب اللسان ہیں چونکہ ان کے دلوں میں تو نے جگہ کی ہے ۔ اور وہ بآسانی دیکھ سکتے ہیں چونکہ ان کے اور عرش کے درمیان میں فاصلہ نہیں ہے ۔

ڈوان ۔ (جون کے قدموں پر گر کر) میدان جنگ میں گھائل ہو کر موت کے انتظار میں تڑپتے ہوئے سپاہی تیری یاد کرتے ۔ اور تیری تعریف زبان پر لاتے ہیں ۔ ان کے

اور قیامت کے بیچ میں تو ان کے لئے سپر ہے۔

آرچ بشپ۔ (تعظیماً قدم کو بوسہ دے کر) چرچ کے نگہبان اور پیشوائے دین تیری بے حد تعریف کرتے ہیں۔ اب ان کی دنیا دار آنکھیں کھل گئیں اور روشن ہوگئی ہیں۔

امیر وارِیق۔ (قدم بوس ہوکر) مدبر آن سلطنت و ارکان حکومت تیری توصیف میں مصروف ہیں۔ چونکہ اُن کے مردہ ضمیر کو تو نے زندہ کر دیا ہے۔

ڈ۔ اسٹونگبر۔ (قدم بوس ہوکر) بستر مرگ پر پڑے ہوئے تجھے دعائیں دیتے ہیں۔ چونکہ ان کے گناہ عظیم کو تو نے مہربانی سے رحمت میں بدل دیا ہے۔

حاکم دار القضا۔ (تعظیماً جون کے پاؤں کو ہاتھ لگاکر) عدالت کے کورچشم کرسی نشینان اور انصاف کے تولنے والے تیری تعریف میں منہمک ہیں چونکہ ان کی عاقبت تو نے ٹھیک کی ہے۔

سپاہی۔ (قدم چوم کر) دوزخ سے نجات پائے ہوئے دوزخی تیری تعریف کرتے ہیں۔ چونکہ تو نے یہ ثابت کر دکھلایا کہ وہ شعلۂ آتش نور خدا تھا۔

جلاد۔ (قدم چوم کر) مردم آزار جلاد۔ تیری تعریف کرتے ہیں تو نے بتلا دیا کہ روح کو برباد کرنے سے وہ مجبور ہیں۔

چارلس۔ (قدموں پر گر کر) بے ریا انسان۔ تیری تعریف میں مشغول ہیں کہ جو کام وہ سرانجام نہ دے سکتے تھے۔ اس کو نہایت کامیابی سے تونے اختتام کو پہونچایا ہے۔

جون - اگر تمام انسان میرے مدح و تعریف میں مصروف ہو جائیں تو یہ میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ اگر میں ایک زاہدہ عابدہ بن کر کرشمے بتلا سکتی ہوں۔ اس وجہ سے کیا پھر زندہ ہو کر ایک عورت کے روپ میں آپ کے پاس آکر کھڑی رہوں اس پر تو غور کیجئے (سب کھڑے ہو جاتے ہیں اندھیرا خلوت خانہ میں چھا جاتا ہے۔ دیواریں آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ صرف حاضرین کی شکلیں اور شاہی پلنگ دکھائی دیتا ہے)

جون - کیا پھر مجھے نوالہ آتش ہونا پڑے گا۔ کوئی بھی میرا استقبال کرنے کے لئے رضامند نہیں ہے۔

قوشون ۔ الحاد کا دنیا سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جانا ہی بہتر ہے۔ دنیوی آنکھیں ملحدہ و عابدہ میں کوئی فرق نہیں دیکھ سکتیں۔ لہذا وہ تیرے رحم و کرم کے مستحق ہیں۔

ڈوان ۔ معاف کر۔ ہم تیرے لایق نہیں ہیں [illegible] ہنے جائے استراحت پر واپس چلا جاتا ہوں۔

امیر واریق۔ ہماری معمولی خطاء کے لئے ہم بیحد نادم ہیں۔ مگر ضروریات حکومت بعض وقت غلطیوں سے مملو ہوتی ہیں۔

اور ان کو انجام دیئے بغیر چارہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے
میں عفوئے تقصیر کا خواہاں ہوں۔ (صفائی سے آنکھ
بچا کر باہر چلا جاتا ہے۔)

آرچ بشپ۔ تیرا نزول مجھے ایسا انسان بنا نہیں سکتا جیسا کہ تیرا
خیال میرے نسبت تھا۔ میں صرف اس قدر عرض
کرنا چاہتا ہوں کہ تو اب میری دعاؤں سے بے نیاز
رہے۔ اور اب میری خواہش ہے کہ جس مقام
عالی پر تو جلوہ فگن ہے وہیں تیرا دائمی ٹھکانہ ہو (یہ
کہکر چلا جاتا ہے)۔

حاکم عدالت دار القضاء۔ جون میں اس وقت مرچکا ہوں۔ اور
جہاں میرا ٹھکانہ ہے وہاں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ تونے
اپنے کو بے جرم بتلایا تھا۔ مگر واقعات متعلقہ کے تحت
تصفیہ کرنا ناگزیر تھا۔ اس لئے میں مجبور تھا۔ (چلا
جاتا ہے۔)

نووارد پادری۔ تجھے سینٹ کا معزز لقب عطا کرتے وقت مکرر تیرے
زندہ ہونے کا خیال نہ تھا۔ اب حکم ثانی حاصل کرنے
کے لئے۔ مجھے شہر روما جانا پڑے گا۔ (موجودہ طریقہ پر سر
تعظیماً خم کر کے چلا جاتا ہے)

جلاد۔ اپنے فن میں ماہر ہونے کی وجہ سے اس پیشہ کی ترقی
کے لئے مجھے کوشاں رہنا چاہیئے۔ میرے بال بچوں کی
پرورشی کا خیال بھی مجھے رکھنا چاہیئے۔ اس وجہ اس پہ

غور کرنے کے لئے مجھے وقت درکار ہے (چلا جاتا ہے)

چارلس ۔ اے بیچاری غریب جون ۔ یہ سب تجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں ۔ صرف ایک موذی سپاہی رہ گیا ہے ۔ اس کو بھی (۱۲) بجے تک دوزخ میں داخل ہو جانا چاہیئے ۔ اس وجہ سے ڈوان کے مماثل میں بھی اپنے بچھونے پر چلا جاتا ہوں ۔

جون ۔ (غمگین ہو کر) شب بخیر ۔ چارلی ۔

چارلس ۔ (تکیوں پر سر رکھے ہوئے) شب بخیر ۔ (سو جاتا ہے اور اندھیرے میں پلنگ گم ہو جاتا ہے)

جون (سپاہی سے) تو اور وہ بھی اکیلا میرا ساتھ دینے والا ۔ "سینٹ جون" کو تو کیا تسلی دے سکتا ہے ۔

سپاہی میں کیا عرض کروں سچ پوچھئے تو بادشاہوں ۔ امیر الامرا پادریوں اور وکیلوں سے خدا ہی بچائے ۔ اور ان کو جس عمیق غار میں وہ پڑے ہیں وہیں ہمیشہ کیلئے پڑے رہنے دے یہ اپنے آپ کو جو کچھ بھی سمجھیں اور اپنی جو کچھ بھی بڑائی بتلائیں تاہم ان کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہی میں ہوگا ۔ پھر یہ دنیا کی ساری بڑائی کدھر جائے گی ۔ میں تو صرف یہی جانتا ہوں کہ جس طرح تم کو اپنے خیالات پر قائم رہنے کا حق ہے اسی طرح ان کو بھی بدرجہ اولیٰ حاصل ہے ۔ اور ممکن ہے کہ کچھ زاید ہی ہو (اس مسئلہ پہ وضاحت کے ساتھ بحث کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے) دیکھئے حقیقت تو یہ ہے کہ (دور کی گھڑی میں (۱۲) بجتے سنائی دے رہے ہیں) معاف فرمائیے

مجھے ذرا ضروری کام ہے۔ (شرمسار ہوکر آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلا جاتا ہے) نور کی شعاعیں جون پر برس رہی ہیں۔ گھڑی کے ٹھو کے بج رہے ہیں۔

جون ۔ اے خالق ارض و سما! اے صانع آفریدگار۔ اس دنیا میں تیری مخلوق تیرے مقربین کی پیشوائی و احترام کے لئے کب تیار ہوگی۔ اے پروردگار۔ کب ان کی عزت و محبت کرے گی۔

تمت

ہماری ہر دلعزیز مطبوعات

کتاب	مصنف	قیمت
فکرِ اقبال	غلام دستگیر رشید	۴ — ۰ — ۰
حکمتِ اقبال	" " "	۴ — ۰ — ۰
تصوراتِ اقبال	شاغل فخری	۳ — ۱۲ — ۰
اسلام کے سیاسی تصورات	از رشید ایم۔ اے	۲ — ۱۲ — ۰
فلسفۂ عجم	علامہ اقبال	۳ — ۲ — ۰
داستان کربلا۔	سعید صدیقی	۲ — ۱۴ — ۰
کوہِ نور کی سرگذشت	رہبر فاروقی	۱ — ۴ — ۰
تانیثیت	شاہد رزاقی	۲ — ۱۲ — ۰
سیرِ افغانستان	سید سلیمان ندوی	۲ — ۸ — ۰
قائدین کے خطوط جناح کے نام	سعید صدیقی	۲ — ۰ — ۰
کرنل لارنس	مشیر الدین	۲ — ۱۲ — ۰
چالیس کروڑ بھکاری	ابراہیم جلیس	۲ — ۱۲ — ۰
ہچکیاں	صدیقہ بیگم	۳ — ۴ — ۰
آج کل کے رومان	فضل حق قریشی	۲ — ۱۲ — ۰
طوفان	رئیس احمد جعفری	۳ — ۶ — ۰
ذکرِ جمیل	ماہر القادری	۱ — ۱۲ — ۰
اندھا۔	رئیس احمد جعفری	۲ — ۱۲ — ۰
سرنوشت	مجنوں گورکھپوری	۲ — ۰ — ۰